

شہسدر میخانام  
محمد ﷺ

تصنیف لطیف

شیخ التفسیر والحديث حضرت مولانا  
علامہ محمد فیض احمد ویسی رضوی قادری ظفر



ناشر

ادارہ تصنیفات علامہ ویسی بہاول پور

کتاب ہذا میں تاجدارِ کل کائنات امام الانبیاء و الرسل حضور  
سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم  
مبارک محمد کے فضائل و کمالات و معجزات و برکت  
بہترین عجائبات اور اعلیٰ نکات و لطائف کو بیان ہے

# شہدِ میٹھا نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف لطیف

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا علامہ محمد فیض احمد ویسی رضوی قادری مدظلہ

باشہ

ادارہ تصنیفاتِ علامہ ویسی بہاول پور

تقسیم کار

مکتبہ اولیٰ شیعہ رضویہ، تان روڈ بہاول پور (پاک)

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

شہد سے بیٹھا نام محمد	نام کتاب
حضرت علامہ محمد فیض احمد ویسی	مصنف
چودھری مشتاق محمد خاں صاحب	تصحیح
ادارہ تصنیفات علامہ ویسی بہاول پور	ناشر
حافظ رحیم بخش ویسی ناظم مکتبہ ویسیہ	براہتمام
	طابع
صفحات	ضخامت
آفت	طباعت
۲۳۸۱۸	سائز
۸	
۱۹۸۵ء	بار دوم
۱۴۰۵ھ	قیمت
۳ روپے	

# انتساب

میں اپنی اس کاوش کو ان طالبانِ حق کے

نام

منسوب کرتا ہوں

جن کے دل عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بے ریز

اورد

سینے ذکرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہیں

# حرفِ آغاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ • الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ  
اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ لَہٗ عَلٰی  
الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَہِیْدًا مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشْدٰءُ عَلٰی الْکٰفِرِیْنَ رَہْمًاۤ اَیُّہُمْ  
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی جَبِیْبِہِ النَّبِیِّ الْحَرِیْمِ  
وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ •

اتقابعدا! فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ شتافاً  
جمال مصطفوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے جس  
طرح اس محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ باریکات و کرامات ہے۔ اسی  
طرح (عرصہ سے ارادہ تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے متعلق  
جو بھی احادیث و اقوال اور حکایات و روایات اور کرامات و عجائبات کتب  
سیر سے میسر آئیں یکجا جمع کر دیئے جائیں۔ چنانچہ ۲۴ شعبان ۱۳۶۶ھ کو اس  
کے آغاز کی توفیق ہوئی۔ دُعا ہے مولانا عزوجل اس پیارے نامِ اقدس کے طفیل جس  
طرح آغاز کی توفیق عطا فرمائی اس کے مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

فقیر محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حامد آباد۔ ضلع رحیم یار خاں

۲۴ شعبان ۱۳۶۶ھ

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر  
وہی قرآن، وہی فرقان، وہی السین، وہی طہ  
(اقبال)

## طبع ثانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ .  
 فقیر اویسی غفرلہ ربہ القدر نے اس کتاب کو بڑی عقیدت سے لکھا افسوس کہ اس کا پہلا ایڈیشن ذوق عقیدت کو پورا نہ کر سکا۔ نا تجربہ کار کتاب و ناشر نے اغلاط سے کتاب کو آنا مسخ کر دیا کہ اصل مقصود کے بجائے غلط مفہوم ذہن میں اتر جاتا۔ فقیر کو نہ نظر ثانی کا موقع مل سکا اور نہ ہی طباعت کے وقت تصحیح کر سکا لیکن شائقین نے اس کی نامعلوم کس خوبی کو دیکھا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں اس کے دوسرے ایڈیشن کی نوبت تک پہنچا دیا۔ اس کا اثبات میں تاخیر صرف اس لئے ہوئی کہ فقیر عدیم الفرستی سے اسے دوبارہ تصحیح کئے بغیر شائع کرانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن قارئین کے خطوط نے مجبور کر دیا کہ اسے جلد از جلد شائع کراؤں۔ چنانچہ اس کی تصحیح میں بہت سا وقت صرف کیا اور بہت سے معنائین کا بھی اضافہ کیا۔ اس لئے اب یہ کتاب پہلے ایڈیشن سے تقریباً ڈیڑھ گنا زائد ہو گئی ہے۔

مرقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح

محمد بن احمد اویسی ضوی غفرلہ

بار دوم نظر ثانی سے

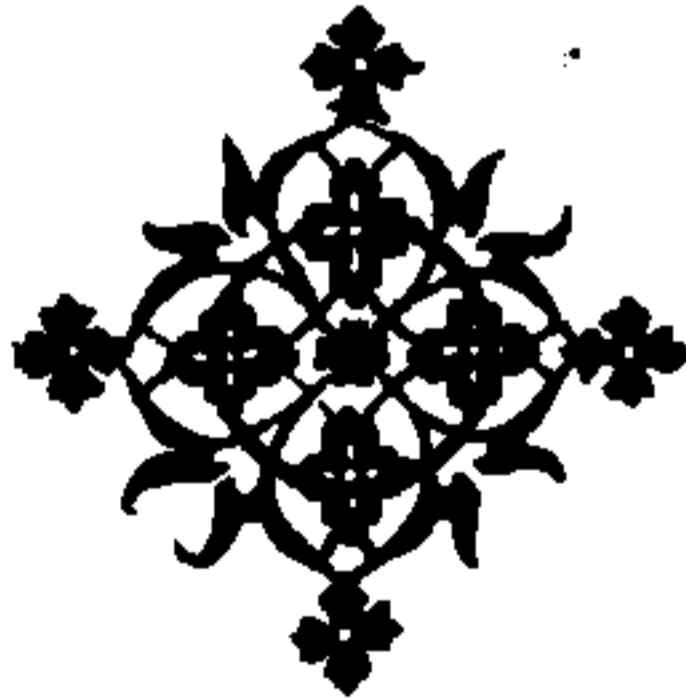
۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ بروز اتوار بعد نماز ظہر ساعت پانی

## الہجائے اویسی باہر گاہِ نبوی

رسولِ خدا ، اُدویٰ جنِّ و انساں  
 بہر شاخِ نازک ، بہر برگِ رنگیں  
 نگاہِ کرم ، شافعِ روزِ محشر !  
 قدامِ سرِ رہ بہ اُمیدِ جلوہ

رحمنِ تو عالم ، درخشاں درخشاں  
 بہارِ زمانہ ، ثنا خواں ثنا خواں  
 خرابم خرابم ، پریشاں ، پریشاں  
 سوئے من گذر کن خراباں خراباں

نثارِ حزیں در غم تو پیدہ  
 خدا را نگاہے گل افشاں ، گل افشاں





# فہرست مضامین

صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار
۸۶	۱	نعت	۱۹	۸
۸۸	۲	لفظ محمد کی لفظی تحقیق	۲۰	۱۰
۹۱	۳	اسمائے حبیب	۲۱	۲۷
۹۲	۴	زمین و آسمان پہلے اسم محمد	۲۲	۲۸
۹۲	۵	حضرت عبدالمطلب کا خواب	۲۳	۲۹
۹۳	۶	حضور صلی علیہ وسلم کے نام کی حفاظت	۲۳	۳۰
۹۵	۷	حضور کے اپنے نام کی حدیث	۲۵	۳۳
۱۲۱	۸	آیات قرآنی	۲۶	۳۶
۱۳۵	۹	بہشت کو آدم کی وصیت	۲۶	۳۷
۱۳۵	۱۰	خوش بخت و بد بخت قوم	۲۸	۴۱
۱۶۳	۱۱	انگوٹھے چومنے کا ثبوت	۲۹	۴۲
۱۹۳	۱۲	حضور علیہ السلام کا علم غیب	۳۰	۵۱
۲۲۵	۱۳	خوش بخت یہودی	۳۱	۵۸
۲۲۶	۱۴	دعوت غور و فکر	۳۲	۶۵
	۱۵	انگریزوں اور یہودیوں کا اعتراف	۶۶	
	۱۶	فضائل و برکات اسم محمد	۷۲	
	۱۷	عرش تافرش ان کے نام	۸۱	
	۱۸	معجزہ نبی و کرامت صدیق	۸۵	

## شہد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

زبان پہ پارِ خدا یہ کس کا نام آیا  
کہ میرے نطق نے بوسے میری زبان کئے

فقیر نے اس رسالہ کا آغاز اوائل تصانیف میں کیا تھا اور اس کا

نام "القول الممجّد فی بسوکات اسمِ محمد" تجرید ہوا۔ لیکن جب

حضرت علامہ الحاج سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر صاحب مدظلہ کی نعتِ ذیل پر ہی

تو ذوقِ عقیدت نے مجبور کر دیا کہ اس کا نام رکھوں

شہد سے میٹھا نامِ محمد،

## نعت

شہد سے میٹھا محمد نام

شہد سے میٹھا محمد نام

میم سے توحید پلائے اور "ح" حق سے آکے پلائے

دوسری میم مراد دلائے اور یہ وال محمد یارو

دور کر کے آ لام

شہد سے میٹھا محمد نام

میم سے ہیں ہر دکھ کے مداوا "ح" سے حامی ہے بے چارہ

دوسری میم - تیم کی طبعاً "وال" بچا کر دوزخ سے  
 فردوس کا سے پیغام  
 سب سے میٹھا محمد نام  
 میم سے ہیں محبوب رب کے معشے سے عالم عجم و عرب کے  
 دوسری میم سے ملک سب کے "وال" سے دانا دونوں جہان کے  
 حمد ہے ان کا عام  
 شہد سے میٹھا محمد نام  
 میم محبت کی سے لایا معشے نے حق کا جام پلایا  
 دوسری میم نے مست بنایا "وال" سے دل میں بشیر کے ان کی  
 یاد ہے صبح و شام  
 شہد سے میٹھا محمد نام

نام تو صیقلست کہ لہائے تیرورا روشن کند چو آئینہ سکنری  
 ترجمہ تیرا اسم گرامی سیاہ دلوں کا صیقل ہے اور تیرا نام دلوں کو آئینہ  
 سکنری کی طرح صاف و شفاف بناتا ہے۔

آنکھوں کا تارا نام محمد ، صلی اللہ علیہ وسلم  
 دل کا اجالا نام محمد ، صلی اللہ علیہ وسلم  
 پوچھے گا مولا لایا ہے کیا کیا  
 میں یہ کہوں گا نام محمد ، صلی اللہ علیہ وسلم

# ابتدائیہ

## لفظ محمد کی لفظی تحقیق

لفظ محمد تحمید سے مشتق ہے اور تحمید حمد سے زیادہ بلند ہے (مرح)

یعنی

یعنی محمد وہ ہے جس کی اچھی  
خصتیں بہت ہوں

الذی کثرت خصالہ  
المجودہ (مرح)

اور قاموس میں ہے -

یعنی تحمید بمعنی اللہ تعالیٰ کی  
حمد بار بار کرنا اور محمد کو اسی  
سے مشتق کیا گیا ہے۔ گویا کہ وہ بار  
بار حمد کئے گئے ہیں۔

التحمید "حمد اللہ تعالیٰ  
مرۃ بعد مرۃ ومن محمد  
کانہ حمد مرۃ بعد مرۃ

چوں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بار بار اور ہر بار نئے مدح و مناقب سے  
ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی اسی لئے آپ کا اسم گرامی محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم رکھا گیا۔

نکتہ : اللہ تعالیٰ کا نام محو ہے۔ وہ بجز کے باب سے ہے۔ جس میں مبالغہ نہیں اور حضور علیہ السلام کا اسم گرامی محمد ہے، وہ مزید سے ہے جس سے مبالغہ مطلوب ہے۔ عقل کا تقاضا ہے کہ یہ اسم اللہ تعالیٰ کا ہوتا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والی مخلوق ہے ان کی فنا کے بعد ان کی حمد منقطع ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد کرتا ہے جسے انقطاع نہیں اور حمد بھی ایسی جیسے حمد کرنے والا۔ اس کی تائید بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

قال ابو العالیہ  
صلوة اللہ ثناؤا  
علیہ عند الملائکۃ  
(بخاری شریف ج ۲ ص ۲۸۷)

ابو العالیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ  
کی صلوة انبی کا معنی یہ ہے  
کہ ملائکہ کے ہاں اپنے نبی  
علیہ السلام کی تعریف کرتا ہے

حدیث شریف میں ہے :-

ان حمد فی  
احد فانت  
احمد وان  
حمدت احدا  
فانت معتمد  
(یعنی شرح بخاری)

اگر کوئی میری حمد کرتا ہے تو  
آپ سب سے زیادہ حمد کرنے  
والے ہیں۔ اگر میں کسی کی حمد  
کرتا ہوں تو آپ ہی سب سے  
زیادہ میری تعریف کئے ہوئے  
ہیں

فاضل بریلوی نے کیا خوب کہا ہے :-

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم  
خدا چاہتا ہے رضا مجھے محمد

اشتقاق کی بحث  
اسم گرامی حمد سے مشتق ہے۔ اس معنی پر باری تعالیٰ کے اسماء کے اشتقاق میں اشتقاق

ہوگا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَشَقِي لُذِّ اسْمِهِ لِيَجْلِدَ - - فَاذْوَ الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اپنے اسم گرامی سے اپنے محبوب کا اسم گرامی مشتق فرمایا ہے تاکہ شان کا اظہار ہو وہ عرش والا محمود اور یہ محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

اف حمد سے چند اسماء مانوز ہیں:

۱۔ محمود: یہ اسم جناب باری تعالیٰ نے اپنے اور اپنے حبیب کے درمیان مشترک رکھا تاکہ آپ کے کمالات محمودیہ پر دلالت کرے۔ اگرچہ دونوں کے محمودیہ میں فرق ہے۔

۲۔ حمید: جوکہ حامدیتہ کو جامع تھا اپنے واسطے مضمون فرمایا اور اس کے بدلے تین نام اپنے پیاسے محبوب کو عطا فرمائے۔ 'حامد'، 'احمد'، 'محمد' تاکہ اول و دوم معنی فاعلیت اور تیسرا معنی مفعولیت پر دلالت کرے۔ گویا اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ میرے حبیب اگر میں حمید یعنی بار بار تعریف فرمایا گیا ہوں تو تم احمد یعنی بہت تعریف کرنے والے ہو کہ تمہارے برابر میری کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔ اور میں حمید یعنی تعریف کرنے والا ہوں تو تم محمد یعنی بکثرت اور بار بار تعریف کئے گئے ہو کہ تمہارے برابر میں کسی کی تعریف نہیں کرتا۔

محمد حامد و محمود لے راخا لفتش بستود

کز وشد بود ہر موجود از و شد دید کا بینا

حمد سے اس جناب کو ایسی نسبت نامہ حاصل ہے کہ محمودیتہ کوئی ان کے برابر ہے نہ

marfat.com

Marfat.com

حادیث میں کوئی ان کا ہم سر۔ اسی لئے محمد سے چار نام ان کے مشتق فرمائے گئے: حامد، محمود، احمد، محمد اور قیامت کے دن جو مقام آپ کو جبار احدیت سے عطا فرمایا جائے گا اس کا نام بھی مقام محمود ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ

عسى ان يبشك ربك قريباً ہے تمہیں تمہارا رب

مقاماً محموداً

مقام محمود میں پہنچائے گا۔

اور قیامت کے روز جو نشان آپ کے دستِ اقدس میں ہوگا اُس کا نام بھی لوائے الحمد ہے کما قال علیہ السلام ولواء الحمد يومئذ بیدی اس روز آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم السلام اس کے نیچے ہوں گے۔ کما قال علیہ السلام ادم ومن دونه تحت لوائے۔

آپ کی اس خصوصیت مدح و ثنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ناممکن ہے: کی وجہ سے آپ کی مدح

و ثنا کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ امام المحدثین سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت

قل لو كان البحر مدداً

لكلمات ربى لنفد

البحر قبل ان تنفد

كلمات ربى ولو جئنا

بمثله مدداً

اگر میرے پروردگار کے کلمات کے لئے سمندر سیاہی ہوں تو سمندر ختم ہو جائیگا۔ لیکن میرے پروردگار کے کلمات ختم نہ ہوں گے اگرچہ ہم ویسا ہی اور مدد کے لئے لائیں۔

اپ ۱۶، شیخ کہف ص ۱۱۳

کلمات کے حضور سرور کونین محبوب رب اشریقین والمغربین صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ

وکلمات اور مناقب و کمالات اور علوم و بیانات مراد لئے ہیں۔  
اب مطلب یہ ہوا کہ کل کائنات وہ ہر ہی ہو کر کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وسلم لکھے تو بھی ان سے ناممکن ہے۔ آیت ہذا میں تو دو سمندروں کا ذکر ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ لو ان ما  
فی الارض من شجرة  
اقلام والبحر يمدها  
من بعدة سبعة  
ابحور ما نفذت کلمات  
اللہ

یعنی بے شک وہ جو زمینوں  
میں و رخت ہیں تمام قلبیں ہو  
جائیں۔ اور تمام دریا سیاہی پھر  
ان کے ساتھ سات دریا اور  
ٹلٹے جائیں تب بھی یہ ختم ہو جائیں  
گے لیکن کلماتِ الہی ختم نہ ہوں گے

اسی لئے علماء کرام نے فرمایا:

فاد ما فد صلی اللہ  
علیہ وسلم الحسنہ  
لا تعد ولا تحصى  
اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:  
والفضائل التي لا  
تعد والشمال التي  
لا يمكن ان تستقصى  
فبالغ واكثر ان تحيط  
بوصفه واين الثريا

یعنی خلاصہ کلام یہ کہ حضور سرور  
و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اوصافِ حسنہ احصاء سے باہر  
ہیں۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
فضائل کا احصاء نہیں ہو سکتا  
اور آپ کے شمائل کا اختتام  
ناممکن ہے۔ اے مداحِ مصطفیٰ  
حضور علیہ السلام کی تعریف میں



من ید المتناول  
(جو اصرار الجارح ص ۳۳،

ج ۳)

میں مبالغہ کر اور زیادہ سے زیادہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر  
تو ہرگز حضور کی تعریف کا اعادہ  
نہیں کر سکے گا۔ بھلا تریا تک  
کسی کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔

(ف) علمائے کرام کے ارشادات اور شیخ کی اس تفسیر کی دوسری آیات  
بھی تائید فرماتی ہیں، مثلاً دنیا کی نعمتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ تم ان کو  
شمار نہیں کر سکتے اور واقعہ بھی یہ ہی ہے۔ کیوں کہ ہم کو اپنے جسم کے بال، رگیں اور  
تمام اعضاء کا شمار معلوم نہیں ہے۔ اور ایک ایک بال میں لاکھوں نعمتیں اس کے  
علاوہ ہیں۔ چاند، سورج، زمین، آسمان وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان نعمتوں کو قرآن نے

فرمایا: قل متاع الدنيا قليل  
فراہد کہ دنیاوی متاع توڑی ہے

لیکن حضور علیہ السلام کے ہر وصف و کمال کو قرآن نے عظیم فرمایا ہے۔ رب  
نے اپنی صفات کو عظیم فرمایا اپنے لئے فرمایا: وهو العلی العظیم اور محبوب  
علیہ السلام کے لئے فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰی خَلْقٍ عَظِيْمٍ۔ حضور علیہ السلام کے  
اخلاق کو عظیم فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا:

وَمَا كَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ  
عَظِيْمًا۔  
لے محبوب! آپ پر اللہ کا فضل  
عظیم ہے۔

اس فضل عظیم میں تو تمامی صفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔ جس سے معلوم ہوا  
کہ حضور علیہ السلام کی ہر صفت عظیم ہے۔

لَا يَكُنُ الْبَيْتُ إِلَّا كَمَا كَانَ حَقًّا  
بِعْدَادِ خَدَا بَرْزُكُ تَوَلَّى قَعْدَةَ مَخْفَرِ

marfat.com

Marfat.com

خدا و مصطفیٰ کی رمز سے اور اک عاجز ہے  
خدا کو مصطفیٰ جانے محمد کو خدا جانے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
اسی لئے قصیدہ بروہ میں فرمایا گیا :

وع ما اذعتہ النصاری فی نبتہم  
واحکم بما شئت من شرف ومن عظیم  
فان فضل رسول اللہ لیس له  
حد فی عرب عنہ ناطق بفتحہ

” یعنی حضور کو وہ نہ کہو جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے لئے کہا  
(خدا کا بیٹا) اس کے سوا مد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی۔  
لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل عجم“

وانسب الی ذاتہ ما شئت من شرف  
وانسب الی قدرہ ما شئت من عظیم

” جو شرف چاہو ان کی طرف منسوب کرو اور ان کی عظمت  
کے لئے سجتا چاہو“

ان اشعار پاک کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے علامہ خالد بن عبد اللہ  
الانزہری فرماتے ہیں :

انترک ما قالت النصارى	وہ چھوڑ جو نصاریٰ نے نبی
فی نبتہم عیسیٰ ابن	عیسیٰ بن مریم علیہ وعلیٰ امہا
مریم علیہما السلام	الصلوة والسلام کے حق میں
انہ ابن اللہ لما اخبر اللہ	ابن اللہ کہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
سبحانہ و تعالیٰ عنہم	نے ان سے خبر دی ہے۔ بے شک

وَاِنْ بَيْنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَهِيَ عَنْ مِثْلِ  
 ذَلِكَ حَيْثُ قَالَ لَا  
 تَطْرُقُ كَمَا اطْرُقَ  
 النَّصَارِيُّ لِي بِذَلِكَ  
 وَاحْكُم بَعْدَ ذَلِكَ لِي  
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 بِمَا شِئْتَ مِنْ اَوْصَافِ  
 الْكَمَالِ اللَّائِقَةِ بِعَجَلَالِ  
 قَدْرِهِ وَخَاصِمِ فِي  
 اثْبَاتِ فَضَائِلِهِ مِنْ  
 ثَبُتِ مِنَ التَّخَصُّمِ  
 وَاعْزَالِي ذَاتِهِ مِنْ  
 شَرَفِ وَالِي عُلُوقِ قَدْرِهِ  
 الْعَظِيمِ مَا اَرُوْتُ مِنْ  
 التَّعْظِيمِ وَالرَّفْعَةِ فَقَدْ  
 وَخِجِدَتِ لِلْقَوْلِ بِآبِ  
 وَاسْعَا فَاِنْ فَضَّلَ رَسُوْلُ  
 اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لَيْسَ لَهُ غَايَةُ الْوَقْفِ  
 عِنْدَهَا فَبَيْنَمَا نَاطِقُ

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے ایسی چیزوں سے  
 روکا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام  
 کو نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے  
 عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو  
 بڑھایا مجھے ان چیزوں سے  
 موصوف نہ کرو۔ اور اس کے  
 بعد چہا ہے اوصاف کمال  
 جو حضور کے جلالت مرتبہ کے  
 لائق ہوں حضور کی طرف نسبت  
 کرو اور حضور کے فضائل ثابت  
 کرنے میں خصم سے چاہے  
 جھگڑا کرو۔ اور حضور کی ذات  
 شریفہ کی نسبت کر جس شرف  
 کو چاہے اور حضور کے علوق  
 کی طرف جس تعظیم و رفعت کا  
 ارادہ کرے منسوب کر کیوں کہ  
 ہر بندہ سے بندہ قول کے لئے  
 واسع پائے گا۔ کیوں کہ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی  
 کوئی انتہا نہیں کہ جہاں کہیں

اور بولنے والا سے اپنی زبان سے  
بیان کرے تو حضور کے اوصاف  
کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

بلسان فيه فاوصافه  
لا تحصى وفضائله  
لا تستقصى له

شیخ الاسلام ابراہیم بابوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ :

اے بھائی حضور علیہ السلام  
کے حق میں جو چاہتا ہے کہہ  
ان کلمات اور اوصاف سے  
جو حضور علیہ السلام شرف اور  
علو شان اور عظیم المرتبہ ہونے  
پر بیعت مدح والی ہوں کیوں  
کہ حضور کی نہ غایت ہے نہ  
منتہی۔ اس لئے کہ حضور ہر  
لحظہ کمال میں ترقی کر رہے ہیں۔  
سیدہ می علی وفقی نے فرمایا اسی  
بات کی طرف اللہ کا یہ قول اشارہ  
کرتا ہے وللآخرة خیر لک  
من الاولى کیوں کہ اس کا اشارہ  
یعنی معنی یہ ہے کہ تمہارا ہر بعد  
والا لحظہ پہلے لحظہ سے بہتر ہے

احکم بما شئت مما یدل  
علی شرفہ وعلو شانہ  
وعظیم جاہہ من  
جہتہ المدح فیہ صلی  
اللہ علیہ وسلم لیس  
لہ غایتہ ومنتہی  
لا اندہ صلی اللہ علیہ  
وسلم لم یزل یترقی  
فی الکمال کل لحظۃ  
قال سیدہ می علی وفقی  
ویشیر لہذا قولہ  
تعالی وللآخرة خیر لک  
من الاولى لان معنی  
الاشاری واللحظة  
المتاخرة خیر لک من

۱۔ شرح قصیدہ بردہ الشیخ المذکور ص ۲۲

اللحظة المتقدمة لانه  
 صلى الله عليه وسلم  
 يتوقف في المتخوة الى  
 كمالات زائدة عملاً  
 تدل عليه في المتقدمة له  
 کیوں کہ حضور پچھلے لمحظہ میں  
 کمالات زائدہ کی طرف ترقی  
 کرتے ہیں بہ نسبت اس  
 ترقی کے جو گذشتہ لمحظہ  
 میں تھی۔

(ف) ان عبارات کے علاوہ ہمارے اہل مہتمم حوالہ جات ہیں جنہیں ہم  
 طوالت موجب طالت سمجھ کر ترک کر کے مخالفین کے ایک سوال کا جواب دے  
 کر اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

تفصیل : "فیوض رب العالیٰ تفصیل فی مدارج المصطفیٰ" کتاب میں ہے  
 اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ حضور علیہ السلام کی نعت اور مدارج و ثنا پر ہیں غلو  
 کا طعن دیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم لوگ کے معنی بھی بتائے دیتے ہیں تاکہ معترضین کو  
 اعتراض نہ ہے۔

نقطہ غلو زیادتی اور کمی دونوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ  
 غلو کا ازالہ : کا معنی ثناء اللہ اپنی تفسیر مظہری ص ۱۶ جلد ۲ میں لکھتے ہیں :

الغلو التجاوز عن الحد بالافراط أو بالتفريط

غلو کا معنی سمجھنے کے بعد مخالفین کا اعتراض آیت ذیل سے اٹھ گیا : مثلاً  
 وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا : یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم۔ حال آنکہ  
 آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے یہودیو ! نبی اللہ کی توہین اور تنقیص کر کے غلو نہ  
 کرو۔ اور اے نصرائیو ! نبی اللہ کی تعریف، پرہیز سے بڑھ کر انہیں خدا یا خدا کا  
 بیٹا یا خدا کا تیسرا حصہ کہہ کر غلو نہ کرو ! بحمدہ تعالیٰ۔ یہی پہلا سنت ہے کہ  
 نبی کی توہین دہی کر کے غلو کرنا ہی ممنوع ہے۔ جیسا کہ نبی اللہ کی تعریف میں غلو ممنوع

شرح البرہہ باجوری ص ۱۶

ہے مثلاً نبی اللہ کو اللہ کا جز کہا جائے یا شریک کہا جائے یا اللہ کہا جائے (نعوذ باللہ) ایسے ہی ہر وہ غلو ممنوع ہے کہ ان کو خدا یا خدا کا شریک یا خدا کا جز یا بیٹا کہا جائے یا الحاد و حلول کا قول کیا جائے۔ اس کے علاوہ ان کی تعریف میں جتنا بظاہر غلو یا مبالغہ کیا جائے وہ درحقیقت نہ غلو ہے نہ مبالغہ بلکہ محو اور جائز ہے اور ہم اس کے مامور بھی ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ

وَتَعَزَّوۃُ و  
توقروہ

بلکہ علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غلو کا تصور ہی بے دینی ہے۔

سوال : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا و تعریف و تعظیم میں مبالغہ ناجائز ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تطرونی كما اطرت  
النصارى ابن مویہ  
فانما انا عبد الله و  
رسولہ  
مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ  
نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا۔  
ہاں میں اللہ کا بندہ اور اس کا  
رسول ہوں۔

جواب : جب اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف میں یہ حکم خداوندی ہے تعزروہ و توقروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کرو، علاوہ انہیں اور بہت سی آیات اس ہوضہ پر پیش ہو سکتی ہیں۔ ہمارا اصل مدعا آیات قرآنیہ سے ثابت ہے۔ احادیث و اقوال ائمہ پر طور شواہد پیش ہوئے تو قرآن شریف کے مقابلہ میں حدیث کو پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ خبر واحد کتنی اعلیٰ درجہ کی ثابت ہو جائے تو نہایت کاریب ہے کہ وہ ظنی دلیل ہے۔ مفید گمان ہے۔ مفید علم نہیں۔ اس سے عقائد ضروریہ کا ثابت کرنا

انتہا درجہ کی جہالت ہے ہمارا مسئلہ کہ مبالغہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و  
تظیم ہو۔ صاف قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے اوپر آیت کا جملہ  
پیش کیا ہے۔ اسی لئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اس میں غلو تجاوز نہیں۔  
چنانچہ شرح الاسلام باجوری نے شرح قصیدہ بروہ میں لکھا ہے کہ

اعلم ان مدحہ صلی اللہ	یقین کر لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم لعینا طہ	کی مدح کو بڑے بڑے متقین
فحول الشعراء المتقدمین	شعرا نہ پاسکے۔ اس لئے حضور کے
لان کمالاتہ صلی اللہ	کمالات احصا اور شمار سے فریاد
علیہ وسلم لا تحصى	ہیں اور آپ کے شمائل کا تہہ کو
وشمائلہ لا تستقنی	نہیں پہنچ سکتا تو حضور کی جناب
فالمدحون لجنابہ	عالی مدح کرنے والے اور کمال
العلی والوصفون	جلی کی وصف کرنے والے ان
لکمالہ الجلی مقصرون	کی مدت کے شمار سے عاجز
عما هنالك قاصرون	ہیں اور ان کے ادا سے قاصر
عن اداء ذالك کیف	ہیں۔ یہ کیسے قاصر نہ ہوں حالانکہ
وقد وصفہ اللہ فی	اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں
کتبہ بما یمہر العقول	حضور کی ایسی تعریف کی ہے
ولا یتطاع الیہ الوصول	کہ عقول پہ غالب ہے۔ اور
فلو بالغ الاولون	اس تک پہنچنے کی طاقت نہیں
الآخرون فاحصاء	ہیں اگر سب اگلے اور پچھلے
مناقبہ لجنہ وعن	جمل کر مبالغہ کریں تو ان فضائل

ضبط ملباه مولاه  
 من مواہبہ ولقد  
 احسن من قال  
 اری کل مدح فی  
 النبی مقصداً و  
 ان بالغ المثی  
 علیہ واکثراً  
 اذا لله اشقی  
 بالذی هو مله  
 علیہ فامقدار  
 ما قدح الوری  
 فکل غلو ف  
 حقه تقصیر و  
 لا یبلغ البلیغ الا  
 قلیلاً من کثیرہ

وکالات کے ضبط کرنے سے  
 عاجز ہوں گے جو مولا کریم نے  
 حضور کو عطا فرمائے۔ کسی نے  
 کیا خوب کہا ہے۔

میں ہر مدح کو نبی کی شان میں  
 کم دیکھتا ہوں۔ اگرچہ تعریف  
 کرنے والا مبالغہ کرے اور  
 اکثر بیان کرے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور  
 کی ایسے کلمات سے ثنا کی ہے  
 جس کے حضور اہل تمہے تو غلو  
 کی تعریف کس شمار میں لہذا  
 یہ غلو حضور کے حق میں تقصیر  
 ہے اور بیخ تو کثیر سے صرف  
 قلیل تک پہنچتا ہے۔

اس سے مزید جوابات اور علماء و مشائخ کی تصریحات فقیر کے رسالہ "لا یکن الشارحین  
 دیکھے۔ یہ طوالت بھی ہم نے اس لئے کی ہے کہ بعض کوڑھ منفر حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی مدح و ثنا سنا گوارا نہیں کرتے۔ اگر کچھ سن لیتے ہیں تو ان کا جواب یہ  
 ہوتا ہے کہ غلو ہے۔

کتاب ہذا میں

ذات والاصفا

روایت ضعیف فضائل و مناقب میں قابل قبول ہے؛

نہ الباجوری علی ابرقہ مطبع مصر

marfat.com

Marfat.com



کے فضائل و کمالات نہیں بلکہ اُن کے اس اسم کے کمالات لکھے ہیں جو اس ذاتِ کریم کو منسوب ہے اور بیانات میں اکثر روایات ضعیف ممکن ہیں بعض موضوع بھی مذکور ہوں گے تو اس سے بعض بد قسمت ناظرین کو غلط فہمی میں پڑائیں گے کہ یہ روایات ناقابلِ قبول ہیں۔ ناظرین پہلے سے آگاہ رہیں کہ فضائل و مناقب میں روایات ضعیف قطعاً قابلِ قبول ہیں۔ اس میں کسی اہل علم کو بھی انکار نہیں۔ یہاں تک کہ ان کے بڑے بھائی غیر متقدمین و باپ بھی اقرار ہی میں جسے ہم نے رسالہ مذکورہ میں اس بحث کو تفصیل سے لکھا ہے۔

## قواعد و ضوابط

بدل کہ کتاب ہذا کے مضامین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و مناقب سے لبریز ہے اسی لئے بعض کوڑھ مغز حضرات ناظرین کتاب کو مختلف طور طریق سے پریشان کریں گے۔ اس لئے ان کے لئے نہیں بلکہ قارئین کے لئے حد درجہ ذیل قواعد و ضوابط حاضر ہیں۔

۱: یہ تو ظاہر ہے کہ باپ، استاد کے جواہر علمی کی داستانوں سے شاگرد کو مسرت ہوتی ہے۔ پیر و مرشد کی کرامات سے مرید کے ایمان کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔ وہ امتی کتاب بد بخت ہے کہ اپنے نبی علیہ السلام کے کمالات سن کر ناخوش ہوتا ہے بلکہ اُسے کمالاتِ نبی علیہ السلام میں شرک و بدعت نظر آتی ہے۔ ایسے کو امتی کہلوانا حیف ہے۔ فلہذا اویسی غفلتاً عرض کرتا ہے کہ جس صاحب کو پڑھائیں

۲: کل کے بعض شاگرد اس سے مستثنیٰ نہیں کیوں کہ بعض بد قسمت استاد کے فضائل سننا گوارا نہیں کرتے۔

پسند آئیں تو اس کو مبارک ہو کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک سے دل بے شک کامل ایمان ہونے کی علامت ہے۔ ہاں جو صاحب تحقیق سے ایسے مضامین دیکھنا چاہے تو عزم ہے کہ

۱۔ علم مناظرہ میں ہے۔ کتابوں سے پیش کر وہ حوالہ جات کے ناقل پر اعتراض کی گنجائش نہیں حتیٰ کہ بعض ماہرین علم مناظرہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ ”اگرچہ وہ ناقل ان عبارات کی صحت کا مدعی کیوں نہ ہو۔“

۲۔ امام ابن حجر عسقلانی و دیگر ائمہ اصول نے ضابطہ مقرر فرمایا کہ حدیث کو ضعیف یا موضوع کہنے کا حق صرف اس شخص کو حاصل ہے جو کم از کم ایک لاکھ احادیث یاد رکھتا ہو اور ان کی سندات پر حاوی ہو۔ ہر شخص کو حدیث کے ضعیف کہنے کا حق حاصل نہیں۔

۳۔ ضعیف حدیث سے فضائل کا ثبوت جائز ہے۔ جیسا کہ مولانا عبدالحی کی کتاب ”الکبیر لمن یطاع الجامع الصغیر“ میں ہے۔  
 والحکم فی الکتب  
 الغیر المعبرۃ ان لا  
 یؤخذ منها ما کان مخالفاً  
 لکتب الطبقة الاعلیٰ  
 اور جو کتابیں غیر معتبر ہیں ان  
 سے فقط وہ عبارات نہ لی  
 جائیں جو عمدہ طبقہ کی کتابوں  
 کے خلاف ہوں۔

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان کرنا اور سننا ہم اپنی ایمانی و روحانی غذا سمجھتے ہیں اور اسی تصور میں زندگی بسر کرتے ہیں اپنی خوش قسمتی تصور کرتے ہیں بقول حضرت عارف جامی قدس سرہ: نہ

بود در جہاں ہر کسے را خیالی  
 مرا ز ہمہ خوش خیال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

یوں سمجھیے اس موضوع میں ہمارا مسلک یہ ہے کہ :

ہر کجا بنی جہان رنگ و بو  
آنکہ از فاشش بروید آرزو  
پاز نور مصطفیٰ اورا بہاست  
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

۵۔ فضائل اور مناقب کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے والے دیار ہندوپاک میں اکثر اسمعیل دہلوی کے مقلد ہیں۔ وہ تو حدیثِ ضعیف سے بڑھ کر آگے دو قدم اصل فقہ میں لگتا ہے :

والموضوع لا یثبت شیئاً من الاحکام نعو  
قد یوخذ فی فضائل ما ثبت فضله...  
بغیرہ تأییداً وتفصیلاً

یعنی حدیثِ موضوع سے احکامِ شرعیہ ثابت نہیں ہو سکتے ہاں فضائل کے باب میں اس کو وہاں لیا جاسکتا ہے جہاں اس کے علاوہ فضیلت ثابت ہو اس کو اس کی تائید بالتفصیل میں پیش کر سکتے ہیں۔  
بجلا جو لوگ موضوعِ احادیث کی روایت کے قائل ہوں وہ اس کتاب میں پیش کردہ صحیح واقعات پر کس طرح اعتراض کر سکتے ہیں۔

۶۔ بلکہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کے امور میں بحث کرنا بے ادب اور محرومی اور شوم بنتی ہے۔ چنانچہ امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں :

ثم احلم ان کل ما مال  
الی تعظیم رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم  
میرا اس بات پر یقین رکھے  
ہر قول ہر فعل تقریر و تحریر وہ  
جو حضور کی تعظیم کی طرف مائل ہو

لا ينبغي لاحد البعث فيه  
ولا المطالبة بدليل  
خاص فيه فان ذلك  
سوء ادب فقل ما  
ثبت في رسول الله صلى  
الله عليه وسلم على  
سبيل المدح لا حرج في  
حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا فرض ہے کہ ابن تیمیہ  
نے الصارم المسلول میں لکھا ہے :-

ان الله فرض علينا  
تعزير رسوله وتوقيره  
وتعزيروه ونصره  
ومنعه وتوقيره و  
اجلاله وتعظيمه  
فذلك يوجب من  
عرضه بكل طريق بل  
ذلك اول درجات  
بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم  
پر حضور علیہ السلام کی تعظیم و  
توقیر، تکریم، نصرت اور اجلال و  
اکرام فرض کیا ہے اور یہ چیز  
اس بات کو واجب کرتی ہے  
کہ ہر صورت و ہر طریق حضور  
علیہ السلام کی ناموس و عزت کی  
حفاظت کی جائے بلکہ یہ تعظیم کے درجات  
سے اول درجہ ہے۔

اور لکھا ہے کہ:

لے: جواہر البحار ص ۵۴ ج ۲

نقیام المدحة والثناء  
 والتعظیم والتوقیر  
 قیام الدین کما سقوط  
 ذالک وسقوط الدین  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و  
 ثنا اور آپ کی تعظیم و توقیر کے  
 قیام سے توکل دین کا قیام ہے اور  
 اس مدح و تعظیم نبوی کا سقوط  
 سے کل دین

کلمہ

اسمائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی گنتی کے اسماء مبارکہ بکثرت ہیں جو قرآن  
 عظیم و دیگر کتب سماویہ و احادیث نبویہ میں وارد ہوئے ہیں اور انبیاء سابقین کی  
 زبان سے سنئے گئے ہیں اور علمائے کرام نے انہیں حسب تتبع و تلاش اپنی کتب  
 میں ضبط فرمایا ہے اور ان کا عدد ۹۹ سے لے کر ایک ہزار تک پہنچایا ہے۔ حضور  
 کا کثیر الاسماء ہونا بھی آپ کے فضل و شرف اور متصف بہ صفات کثیرہ ہونے  
 پر دلالت کرتا ہے کیوں کہ اشتقاق اسماء صفات سے یا افعال سے ہوتا ہے اور  
 ہر اسم کسی نہ کسی صفت یا فعل سے نکلتا ہے۔ تو ضرور ہوا کہ جس شخص کے اسماء  
 کثیر ہوں وہ متصف بہ صفات کثیرہ ہو مگر محمد نام حضور علیہ السلام کے تمام  
 اسماء سے اشر و اعظم ہے اور باقی اسماء صفاتی ہیں۔ ان کی تشریح و تفصیل فقیر  
 کے رسالہ "لمعات الضمیر فی اسماء المصطفیٰ" میں دیکھیے۔

حضور علیہ السلام اسم محمد سے کب مستثنیٰ ہوئے؟  
 حضرت ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ  
 میں لکھا کہ جب حق تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اپنے نورِ خاص کو اپنے قبضہ

قدرت میں لے کر فرمایا:

”لے نور محمد ہو جاوہ نور ایک ستون بن گیا نچرودہ نور اوپر  
کو چہ یہاں تک کہ حجابِ عظمت تک پہنچ کر سجدہ ریز ہوا بعد  
از سجدہ الحمد للہ کہا اللہ تعالیٰ نے سن کر فرمایا:

لذالك خلقتك وسميتك اسی لئے تمہیں پیدا کیا اور اسی لئے

محمدنا ہم نے تمہارا نام محمد رکھا۔

تجھی سے تخلیق کی ابتدا ہوگی اور تجھی پر نبوت و رسالت ختم ہوگی یہ سب  
زمین و آسمان پہلے اس اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم درج میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ  
نے اپنے حبیب پاک صاحبِ بولاک  
کو اس نام مقدس کے ساتھ ایک ہزار برس پہلے آفرینش سے مخصوص فرمایا۔  
ابن عساکر کی روایت میں ہے:

یعنی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم سے ارشاد فرماتا ہے میں نے  
تمہارا نام آفرینشِ خلق سے دو ہزار  
برس پہلے پیدا فرمایا۔

فقد خلقت من  
قبل ان اخلق  
بالفی سنة

ابو نعیم کی حدیث میں ہے:

میں نے محمد کا نام اپنے نام  
کے ساتھ عرض پر قبل آسمان  
وزمین پیدا کرنے کے لکھا۔

اسم مع اسمی فی  
العرش قبل ان اخلق  
السموات والارض

۱ : نام الربیب فی اسماء الجیب وحاشیہ دلائل الخیرات

انجورہ : ایک نام متعدد اشخاص پر مستعمل ہوتا رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی ایسی حفاظت فرمائی کہ زمانہ انبیاء سابقین سے لے کر قریب زمانہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اہل عرب وغیرہ میں کوئی اس نام کا نہ ہونے پایا لیکن جب زمانہ ظہور ذات بابرکات نزدیک ہوا علماء اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خوش خبریاں سنائیں۔ بلا غیبیہ ہونے لگیں نام اقدس سب پر ظاہر ہوا تب بعض اشخاص نے اس امید پر کہ شاید وہ دریتیم ہمارا ہی مولا ہو اور ہمیں عظمت عظمیٰ و دولت کبریٰ نصیب ہو اپنی اولاد کو اس نام کے ساتھ مسمیٰ کیا لیکن حق تعالیٰ نے ان سب کو دعاء نبوت سے محفوظ رکھا اور یہی نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے قلب میں القاد فرمایا اور نبی بی آمنہ کے ذریعہ لائق غیبی اس پر مطلع فرمایا۔ چنانچہ بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ آمنہ تم ایسے بچے سے حاملہ ہو جو اسی امت کے سردار میں جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔

حضرت علامہ نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبدالمطلب کا جواب : نے لکھا ہے کہ :

” مروی ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ آپ کی پیٹھ سے ایک زنجیر نکلی جس کا ایک کنارہ آسمان میں ، دوسرا زمین پر ، تیسرا مشرق میں چوتھا مغرب میں ، پھوٹ کر مدخت بن گیا جس کے ہر پتے سے نور نکل راتا تھا اور مشرق

لے جامع النبوة ج دوم باب

و مغرب کے لوگ اس درخت سے چمٹ رہے ہیں۔ آپ نے معجزین کو یہ خواب سنایا تو انہوں نے کہا آپ کی پشت سے ایک بچہ پیدا ہوگا اور مشرق و مغرب کے لوگ ان کی اتباع کریں گے آسمان و زمین کے لوگ ان کی مدح و ثنا کریں گے۔ اسی معنی پر حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔

ف : آپ کا نام ولادت کے ساتویں روز حضرت عبدالمطلب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ حال آنکہ اس نام کا آپ کے آباء و اجداد میں کوئی بھی نہیں تھا بلکہ ساری قوم میں ایسا نام نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ بچہ اسم باسملی ہو کہ آسمان پر اللہ اور زمین پر لوگ اس کی تعریف کریں۔ اسم گرامی قثم یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ مروی ہے کہ حضرت عبدالمطلب کا ایک صاحبزادہ قثم نامی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چند روز پہلے فوت ہوا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قثم رکھنا چاہا۔ انہیں بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب سنایا تو پھر اس ارادہ سے ہٹ کر آپ کا نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔

جیسا کہ پہلے گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی اتنی حفاظت فرمائی کہ کسی کو اس نام سے موسوم نہ ہونے دیا باوجودیکہ آپ کا اسم گرامی کتبِ سماویہ میں مذکور تھا۔

(فائدہ) جلال اللہ والدین حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے



خصائص صغریٰ میں صرف انبیاء علیہم السلام سے مخصوص فرمایا تو ان پر علماء نے جرح و  
 قدح کی۔ بلکہ یہ اسم مبارک آپ کے اپنے زمانہ اقدس میں بھی کسی کو اپنے بچوں کے  
 نام موسوم کرنے کی اجازت نہ تھی یا توفیق ہی نہ ملی تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 بے ادبی نہ ہو۔ ہاں بعض لوگوں نے آپ کی ولادت کے زمانہ مبارک سے کچھ عرصہ  
 پہلے یا اسی ایام میں اس امید پر اپنے بچوں کا محمد نام رکھا کہ شاید آخر الزماں نبی اسی کا  
 بچہ ہو جب کہ انہوں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ظہور کا وقت قریب آگیا ہے چنانچہ مروی ہے کہ محمد بن عدی سے پوچھا گیا کہ تیرا نام  
 محمد کیسے رکھا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے والد سے ہی سبب پوچھا تو  
 انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرے تین اور ساتھی از قبیلہ بنی تمیم شام کے علاقہ میں  
 تجارت کی غرض سے گئے تو ہم ایک بت خانہ کی آبادی میں اترے ہمیں اجنبی سمجھ  
 کر ایک دیرین نے ہم سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ ہم نے کہا ہم عربی ہیں اور  
 مضر قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس نے کہا تمہاری قوم میں منقریب نبی آخر الزماں  
 کا ظہور ہونے والا ہے تم جلد جاؤ اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرو۔ کیوں کہ وہی  
 خاتم النبیین ہیں۔ میں نے پوچھا ان کا نام کیا ہو گا۔ اس نے کہا ان کا نام محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم ہو گا۔ ہم سب نے دل میں منت مانی کہ اگر ہمارے اہل نرینہ اولاد ہوئی تو  
 ہم اپنے بچوں کا نام محمد رکھیں گے چنانچہ ہم لوٹے تو ہم سب کے بچے پیدا ہوئے۔  
 ہم نے اسی لاپٹ میں ان کے محمد نام رکھے کہ شاید ہمارا بچہ وہی آخر الزماں ہو۔  
 (فائدہ) اسی روایت کے مطابق فقہاء نے کہا ہے کہ جو حمل کے دوران منت  
 مانے کہ بچہ کا نام محمد رکھوں گا تو وہ بچہ پیدا ہو گا۔

ف : ایسے ہی آپ کے اسم احمد کی بھی حفاظت ہوئی۔ حضور علیہ السلام کی ولادت کے بعد سب سے پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا نام احمد رکھا گیا۔

محمد اسماء اولوں کی فہرست : جن لوگوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خوش خبری پر اپنے

بچوں کا نام محمد رکھا وہ اٹھارہ افراد تھے۔ سولہ ذیل کے اشعار میں ہیں:

ان الذین سموا باسم محمد من قبل خیر الخلق ضعف ثمان

ابن البراء مجاشع بن ربیعہ ثم ابن مسلم یحمدی حرمان

لیثی السلیمی وابن اسامہ سعدی وابن شوق ہمدانی

و ابن الجلاح مع الاسیدی یافتی ثم الفقیسی ہکذا بہرانی

ترجمہ " حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے سولہ

افراد کے نام محمد رکھے گئے: (۱) ابن البراء (۲) مجاشع (۳)

ابن ربیعہ (۴) ابن مسلم (۵) یحمدی (۶) حرمانی (۷) لیثی

(۸) سلیمی (۹) ابن اسامہ (۱۰) سعدی (۱۱) ابن سودہ (۱۲) ہمدانی

(۱۳) ابن الجلاح (۱۴) اسیدی (۱۵) فقیسی (۱۶) بہرانی

ف : بعض نے کہا دو اور بھی تھے (۱) محمد بن حارث (۲) محمد بن عمر بن مغفل ممکن ہے ان کے علاوہ اور بھی ہوں لیکن ان میں کسی کو نبوت کے ادعا کی توفیق نہ ہوئی

ف : ان میں سے وہ محمد نام والے جنہیں اسلام کی دولت نصیب ہوئی وہ

تین ہیں: (۱) محمد بن ربیعہ (۲) محمد بن حارث (۳) محمد بن مسلم

لہ سیرت طبری

بعثت کا دعویٰ ہے کہ محمد بن مسلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پندرہ سال سے بچہ اوپر بعد کو پیدا ہوا۔

ف ۱ ابن الجوزی نے لکھا کہ اسلام میں سب سے پہلے ابن حاطب کا نام محمد رکھا گیا حکایت ۱ سفیان بن مجاشع نے کہا کہ میں تمیم کے قبیلے میں مہمان ہوا۔ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک کاہنہ کے پاس جمع تھے اور وہ کہہ رہی تھی کہ جو ان سے دوستی کرے گا وہ کامیاب رہے گا جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ذلیل ہوگا۔ میں نے اُس سے پوچھا کون ہے وہ جس کے آپ اتنے اوصاف بیان کر رہی ہیں؟ کہا نبی آخر الزماں کے اوصاف بیان کر رہی ہوں اس لئے کہ ان کی ولادت کا وقت قریب ہے اور وہ کل عرب و عجم کے رسول ہوں گے۔ میں نے پوچھا وہ عربی ہوں گے یا عجمی۔ اس نے کہا عرب میں ہوں گے اور معد بن عدنان کے قبیلے سے پیدا ہوں گے ان کا اسم گرامی محمد ہوگا۔ سفیان یہ سن کر واپس لوٹا اس وقت اس کی عورت حاملہ تھی۔ برصہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو سفیان نے اپنے اس بچے کا نام محمد رکھا اس امید پر کہ ممکن ہے یہی وہی نبی آخر الزماں ہو۔

بہشت میں کسی کو کینیت کے ساتھ نہیں بلایا جائے گا سوائے اچھو پر ۱ آدم علیہ السلام کے کہ ان کو ابو محمد، کہہ کر پکارا جائے گا۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت اور بزرگی کا اظہار مطلوب ہوگا۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

حدیث شریف ۱ فرمایا

ان لی خمسة اسماء بے شک میرے پانچ اسم ہیں

انا محمد وانا احمد الخ رواه میں محمد اور احمد ہوں الخ صلی اللہ

الشیخین عن جبیر بن مطعم علیہ وآلہ وسلم

آخری بات :  
مرف اسی حدیث پر اکتفا کر کے اہل اسلام سے  
گزارش گزار ہوں کہ جن کا اسم ایسا ہے جو واضح کرتا ہے کہ وہ  
ذات ازہرہ عبود و نقائص سے پاک اور منزہ ہیں اسی وجہ سے کافر مشرک  
علیہ السلام کو محمد کہنے اور ماننے پر مجبور ہیں۔ تو خود عین ذات کیسے ہوگی۔

اسم گرامی محمد کی دو حیثیتیں :  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد  
دو حیثیتیں ہیں : (۱) علمی (۲) وصفی

لاہر ہے کہ نام سے صرف ذات مطلوب ہوتی ہے اس سے اس کی وصف کو  
کوئی تعلق نہیں ہوتا مثلاً کسی نے اپنے بیٹے کا نام رکھا "بدر منیر" وہ بڑے  
کا کالا سیاہ ہو یا حسن و جمال کا پیکر اس نام کو اس کی وصف سے تعلق نہ ہوگا صرف  
ایک ذات کو متعین کرنا مقصود ہوتا ہے اور بس لیکن ہمارے حضور پر نور شریف  
یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں ذات پاک کے علاوہ آپ کی صفت ہیں  
مطلوب ہے چنانچہ سیرت حبیبی ص ۱۲۸ میں رقم ہے :

لا ینحی ان جمیع	منحی نہ ہے کہ حضور علیہ السلام
اسماء صلی اللہ	کے تمام اسمائے گرامی ایسے
علیہ وآلہ وسلم مشتقہ	صفات سے ماخوذ ہیں جو
من صفات قامت	آپ ہیں واقعہ میں کہ جنہ
بہ توجب له المدح	آپ کی مدح و کمال ثابرت ہوں
والکمال فلد من کل	بے اس معنی پر آپ کا اسم
وصف اسم	گرامی ہر صفت سے مشتق ہے

جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام محمد رکھا تو ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ محمد آپ کی علمیت کے علاوہ اس سے آپ کی وصفیت کا اظہار بھی ہو۔

سوال : نحویوں کا قاعدہ ہے

العلمیۃ تنافی الوصفیۃ علمیت وصفیت کے منافی ہے

اس قاعدہ کی رو سے حضور علیہ السلام کے اسم محمد میں وصفیت کا معنی ملحوظ کیسے ہو سکتا ہے ؟

جواب : نحویوں کا یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ اکثر یہ ہے چنانچہ رضی شرح کافیہ میں ہے :

والاکثر فی العلمیۃ اکثر اعلام کی علمیت میں وصفیت

عدم مراعاة ملحوظ نہیں ہوتی

چنانچہ علامہ رضی نے ایک مثال یہی پیش کی ہے :-

وَشَقُّ لَدُنَّ مِنْ اسْمِهِ لِيَعْبُدَهُ فِدْوَالْعَرْشِ مَجُودٌ وَهَذَا الْمَجْدُ

مذموم یا محمد ؛ کفار قریش نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بجائے محمد کے مذموم رکھ

یا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ جب محمد کو مان لیا تو پھر جھگڑا کیا باقی رہ گیا پھر تو گویا ہم

نے اُسے سب کچھ مان لیا حمد و ثنا کے لائق اور عیوب و نقائص سے پاک تسلیم

کر لیا۔ بنا بریں وہ لوگ حضور علیہ السلام کی جناب میں گستاخیاں کرتے وقت سرکار

کا نام بجائے محمد کے مذموم لیتے اور گالیاں دیتے۔ صحابہ کرام کو جب یہ بات معلوم ہوئی

اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

يَسْتَمُونَ مَذْمُومًا وَيُعِيبُونَ مَذْمُومًا يَعْنِي وَهَذَا مَذْمُومٌ كَوَالِي يَتِي تَيْتِي هِي اَوْر

وانا محمد (مشکوٰۃ ص ۵) ہم تو محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

# آیات قرآنی

۱ : فَتَلَقَىٰ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ

مفسرین نے آیت ہذا کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کلمات سے مراد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا وسیلہ مراد ہے۔ تفصیل ہم نے اپنی کتاب احسن التحریر فی تقاریر و درۃ التفسیر میں لکھی ہے، یہاں بقدر ضرورت لکھا جاتا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوئے اور طرح طرح کی دنیوی مشقتیں جھیلیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ تین سو سال تک سر

جھکائے، اشکِ ندامت بہتے رہے اور آسمان کی جانب سر نہ اٹھایا۔ مسعودی فرماتے ہیں کہ اگر تمام روئے زمین کے بہنے والوں کے آنسو جمع کئے جائیں تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کے مقابلے میں کم ہی نکلیں گے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو سے عود، رطب، زنجبیل، صندل اور طرح طرح کی خوشبوئیں پیدا فرمائیں اور حضرت توح کے آنسو سے لونگ و جانقل وغیرہ پیدا فرمائے بعد ازاں حق تعالیٰ نے انہیں وہ کلمات الہام فرمائے جن کے سبب سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق وہ کلمات یہ ہیں :

رَبِّتِ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي  
اے رب مجھے محمد صلی اللہ

بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْدِ بَخْتَرِ

کتب تفسیر و سیر میں اور بعض مفسرین نے کلماتِ الہام کی تفسیر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اور آپ کے ذریعہ شفاعت سے شفاعت طلب کی مراد لی ہے۔ یہ قول دیگر اقوال کے منافی نہیں ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہی توبہ و استغفار کی گئی تھی یہ

بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت

**ثیث کو آدم کی وصیت :** آدم علیہ السلام کا وقتِ وصال قریب ہوا

تو آپ نے اپنے فرزند حضرت ثیث علیہ السلام کو وصیت کی کہ جب کبھی تم کو کوئی مصیبت درپیش ہو تو جنابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے

دعا کرنا انشاء اللہ تکلیف بہت جلد دور ہوگی۔ آپ نے پوچھا اباجان!

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ فرمایا میری اولاد میں سے ہوں گے اور

ہزار برس کے بعد پیدا ہوں گے اور فلاں جگہ آپ کی اس طرح پیدائش

ہوگی۔ تب ثیث علیہ السلام نے پوچھا آپ نے کیسے پہچانا کہ ان کا نام حل

مشکلات کے لئے اکسیر ہے، آپ نے فرمایا اپنے تجربے سے۔ میں نے

خطاؤں دانہ گندم کھا لیا تھا جس پر میں نادم ہو کر تین سو سال روتا اور توبہ کرتا

رہا مگر رب کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا آخر کار رب کی توفیق اور اسی کی

کی مہربانی سے مجھے خیال آیا کہ میں نے آنکھ کھلتے ہی عرشِ اعظم پر رب کے نام کے ساتھ ایک اور نام بھی لکھا ہوا دیکھا تھا یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے رب سے پوچھا تھا یہ کس کا نام ہے جسے تیرے نام کے ساتھ عرشِ اعظم پر لکھا ہے۔ جواب ملا ہے آدم یہ ان کا نام ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی نہ ہوتے۔ بظاہر یہ تمہارے نخل میں مگر حقیقت میں تمہاری اصل میں میں نے سوچا کہ اسی نام پاک کی برکت سے توبہ اور معافی کی دعا کروں۔ چنانچہ اس نام پاک کے سینے سے دعا قبول ہوئی اور مجھے معاف فرما کر اپنی حفاظت سے عزت بخشی۔ بیٹا میرا یہ دستور ہو گیا جب حاجت درپیش ہوتی ہے میں اسی نام کی برکت سے مانگتا ہوں تو پوری ہو جاتی ہے تم بھی ہر حاجت پر اسی ذات کو وسیلہ بناؤ۔

ف ، اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ہم سے وسیلہ بلکہ ہمارے ابا آدم اور ان کی جملہ اولاد کے وسیلہ ہیں جو آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا دم بھرتا ہے اسے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ماننا چاہیے ورنہ اپنے آپ کو آدم زادہ کہلونا چھوڑے

آدم علیہ السلام کی وصیت اے فرزند مجھ! کونہ بھولنا! ابن عباس کعب الاحبار

سے روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے شیث علیہ السلام کو فرمایا کہ اے فرزند! میرے بعد تم میرے خلیفہ اور جانشین ہو تم عماد تقویٰ و عروہ و تقیٰ کو تمہارے رکھنا جب بھی تم فدا کا ذکر کرو تو ساتھ ہی اسم محمد کو یاد کرنا اس لئے کہ میں نے یہ نام مبارک سات عرش پر لکھا دیکھا ہے۔ حال آنکہ میں روح اور مٹی میں تھا اس کے بعد میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی وہاں



میں نے کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جہاں اسم محمد نہ لکھا ہو۔ بے شک میرے رب  
تعالیٰ نے مجھے جنت میں ٹھہرایا اور میں نے جنت کا کوئی محل اور کوئی درخت ایسا  
نہ دیکھا جس پر اسم محمد علیہ وسلم نہ لکھا ہو اور میں نے حور العین کی پشانیوں پر  
اور ٹہنی درخت کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر پتہ پر اور اطراف حجابات  
پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر کلام لکھا ہوا دیکھا لہذا اسے فرزند! ذکر محمد بہت  
زیادہ کرنا۔ (ابن مساکر کے اصل الفاظ یہ ہیں :)

”وان لبی لما اسکنی الجنة فلم ارفی الجنة  
قصرا ولا عرفا الا اسم مكتوب علیہ و لقد  
رأیت اسم محمد مكتوباً علی نحو حور العین  
وعلی ورق آجام الجنة وعلی ورق شجرة طوبی  
وعلی ورق سدرۃ المنتہیٰ وعلی اطراف الحجب  
وبین اعین الملائكة فاكثر ذکره فان  
الملائكة تذکروه فی کل ساعتها۔“

حضرت آدم علیہ السلام اپنی مصیبت کے وقت پڑھتے  
وعائے آدم: اللہم بحق محمد اغفر لی خطیئتی

ف! ایک اور روایت میں آیا ہے کہ خداوند! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے  
سے میری حفاظت فرمائے اور میری توبہ قبول فرمائے حق تعالیٰ نے ان سے  
فرمایا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔ عرض کی میں نے جنت میں ہر  
جگہ لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نہ الحفائض ص ۷۱



## خوش بخت و بد بخت قوم :

- ۱- بود در انجیل نام مصطفیٰ
- ۲- بود ذکر علیہ ؑ و شکل او
- ۳- طائفہ نصرانیاں بہر ثواب
- ۴- بوسہ دادند سے ہاں نام شریف
- ۵- نسل ایساں نیز ہم بسیار شد
- ۶- واں گروہ دیگر از نصرانیاں
- ۷- مستہاں خوار گشتند آں ذریعہ
- ۸- ہم محیط دین شان و حکم شان
- ۹- نام احمد چوں چنینی یاری کند
- ۱۰- نام او احمد حصائے شد حصیں

ترجمہ: انجیل میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک درج

تھا۔ وہ مصطفیٰ جو پیغمبروں کے سر راز اور ذکر صفا

- ۲- نیز آپ کے اوصاف جہانگیرہ شکل و شمائل جہاد کرنے، روزہ رکھنے اور کھانے پینے کا حال بھی درج تھا۔

عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نام پاک اور خطاب مبارک پر پہنچی تو وہ لوگ بہ غرض ثواب اس نام شریف کو بوسہ سے کہ بہ طور تبرک منہ پر رکھ لیتے ہیں۔

اس تعظیم کی بدولت، ان کی نسل بہت بڑھ گئی اور حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہر معاشے میں ان کا مددگار اور اتھی بن گیا۔

۶- اور نھرنیوں کا وہ گروہ (دوسرا) احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کی بے قدری کیا کرتا تھا۔

۷- وہ لوگ ذلیل ہو گئے اپنی ہستی سے بھی محروم ہو گئے (کہ قتل کئے گئے) اور مذہب سے بھی محروم ہو گئے یعنی ان کے عقائد خراب ہو گئے۔

۸- ان کا دین بھی زبوا ہوا اور حکم بھی ٹیڑھے صحیفوں کی غلط بیانی ہے۔

۹- (اللہ اللہ جب) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پاک ایسا مددگار ہے تو ان کے نور کی مددگاری کا کیا عالم ہوگا۔

۱۰- نام احمد آتنا پختہ حصار ہے تو اس ذات روح الامین کا کیا وقار ہوگا۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بھی ضرور مددگار ہے اور مریش یا دشمنوں کی یلغار کے وقت کے لئے قلعہ و حصار

**فوائد:** یہی وجہ ہے کہ مشکل کے وقت مسلمانوں کی عادت ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بناتے ہیں اور یہی خیر القرون میں تھا۔ چنانچہ صحابہ کی عادت تھی کہ مشکل کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے تھے۔

**نعرہ رسالت:** چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پیر سو گیا اور بالکل

بے حس ہو گیا تو آپ نے نعرہ بلند کیا 'یا محمد' شاہ روم نے صحابہ کرام پر یلغار کی تو انہوں نے نعرہ لگایا 'یا محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۰- ہدیۃ المہدی، (یہ حوالہ اگرچہ 'الادب المفرد للبغاری و دیگر (بقیہ سہ پر) تصدیق حسن ہو جائے۔

اس سے ثابت ہوا کہ سابق ام اہل ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سُن کر چومنے کو سعادت سمجھتے تھے۔

خوش قسمت یہودی: عرصہ دراز تک خدا کی نافرمانی کی۔ جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اسے اٹھا کر ایک گدی جگہ ڈال دیا

فاوحی اللہ  
علیٰ موسیٰ  
ان اخرج و  
صل علیہ  
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی  
کہ اسے وہاں سے اٹھا کر اس کا  
جنازہ پڑھئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ایسی بدکار تھا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا:

ہكذا كان الا انه  
كلما نثر التوراة و  
نظر على اسم محمد  
صلى الله عليه وسلم  
قبله و وضعه على  
عينيه و صلى عليه  
ان ایسا ہی تھا مگر جب یہ  
تورات کھوتا تھا تو نام محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اسے  
چرم دیا کرتا تھا اور اپنی آنکھوں  
پر رکھ لیتا تھا اور درود شریف  
پڑھا کرتا تھا۔

حاشیہ بقیہ از ص ۱ و دیگر کتب سیر و امادیت مبارکہ میں بھی ہے لیکن ہم  
نے مسترفین کے ایک بڑے مولوی صاحب کی تصنیف کردہ کتاب کا حوالہ  
دے کر ان کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔

۱۔ فضائل کبریٰ ص ۱۶ ج ۱

ف : معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کے گنہگار نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذان میں سن کر اگر چہ آ نکھوں سے لگایا اور درود شریف پڑھا تو بختاگیار پھر جو لوگ اس نیک عمل کو بدعت سمجھ کر روکتے ہیں وہ اپنا انجام خود سوچ لیں۔

تنبیہ : مسلمانو! غور کرو کہ سابق دور میں تو غیر امتی انگوٹھے چومنے پر محبوب خدا کا مرتبہ حاصل کر لے لیکن آج کا بد قسمت انسان امتی کہلوا کر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت سے دور رکھنے کی جدوجہد کرے بلکہ عمل کرنے والے کو بدعت کی دھکی دے۔

ہمارا مسلک ہے کہ حضور پر نور شفیع

انگوٹھے چومنے کا ثبوت : یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سننے کے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز اور مستحب اور باعث رحمت و برکت ہے۔ اس پر دلائل کثیر موجود ہیں اور ممانعت پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ چند حوالہ جات یہ ناظرین ہیں :

۱۔ علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمعیل حتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر

روح البیان میں فرماتے ہیں :

قصص الانبیاء وغیرہ کتب

وفی قصص الانبیاء

میں ہے کہ جب حضرت آدم

وغیرہا ان آدم علیہ

کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

السلام مشتاق

انگوٹھے چومنے اور اس حکایت کے لئے مزید تفصیل فقیر کے رسالہ رفع الوسواس کا مطالعہ کریں

الی لقاء محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم حین کان  
 فی الجنة فاوحی اللہ  
 تعالیٰ الیہ ہومن  
 صلیک ویظہر فی  
 آخر الزمان قال لقاء  
 محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم حین کان فی  
 الجنة فاوحی اللہ تعالیٰ  
 الیہ فجعل اللہ النور  
 المحمدی فی اصبع  
 المسجة فلذالك  
 سمیت تلك الاصبع  
 مسجة كما فی الروض  
 الفائق او اظہر اللہ  
 تعالیٰ جمال جیبہ فی  
 صفاء ظفری ایھا  
 میہ مثل المراة  
 فقبل ادم ظفری  
 ابھامیہ و مسح علی  
 عینیہ فصارا صلا  
 علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق  
 ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ  
 السلام کے دائیں ہاتھ کی کلمے  
 کی انگلی میں نور محمدی صلی اللہ  
 علیہ وسلم چمکایا تو اس نور نے  
 اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی  
 واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی  
 انگلی ہوا جیسا کہ روض الفائق  
 میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے  
 اپنے جیب کے جمال محمد  
 کو حضرت آدم کے دونوں  
 انگوٹھوں کے ناخنوں میں  
 مثل آئینہ نما ہر فرمایا  
 تو حضرت آدم علیہ السلام  
 نے اپنے دونوں انگوٹھوں  
 کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں  
 پر پھیرا اسی وجہ سے سنت  
 ان کی اولاد میں جاری ہوئی  
 پھر جب جبریل امین نے  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو اس کی خبر دی تو آپ

لِنَا رَبِّيهِ فَلَمَّا اخْبَرَ  
 جبریل النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم بہذہ القصیدہ  
 قال علیہ السلام من سمع  
 اسی فی الاذان فقبل  
 ظفرای ابہامیدہ ومسح علی  
 عینیہ لویرمدابدائے  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 جو شخص اذان میں میرا نام  
 سنے اور اپنے انگوٹھوں  
 کو چوم کر آنکھوں سے  
 لگائے وہ کبھی اندھا  
 نہ ہوگا۔

۲۔ اسی تفسیر روح البیان میں ہے کہ:

”در محیط آورده کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در آمد و نزدیک  
 ستون بنشت و صدیق رضی اللہ عنہ در برابر آنحضرت نشست بود  
 بلال رضی اللہ عنہ بغاست و باذان اشتغال فرمود چوں گفت  
 اشہد ان محمد رسول اللہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خود را  
 ہر ہر دو چشم نہادہ گفت قوۃ عینی بک یا رسول اللہ  
 چوں بلال رضی اللہ عنہ فارغ شد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرمودہ کہ یا ابابکر ہر کہ بکند چنین کہ تو کردی خدائے بیامرزو گناہاں  
 جدید و قدیم اورا گو بفرمودہ باشد اگر بخطا“

ترجمہ: محیط میں لایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں  
 تشریف لائے اور ایک ستون کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر  
 صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے برابر بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ



عند نے اٹھ کر اذان دینا شروع کی جب انہوں نے اشہد ان  
 محمد رسول اللہ کہا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر  
 رکھا اور کہا قرة عینی یا رسول اللہ جب حضرت بلال اذان  
 دے چکے تو آپ نے فرمایا اے ابو بکر! جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم  
 نے کیا ہے خدا اس کے سب گناہوں کو بخش دے گا۔

۳۳۔ امام سخاوی نقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے  
 ہیں کہ :

”سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص سورن  
 سے اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر کہے موحباً  
 بحبیہ و قرة عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم پر دونوں انگوٹھے چومے اور آنکھوں پر رکھے وہ کبھی  
 اندھا نہ ہوگا اور اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔“

۳۴۔ اسی تفسیرِ شرح البیان میں ہے کہ :  
 ”حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی الملکی اللہ ان کے درجاً  
 بلند کرے اپنی کتاب قوت القلوب میں ابن عینیہ سے روایت  
 کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے  
 محرم کی دسویں تاریخ کو مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے  
 قریب بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر نے (اذان میں حضور کا نام سن

کہ اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا اور کہا  
 قرۃ عینف بک یا رسول اللہ جب حضرت بلال اذان سے  
 فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص  
 تمہاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرے اور جو تم نے  
 کہا اے ابوبکر جو شخص تمہاری طرح وہ کہے خدا تبارک و تعالیٰ اس  
 کے نئے پرانے ظاہر و باطن گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔“

۵۔ علامہ امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے حوالے سے نقل فرماتے  
 ہیں کہ :

” فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب مؤذن کو اشہد ان  
 محمد رسول اللہ کہتے سنا تو پہی کیا اور اپنے پورے جانب  
 زبیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا جو میرے اس پیائے دوست کی طرح کرے گا میری  
 شفاعت اس کے لئے حلال ہوگی۔“

۶۔ یہی امام سخاوی حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر الرواد الیمانی کی  
 کتاب مروجبات الرحمة ویزائم المنفرة سے نقل فرماتے ہیں کہ :

” حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مؤذن سے اشہد  
 ان محمد رسول اللہ سن کر کہے مروجبا نجیبی و  
 قرۃ عینف محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی  
 نہ دکھیں گی۔“

۷۔ علامہ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

”میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت ابو بکر صدیق  
اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیوں کہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت  
اور اپنے خلفاء راشدین کی سنت“

معلوم ہوا کہ حدیث موقوف صحیح ہے کیوں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک  
رفع ثابت ہے اور سیدنا صدیق اکبر کی سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔  
مخالفین کے چناں چہ مخالفین (کے سردار) مروی خلیل احمد انبیٹوی اور مولی  
گھڑی گھڑی فرماتے ہیں :

”جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ ہو“

خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود

خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا وہ سب سنت ہے“

ان دلائل سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنا

ستحب ہے۔

نکتہ : اس نام پاک کی دونوں میں نام لینے والے کو مجبور کرتی ہیں کہ اس  
نام کو دو مرتبہ چومے اس لئے کہ یہ نام پاک ہے ہی اس شان کا کہ اسے بار بار

چوما جائے۔

تفصیل اس نکتے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ کریم ہے کہ جو کوئی اس  
کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور اس کا انکار کرتا ہے تو پھر اسی

۱۰ براہین قاطعہ ص ۱۸۰ تفصیل کے لئے دیکھئے امام اہل سنت فاضل بریلوی  
کی کتاب ”تذویر العینین“ اور فقیر کا رسالہ ”انگوٹھے چومنا“

سے ہی اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ظاہر کرتا ہے جس کا اسے شعور ہی نہیں ہوتا جیسا کہ ابھی یہودی کے واقعہ سے معلوم ہوا ایسے ہی اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ایسے بد بخت پیدا ہوں گے جو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس کو چومنے کو برا کہیں گے اسی لئے نام اقدس میں دو دیم رکھ دیئے تاکہ نام لیتے وقت شکر بھی ایک بار نہیں دو بار چومنے پر مجبور ہو جائے۔

لطیفہ: کسی نے مجھے کہا کہ حضور علیہ السلام کا اسم گرامی چوتے ہو تو اللہ کے نام کو بھی چوم میں نے اسے سمجھایا کہ احادیث میں حضور علیہ السلام کا نام مبارک سن کر چومنے کا حکم تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نام کے متعلق کوئی روایت نہیں دوسرا یہ کہ عقل کا تقاضا بھی یوں ہی ہے کہ چوم اسے جاتا ہے جس کی مثل ہو اللہ تعالیٰ مثل سے پاک ہے۔ وہ نہ مانا میں نے اسے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کو یوں ہی منظور ہے دیکھئے اپنے محبوب علیہ السلام کے اسم گرامی لینے پر دو بار چومنا فطرت بنائی لیکن اپنے نام کے لئے ایسا نہیں فرمایا بلکہ اس کے لئے اس فطرت کا مظاہرہ کرنا اپنے آپ کو مجرم بنانا ہے کیوں کہ لب ملا کر اللہ کہہ تو اما بتلہ ہے اور اللہ کو اتنا کہنا جرم عظیم ہے۔

گندے مزاج گندے تصور؛ ہمارے دور میں بعض گندے مزاج والے کہتے ہیں کہ ادھر تو انگوٹھے استنجا

کی جگہ پر ادھر چوم کر آنکھوں پر یہ طعن دینے والے دیوبند کے بعض جہاں مصلین ہیں لیکن ان بے وقوفوں کو معلوم نہیں کہ استنجا انگوٹھوں سے نہیں بلکہ انگلیوں سے کیا جاتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اپنی گندی عادت سے مجبور ہو کر انگوٹھے دباتے ہوں کیوں کہ بحکم حدیث شریف قرب قیامت بوا سیر کا مرض عام ہوگا اور بوا سیر کا آغاز مقعد پر فاشس سے ہوتا ہے ممکن ہے ان غزبروں

کو وہی مرض شروع ہوا ہوا اور وہ استنجا کرتے وقت انگوٹھوں سے کام لیتے  
ہوں

اس قسم کا واقعہ عکرمہ  
عکرمہ بن ابی جہل کی قسمت جاگ اٹھی: رضی اللہ عنہ کو بھی پیش آیا۔  
اس کی تفصیل یوں ہے کہ: یہ شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت رسانی  
و تکالیف دہی میں اپنے ملعون باپ کا جانشین تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد  
تمام غزوات میں کفار قریش کا سردار اور سرگروہ رہا لیکن چونکہ سعادت کا حصہ  
آخر میں اس کے نام لکھا ہوا تھا اسی لئے قسمت جاگ اٹھی ہو ایوں کہ فتح  
مکہ کے بعد وہ بھاگ کر ساحل سمندر چلا گیا:

جاتے جاتے اس نے ایک صحابی کو  
حضور علیہ السلام کا علم غیب: بھی شہید کر دیا جب یہ خبر حضور سرور عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو ملی تو آپ سنس پڑے۔ صحابہ نے عرض کی حضور یہ موقع تو ہنسنے کا نہیں  
لیکن آپ کیوں ہنسنے؟ آپ نے فرمایا میں ہنسا اس لئے ہوں کہ جب میں  
نے اپنے صحابی کے شہید ہونے کی خبر سنی تو اسی وقت عالم غیب سے مجھے  
معلوم ہو گیا کہ مقتول (شہید) مذکور اور اس کا قاتل (عکرمہ) ایک دوسرے کا ہاتھ  
پکڑے ہوئے بہشت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کو اس خبر سے وحشت ہوئی کہ  
مقتول تو واقعی بہشت کا مستحق ہے کیوں کہ وہ بہت بڑا کمال دین دار اور  
خدا پرست تھا پھر شہید بھی ہوا لیکن یہ کافر کیسے اس کا شریک جنت...؟  
کیسے ہاتھ پکڑ کے جنتی ہو جائے گا؟ مگر سب یہ سوچ کر خاموش ہو رہے  
کہ خدا کی باتیں خدا ہی جانے اس لئے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سے کوئی سوال نہ کیا۔

## ٹھایا لاکھ مگر مٹ نہ سکا :

عکرمہ مکہ سے نکل کے جاکا اور ساحل سمندر پر پہنچ کر کشتی پر سوار ہوا  
 یمن جانے کا ارادہ کیا مگر غریبی قسمت سے ایسا سخت طوفان آیا کہ کشتی خطرہ  
 میں پڑ گئی۔ اس وقت کشتی کے سب آدمی بتفرعاً وزاری اور مخصوصاً د  
 ختوع درگاہ باری میں التجا کرنے لگے مگر عکرمہ جیسے کا تیا چپ چاپ بت  
 بنا بیٹھا رہا۔ نا خدا نے اس کے پاس آکے کہا: "اے شخص! تو بھی خدائے وحدہ  
 لا شریک سے دعا مانگ کہ یہ مصیبت ٹلے۔ عکرمہ نے کہا: "کیسے یاد کروں  
 اور کیا کہوں مجھے تو نہیں آتا تم ہی بتلا دو۔" نا خدا بولا: "لا الہ الا اللہ" کہہ  
 کے اسے یاد کرو اور دعا مانگ کہ اے زمین و آسمان کے مالک ہم پر رحم کر۔ یاد  
 رکھو یہ ایسا وقت ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی حامی و مددگار نہیں ہے۔ اب  
 عکرمہ چونک کر بولا کہ اس خدا سے تو میں کبھی دعا نہ مانگوں گا جس کی طرف محمد  
 ہمیں بلاتا ہے اگر مجھے یہی کرنا ہوتا تو مکہ سے کیوں بھاگتا اور اپنے خویش و  
 اقربا اور وطن کو کیوں چھوڑتا؟ نا خدا عکرمہ کی یہ باتیں سن کر بہت ناخوش ہوا اور  
 خاموش ہو کر اپنی جگہ جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد عکرمہ کی نظر کشتی کے ایک تختے  
 پر پڑی اس پر لکھا دیکھا:

کذب بہ قومک یعنی قوم نے اس کی تکذیب

وہو الحق کی حال آنکہ وہ سچا ہے۔

عکرمہ نے چاقو نکال کے ان کلمات کو پھیل کر ان کا چا۔ ہر چند لکڑی کو چاقو  
 سے پھینتا تھا مگر وہ الفاظ نہ مٹتے تھے عکرمہ کو نہایت تعجب ہوا اور سوچنے  
 لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اسی پس و پیش میں اس کے اندر ایک تبدیلی پیدا ہوئی  
 اور اپنے کفر کا حال اس پر منکشف ہونے لگا لیکن شیطان ایسا مستطہ ہو رہا تھا

کہ کیفیتِ اسلام اس پر اچھی طرح واضح نہ ہوئی اور خدا اور رسول کا دشمن بنا رہا۔

عکرمہ کی بیوی ام حکیم بنت عارث بن ہشام  
 عکرمہ کی اہلیہ کی جدوجہد، برادر ابو جہل بڑی مومنہ تھی۔ ماتمہ جوڑے ہوئے  
 رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رورو کے اپنے شوہر کے لئے امان  
 چاہی۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحم آگیا اور عورت کے کہنے سے اپنے  
 دشمن جانی اور عدو خدا و کافر کفر کر امان دے دی۔ عورت خوش و خرم ہو کر  
 اپنے خاوند کی تکاش میں دوڑی کہ کہیں مل جائے تو پھیر لاؤں ایسا نہ ہو کہ وہ  
 خوشی کر لے۔ ادھر ادھر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ساحل کی طرف  
 گیا ہے۔ اس نے وہاں پہنچ کر تفتیش کی۔ لوگوں نے کہا وہ کشتی پر سوار  
 ہو گیا۔ عورت بایکس ہو کر کنارہ کنارہ چلی جاتی تھی کہ کشتی بھی طوفان میں پھنس کر  
 کنارے کی طرف مائل ہو گئی۔ عورت نے دور سے کشتی کو دیکھا تو ایک لکڑی  
 میں اپنا دوپٹہ باندھ کے خوب بلانا شروع کیا۔ ناخدا بے چارہ اپنی مصیبت میں  
 رقیق القلب تو ہو ہی گیا تھا اسے رحم آگیا اور سمجھا کہ یہ کوئی عورت اس جنگل  
 بیابان میں بے والی و وارث ہے۔ ہم سے مدد مانگتی ہے ایک چھوٹی کشتی  
 اس کے لینے کو بھیج دی۔ عورت نے کشتی والوں سے عکرمہ کا حال دریافت  
 کیا ان میں سے ایک آدمی اسے جانتا تھا اس نے کہا عکرمہ بن ابو جہل اسی جہاز میں  
 ہے۔ عورت فوراً اس کشتی میں سوار ہو کر اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور جاتے  
 ہی کہا کہ افسوس تو کس مصیبت میں پڑ گیا ہے دیکھ میں نے تیرے  
 لئے کیا کیا دکھ جھیلے۔ ٹھوکرین کھاتی ہوئی یہاں تک پہنچی ہوں اور نیکو کار ترین  
 انسان یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے امان لے آئی ہوں۔ عکرمہ امان کا نام سننے  
 ہی تعجب میں آگیا اور بلا جھوٹ کہتی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کبھی امان

نہ لے گا میں نے اس کے ساتھ ایسے سلوک نہیں کئے ہیں جو معاف ہو سکیں۔  
 آج تک میں نے اس کی بے عزتی اور عداوت قلبی میں کوئی کمی نہیں کی۔ مسلمانوں  
 کو ہمیشہ ستا رہا ہوں بھلا مجھے امان کیسے ملے گی؟ عورت بولی ہم بخت! تو  
 محض بے وقوف ہے جو رسول خدا کی نسبت ایسا بدگمان رکھتا ہے ان کی  
 ذات والا صفات حد سے زیادہ کریم و رحیم ہے، میرا منہ نہیں جو ان کی تعریف  
 کر سکوں اب تو ہلاکت میں نہ پڑ اور میرے ساتھ چل کر اپنی  
 آنکھوں سے دیکھ لے۔ عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کے دریا  
 کے کنارہ پر آگیا اور دونوں میاں بیوی مکہ کو چلے۔

عکرمہ کے آنے سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 علم غیب رسول: نے فرمایا: عکرمہ آتا ہے۔ آپ نے اصحاب سے کہا کہ:

”مومن وہاں جہ عکرمہ آتا ہے خبردار کوئی اس کے ساتھ کسی قسم کی

برائی نہ کرے کیوں کہ بُرے کو برا کہنے سے بُرے کو کچھ نقصان نہیں

ہوتا البتہ کہنے والا اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔“

عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ درخیزہ نبوی پر آن کھڑا ہوا۔ اس کی بیوی منہ پرتا ہوا

ٹوال کر حضور کے دربار میں حاضر ہوئی اور التماس کی کہ آپ کا گنہ گار عکرمہ جانے

ہے آپ نے تسم فرمایا اور کہا کہ یہاں بلا اس کی عورت اسے اندر لے گئی۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا: ”موجباً واكب العما جو“ عکرمہ نے

ماننے آگے دریافت کیا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے کیا اس کا

قول سچا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بالکل صحیح ہے۔ اس وقت تک

اپنی بیوی کا کہنا اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا اور یہ خیال دل ہی دل میں کرتا تھا کہ

اگر آں حضرت نے ایسا کہہ بھی دیا ہے تو وہ دھوکے سے مجھے بلا کے قتل کر چکا ہے،



ہیں مگر اپنی ریاست اور سرداری کا غرور عکرمہ کے دماغ میں ایسا سمایا ہوا تھا کہ اس کے زلم میں یہاں تک چلا آیا اور ارادہ تھا کہ آں حضرت کے تیور سے کچھ بھی شبہ پایا گیا تو ایسا بہادر بھی ہوں کہ پھر بھاگ آؤں گا جس وقت حضور کی زبان سے امان کا لفظ سنا تو دل کی کیفیت ہی عجیب و غریب ہو گئی۔ روزگنا روزگنا خود یہ کہنے لگا کہ محمد کی رسالت میں کچھ شک و شبہ نہیں اگر یہ شخص سپاہی نہ ہوتا تو مجھ سے دشمن کو ہرگز نہ معاف کرتا۔ غیر نبی میں یہ شان سما ہی نہیں سکتی۔

عکرمہ نے اپنے کفر و شرک سے اسی وقت توبہ کر کے  
**قولِ اسلام** : صدقِ دل سے کہا :

اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد

انک عبد اللہ ورسولہ

کلہ پڑھتے ہی کچھ ایسی شرم و حیا عکرمہ کے دل میں سمائی کہ ابھی تک تو تاناہوا کھڑا تھا کلہ زبان جاری ہوتے ہی سر نیچا ہو گیا آنکھیں پشت پا سے جا لگیں اور کہنے لگا یا رسول اللہ! تحقیق آپ بڑے نیک اور سب سے زیادہ سچے ہیں ایسی دنیا کی قابلیت دوسرے میں نہیں سما سکتی۔ اب میں حضور کی ذات مجستہ صفا سے امید رکھتا ہوں کہ ایک چیز مجھے اور مرحمت ہو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عکرمہ کیا لکتاب ہے جو مانگے گا وہی پائے گا۔ اس نے بعد تعظیم عرض کی کہ آپ میرے حق میں دعا کریں کہ جتنے قدم میں نے کفر و شرک کو قوت دینے کے لئے رکھے ہیں، جو بے ادبیاں آپ کی خدمت میں کی ہیں، جو نسبتیں آپ کی لوگوں سے میں نے آپ کی پیٹھ پیچھے بیان کی ہیں اور مسلمانوں کو ستایا ہے اللہ تعالیٰ سب بخش دے اور ان باتوں کا قیامت کے دن مجھ سے

کچھ مواخذہ نہ ہو۔ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت عکرمہ کے واسطے دعا کی جب آپ دعا کر چکے تو وہ بولا کہ یا رسول اللہ! اب میری یہ نیت ہے کہ آج ہم اپنا جتنا مال میں نے کفر و شرک کی امداد میں صرف کیا ہے اس سے دو چاند خدا کی راہ میں خرچ کروں اور جس قدر کفار کی طرف سے لڑا ہوں اتنا ہی میں اسلام کی جانب سے لڑوں۔ چنانچہ اس مردِ خدا اور مومن و با وفا عکرمہ نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کر دکھایا۔ اپنی ساری دولت جہاد میں لگا دیتا تھا اس کے سوا جس جہاد پر جاتا سر ہتھیلی پر رکھ کے جاتا تھا اپنی جان کو اس نے کبھی جان نہیں سمجھا آخر کار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جنگ اجنادین میں شہادت پائی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بڑے مقبولین میں سے ہیں آپ کو قرآن شریف دیکھنے سے وجد ہو جاتا تھا اور فرمایا کرتے تھے۔ ہذا کتاب ربی ہذا کتاب دبی

غرضیکہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس نہ منے گا نہ مٹ سکتا ہے شانے والے لاکھ مٹائیں مگر خود مٹ جائیں گے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ہے

تو گھٹانے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

لطیفہ! ایک خشک دماغ ہر اس مسجد شریف میں نماز پڑھنا نا جائز کہتا جس مسجد میں "یا محمد" لکھا ہوتا ایک دن بس پہ بیٹھا تھا تو سانس لکھا نظر آیا "یا اللہ" "یا محمد" کسی واقف کار نے کہا کہ جناب جیسے اس مسجد میں نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتے ہو جہاں "یا محمد" لکھا ہوتا ہے اب بس سے بھی اتر جانا چاہیے کیوں اس پر بھی لکھا ہے "یا محمد" لیکن مرتا کیا نہ کرتا کیا

جواب دیتا کھسیانہ ہو کر خاموش ہو رہا۔

ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا  
 نہ مٹا ہے نہ مٹے گا بھی چرچا تیرا، اس نے تورات میں ایک صفحہ پر  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس لکھا دیکھا۔ یہودی نے بغض و کینہ سے اس  
 نام پاک کو کھریچ ڈالا۔ دوسرے روز تورات کھولی تو اس صفحہ پر پھر یہ نام اقدس  
 چارجگہ لکھا دیکھا، غصہ میں آکر اس نے اس نام پاک کو پھر کھریچ ڈالا۔ تیسرے  
 روز اس نے دیکھا کہ اسی صفحہ پر یہ نام اقدس آٹھ جگہ لکھا ہوا ہے۔ اس نے پھر  
 یہ نام پاک سب جگہ سے کھریچ دیا چوتھے دن اس نے اس نام اقدس کو بارہ جگہ  
 لکھا دیکھا۔ اب اس کی حالت بدلی اور اس نام پاک کی دل میں محبت پیدا ہو گئی  
 اور اس نام والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے شام سے مدینہ منورہ  
 کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے  
 لئے روانہ ہوا مگر ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما چکے تھے۔ جب یہ  
 مدینہ منورہ پہنچا تو اس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور حضرت  
 علی رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا علم ہوا تو سخت بے چین  
 ہوا اور حضرت علی سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن انور کا کوئی کپڑا نکال  
 کر رکھائیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کا ایک کپڑا مبارک اسے دیا۔ اس  
 یہودی نے پہلے تو اسے سونگھا پھر حضور کے روضہ انور کے سامنے آکر گر پڑھا  
 اور مسلمان ہو کر دعا کی کہ الہی اگر تو نے میرا اسلام قبول کر لیا ہے تو مجھے اپنے  
 محبوب کے پاس بلا لے، آنا کہا اور حضور کے سامنے ہی انتقال کر گیا۔ حضرت  
 علی رضی اللہ عنہ نے اسے غسل دیا اور جنت البقیع میں اسے دفن کیا۔

ف: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک کوئی لاکھ مٹانا چاہے اور کھرچنا  
چاہے مگر

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام انور نہ مٹا ہے نہ مٹ سکے گا۔ مٹانے والے سرٹ  
گئے مگر اس نام کے چرچے تاقیامت بکہ قیامت کے بعد بھی یوں ہی ہوں گے

بے گایوں ہی ان کا چرچا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جائے والے

چنانچہ زمانہ شاہد ہے کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس  
اور آپ کے کمالات و معجزات کو ذہنوں سے اتارنے کے لئے ہر طرح کے ہزاروں  
حربے استعمال کئے جا رہے ہیں لیکن بفضلہ تعالیٰ آپ کا چرچا دن بدن بڑھتا  
جا رہا ہے۔

اے خوش نخت یہودی کا واقعہ نظم میں

حضرت امام شہید چکنے اس واقعہ کو نظم میں ڈھالا ہے چوں کہ دل چسپ ہے اس

لئے ہدیہ ناطون ہے :

کتاب ہے اس طرح روایت بیان	راوی زیارغ و شیریں زبان
شام میں رہتا تھا بعد اختتام	ایک یہودی تھا بڑا نیک نام
دولت دنیا بھی نہ تھی اس کو کم	دین پر اپنے تھا وہ ثابت قدم
پڑھتا تھا کوریت بہ صبح و شام	شام میں رہتا تھا بہت شاکاگام
نام محمد شہ ہر دوسرا	ناگہاں اک سطر میں لکھا دیکھا
سید ابرار سے الفت نہ تھی	نام محمد سے محبت نہ تھی

دل کی طرح کیا اس کو چاک چاک  
 پیر تو کئی صفحہ توریت پر  
 سخت یہودی کو ہوا اضطراب  
 سمجھا کہ یہ نام شفیع الام  
 نام ہے یہ صاحب لولاک کا  
 نام سے عشق رخ احمد ہوا  
 فرط محبت جو ہوئی نام سے  
 ہدیہ دیدار طلب اشک ریز  
 کر گیا اک لحنت جو آرام رم  
 آیا مدینے میں بصد آرزو  
 ہر بن سو دیدہ بینا ہوا  
 ذرہ دماں کا تھا ہر اک آفتاب  
 یہ تو سے عشق سے مدہوش تھا  
 دیدہ تھا جو یائے رخ گلخندار  
 یاں تو یہ مشتاق کا احوال تھا  
 آنے سے اس کے کئی دن پیشتر  
 زیر زمین عرش نشین شاہ تھا  
 جس سے ہوا دونوں جہاں کا ظہور  
 وہ ہی جہاں میں نہ رہے کیا کہیں  
 دیدہ ہر دم سے نہاں ہو گیا  
 شام سے آیا تھا یہودی غریب

جل کے جلایا ورق نام پاک  
 نام محمد کا لکھا دیکھ کر  
 دل کی طرح بندوہ کردی کتاب  
 میرے شانے سے نہ ہوئے لاکم  
 نسبت جو دیدہ نم ناک کا  
 عاشق رخسار محمد ہوا  
 سوئے مدینہ وہ چلا شام سے  
 برق کے مانند چلاتیز تیز  
 شوق زیادہ ہوا اور راہ کم  
 شوق میں ڈوبا ہوا تھا موبو  
 سرور طور اس کو مدینہ ہوا  
 برکت و انوار خدا بے حساب  
 دیکھ کے ہر چیز کو خاموش تھا  
 ہر بن سو محور تمنائے یار  
 دماں کا سنا حال کہ کیا حال تھا  
 کر گئے تھے خواجہ عالم سفر  
 ابر کے پرے میں چھپا ماہ تھا  
 ذرہ خورشید میں ہے جس کا نور  
 کس طرح اس رنج میں تندرہ میں  
 تیرہ وقار یک جہاں ہو گیا  
 دئے زیارت بھی نہ ہوئی نصیب

جب کہ مدینے میں یہ داخل ہوا  
 راہ میں سلمان سے ملاقات کی  
 جب سنا سلمان نے محمد کا نام  
 کون ہے تو آیا ہے کیوں نام کیا  
 بولا کہ فقہ ہے میرا بس وراز  
 عشق میرا ہادی و رہبر ہوا  
 کاکل شنگوں کا بند حاجب خیال  
 نام سے آیا ہوں جو میں نامبو  
 دل سے محمد کا طلب گزار ہوں  
 کون سا غم عشق میں دیکھا نہیں  
 جب کہ سلمان نے سنا ماجرا  
 دل سے کہا اس کو میں کیا دوں جو آ  
 کہتا ہوں گر حال وفات نبی  
 اس سے یہ بہتر ہے کہ اصحابِ پاک  
 سوچ کر سلمان نے پکڑا اس کا ہاتھ  
 بیٹھے تھے مسجد میں جو اصحابِ پاک  
 آیا وہاں عاشقِ شوریدہ حال  
 دل میں یہ سمجھا کہ پیبرِ پیہ  
 ان سے کہا اس نے سلام علیک  
 پاشہ دین خاتمِ پیغمبر اسے  
 تو ہے محمد شہ ہر دوسرا

شہر سے اس ماہ کی خوش دل ہوا  
 ابن محمد کہا اور بات کی  
 روکے یہودی سے کیا یہ کلام  
 تجھ کو محمد سے بھلا کام کیا  
 کیا کہوں جو دل میں ہے سوز و گداز  
 دل میں میری شوق پیبر ہوا  
 شام کا رہنا ہوا مجھ پر وبال  
 تیرگی بخت ہوئی مجھ سے دور  
 کشتہ عشق شہ ابرار ہوں  
 فسیح صفت جلتا ہوں پروا نہیں  
 اور بھی اک جان پر صد مہر ہوا  
 سخت ہے تباہ یہ خانہ خراب  
 تو تو یہ مر جائے گا بے کس ابھی  
 ساتھ چلے میرے یہ بے کس او اس  
 سایے کی مانند لیا اپنے ساتھ  
 ہجر پیبر سے بہت دردناک  
 دیکھ کے رخسارِ علی کا جمال  
 ماہِ عرب مہر منور ہیں یہ  
 خذ بیدی جاء یہودی اللیلۃ  
 شوق تیرا کھینچ کے لایا یہاں  
 میں بھی ہوں اک بندہ بے تیرا

رُسنے لگے اور ہوتی بے مکی  
 سن کے کلام اس کا ہونے کو  
 نزلہ سا پڑ گیا افلاک پر  
 درونیا تازہ مصیبت ہوئی  
 سکتے کے عالم میں کھڑا تھا خوش  
 آیا ہے اک عاشق خیر البشر  
 دیکھو کے روتے تھے غریب وابر  
 کون ہے تو دل کو ہے کیوں مکی  
 داغ نیا اور بھی دیتا ہے تو  
 گزے ہیں جو سید ذی جاہ کو  
 ہم ہے اور وہ نہ را حیف ہے  
 دونوں جہاں کا ہے ہوا گل چراغ  
 صورت پروانہ ہیں سب بے قرار  
 غم سے ہراک روتا ہے پیرو جواں  
 ذرے کی مانند گرا خاک پر  
 خاک میں کس طرح سے آیا ہے خواب  
 گنج نہ خاک نشین از چہ  
 شرط بود گنج سپردن بنجاک  
 ریح تو پروردہ روحی فدک  
 ناقہ میں نافہ مشک از تو یافت  
 روتا تھا اور کہتا تھا داعسرتا

سن کے یہ تقریر علی ولی  
 بیٹھے تھے صدیق و مہر چشم تر  
 نام محمد سے گرسے خاک پر  
 سائے مدینے میں قیامت ہوئی  
 اور یہودی کو نہ تھا صبر و ہوش  
 جب کہ مدینے میں ہوئی یہ خبر  
 گھر سے نکل آئے صغیر و کبیر  
 بولے یہودی سے علی ولی  
 نام محمد <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کا جو لیتا ہے تو  
 تین دن اس رحلت جان کاہ کو  
 زیر زمین دفن کیا حیف ہے  
 گل تو گیا اور دلوں پر ہے داغ  
 شمع صفت روتے ہیں زاہد و زار  
 خاک میں سویا جو وہ بخت جہاں  
 جب کہ یہودی نے کسنا یہ خبر  
 روکے کہا اے مہ گردوں جناب  
 مہر جہاں زیر زمین از چہ  
 تا تو بنجاک اندر مکی اے جان پاک  
 اے تن تو پاک تر از جان پاک  
 عالم تر و امن خشک از تو یافت  
 خاک پہ تھا عاشق مضطر پڑا

خاک میں سوتا ہے وہ ماہِ چہاں  
 کوئی لباس ان کا منگلاؤ شتاب  
 پیرہنِ صبر کروں تار تار  
 جاے میں پھولانہ سماؤں گامیں  
 خاص لباس نبوی لے کے آنے  
 گل کی طرح چاک گریبان چلے  
 بولے کہ اے دخترِ خیر الانام  
 آیا ہے اک عاشقِ نشید المول  
 پیرہنِ پاک منگاتا ہے وہ  
 بوئے محمد سے جو تازہ و بارغ  
 پیرہنِ پاک حوالے کیا  
 پیرہنِ اس شاہ کا مسجد میں لائے  
 مست ہوا اور بھی وہ خستہ تن  
 صبر کی طاقت نہ تھی عشاق کو  
 سر میں ہوا دل میں ہوس تن میں جان  
 پیرہنِ پاک سے بے تاب تھے  
 نقشِ قدم کی طرح پا مال تھا  
 رونا تھا اور شوق میں کہتا بھی  
 جا رہے قبر میں ہزار بوئے تو  
 مجھ کو ہے اس وقت بہت لے کلی  
 تاکہ زیارت مجھے رخصت کی ہو

جس کے لئے شام سے آیا یہاں  
 پھر یہ کہا اس نے کہ اے بو تراب  
 تاکہ میں خوش بو یہ کروں جاں نثار  
 پیرہنِ اس گل کا چو پاؤں گامیں  
 بولے یہ سلمان سے علی جلد جا  
 روتے ہوئے حضرت سلمان چلے  
 فاطمہ کے دپہ گئے تیز گام  
 بیجے لباسِ تنِ پاک رسول  
 رونا ہے اور سب کو رلاتا ہے وہ  
 گل کی طرح رکھتا ہے وہ دل پہ بارغ  
 فاطمہ نے یہ جو سنا رو دیا  
 روتے ہوئے حضرت سلمان جوا  
 پیشِ یہودی جو رکھا پیرہن  
 بوئے نبی آتی تھی مشتاق کو  
 مست ہوئی جاتی تھی ہر شے بان  
 وجد میں تھے جس قدر اصحاب تھے  
 اور یہودی کا عجب حال تھا  
 سونگھتا تھا گاہ لباسِ نبی  
 لوحِ جہاں بستہ گیسوئے تو  
 شوق میں پھر اس نے کہا یا علی  
 قبرِ محمد پہ مجھے لے چلو



روضہ پر نور تک جاؤں میں  
 سن کے علی حال یہودی تمام  
 ہجر پیمبر سے جوتھے دردناک  
 بیچ میں تھا عاشق شوریدہ سر  
 ساسے مدینہ کے پیر و جوان  
 دھوم سے تھا عاشق شیدا روان  
 جب کہ گیا روضہ پر نور پر  
 خاک پہ غش کھلے گراں ناتواں  
 اے مدنی برقع وکی نقاب  
 خیز و شب منتظران روز کن  
 خلوتے پر وہ اسرار شو  
 از تو کیے پر وہ برانداختن  
 تازہ ترین صبح بخاتے مرا  
 خاک تو خود روضہ جان منست  
 روضے کے قربان ہوا بے قرار  
 پھر یہ کہا سب سے رہو تم گواہ  
 کلمہ پڑھا نام محمد مصطفیٰ علیہ السلام  
 نام کے لیتے ہی وہاں مر گیا  
 روضہ اقدس پہ جو کی جاں نثار  
 تن تو رہا روضہ جانان کے پاس  
 جذبہ معشوق نے کہینچا اسے

کاش وہاں جاتے ہی مر جاؤں  
 مسجدِ عالی سے اٹھے دل کو تمام  
 ساتھ علی کے ہوئے اصحاب پاک  
 اشک فشاں نالہ بلب چشم تر  
 ساتھ ہوئے اس کے باہ و فغان  
 خلق جو پیچھے تھی وہ گریہ کنان  
 رنج گراں تھا دل رنجور پر  
 رگے لگا کہنے باہ و فغان  
 سایہ نشین چند بود آفتاب  
 طبع غریباں طرب افروز کن  
 ہمہ خفیم تو بیدار شو  
 درد و جہان خرقہ بر انداختن  
 خاک تو ام کاب جیاتے مرا  
 روضہ تو جان جہاں منست  
 شمع پہ پروانہ ہو جیسے شمار  
 کہتا ہوں میں اشہدان لا الہ  
 آئینہ دل کو مصفا کیا  
 عاشق بے تاب سفر کر گیا  
 روتے تھے اصحاب نبی بے شمار  
 جان گئی روضہ رضوان کے پاس  
 خوب ملا رتبہ اعلا سے

عشق و محبت کا اثر دیکھئے      ذرتے کا خورشید میں گھر دیکھئے  
 بلب شیدا کو گل تر ملا      تشنہ زبان کو لب کو شربلا  
 عشق و محبت میں فنا ہو گیا      دردِ جدائی سے جدا ہو گیا  
 کاشن میں بھی یوں ہی کھینچے حبیب      رخصت کی ہو جائے زیارتِ نصیب  
 گر نہ پھریں روضہ پر نور کے      دور ہوں ارماں دلِ رنجور کے  
 پاشہ دین صوفی بیکس حزیں      سخت ہے اب ہند میں اندوہ گس  
 اس کو دینے میں بلا لیجئے      روضہ پر نور دکھا دیجئے  
 خیل معاصی پہ نہ کیجئے خیال      تنگ ہے اب بندہ مسکین کا حال  
 ایک نظر بہرِ خدا کیجئے      فکرِ دو عالم سے جدا کیجئے  
 کوئی کسی کا نہیں ہوتا یہاں      آپ کا ہے نام کس بے کساں  
 صوفی بے کس کی قبر لیجئے      بندہ نوازی سے نظر کیجئے  
 جس پہ نظر آپ کی پڑ جائے گی      خلق اسے آنکھوں پہ بھلائے گی  
 گر نظر از رو عنایت کنی      جملہ مہمات کفایت کنی

قصہ پیوری کا ہوا اب تہا

مسن علی سیدنا والسلام

تو گھٹانے سے نہ گھٹے ؛ حافظ سلفی رحمہ اللہ نے فرمایا :

” بلا دہند میں ایک درخت تھا جس کے پتے سبز تھے

اس کے ہر پتے پر لکھا تھا : لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

وہاں کے لوگ بت پرست تھے انہیں یہ ناگوار ہوا انہوں

نے اس درخت کو کاٹا اس خیال پر کہ یہ نام ختم ہو جائے گا لیکن

وہ جیسے تھا ویسے آگ آتا پھر انہوں نے سیسہ پگھلا کر اس کو  
 بڑوں میں ڈال دیا۔ لیکن پگھلانے کے بعد سیسہ کے گرد چار  
 ٹہنیاں پیدا ہو گئیں جس کی ہر ٹہنی پر لکھا تھا، لا الہ الا  
 اللہ محمد رسول اللہ، یہ معجزہ دیکھ کر سب مسلمان ہو گئے  
 پھر اس درخت کو ہر مرض سے شفا کا وسیلہ بناتے اور اس کو  
 متبرک سمجھتے۔ انہوں نے اس کی ٹہنیوں کو زعفران اور خوش بو  
 سے معطر کر دیا:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام انور نہ مٹا ہے نہ مٹ سکے گا۔ مٹانے  
 والے مٹ گئے مگر اس نام اقدس کو وہی قرار اور اس کی شان ہے جو پہلے  
 تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

## دعوتِ نور و فکر

آج کل ہمارے دور کے معتزلہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 اسمِ گرامی کو مساجد سے مٹانے کی ہم چلا رکھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ بے نیاز  
 نے محبوب کے نام کو اتنا بڑھایا کہ جب سے یہ ہم چلی ہے تو مکانوں میں،  
 دکانوں میں، بسوں، سڑکوں اور کینڈیروں وغیرہ پر زیادہ سے زیادہ  
 یہ اسمِ گرامی لکھا جانے لگا۔ یہاں تک کہ بعض علاقوں میں (اسی دور میں) ایسے  
 بکرے پیدا ہوئے ہیں جن پر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا پایا گیا اور ہم نے  
 درختوں کے ایسے پتے دیکھے جن پر صاف لفظوں میں حضور سرور عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کا اسم گرامی منقش ملا۔ اس کی تفصیل آتی ہے۔  
 ازلی بد بخت باوجود ایں ہمہ جیسے زمانہ اقدس کے لوگوں نے کھلم کھلا اور واضح  
 معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے لیکن نہ مانے بلکہ الٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو جادوگر کہہ دیا۔ آج بھی وہی کیفیت ہے باوجودیکہ اپنی آنکھوں سے ایسے  
 عجیب و غریب کرشمے دیکھ رہے ہیں اور انہیں مشابہہ کرایا جا رہا ہے۔

اب تو محمد تعالیٰ یہود و

انگریزوں اور یہودیوں کا اعتراف ؛ نصاریٰ معترف ہیں کہ جس قدر

چرچا و شہرہ نام "محمد" نے پایا ہے وہ کسی دوسرے نام نے نہیں  
 پایا اور یہ حقیقت یوں بھی سامنے آجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
 ماننے والی یورپین اقوام کو دیکھئے کہ کوئی شخص اپنا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
 نام پر نہیں رکھتا، مثلاً ؛ کسی انگریز کا نام آج تک "مسٹر عیسیٰ" یا "مسٹر مسیح"  
 نہیں سنا گیا مگر مسلمانوں میں دیکھئے کسی کا نام محمد احمد ہے اور کسی کا "محمد بن"  
 کوئی "محمد بشیر" ہے اور کوئی "تذیر احمد"۔ اپنے نام میں اسم "محمد" یا "احمد" کو  
 شامل کرنا ہر مسلمان کے لئے محبوب ہے۔ اسی واسطے دنیا بھر کے مسلمانوں کے  
 ناموں میں بالعموم اسی نام پاک کا جلوہ نظر آتا ہے اور یہ واضح دلیل ہے اس بات کی  
 کہ جتنا درد و ذکر اس نام پاک کا کیا جاتا ہے اور جس قدر چرچا و شہرہ اس نام  
 پاک کو حاصل ہے اتنا درد و ذکر نہ کسی اور نام کا کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس قدر  
 چرچا و شہرہ کسی اور نام کو حاصل ہے۔

جہاں میں ہاں تم ؛ اس نام پاک کے ڈنگے فرش پر بھی اور کوشش پر بھی نچ رہے ہیں اور  
 حدیث قدسی کلمہ ذکر کورت ذکر کورت معنی کے مطابق جہاں ذکر  
 خدا ہے وہیں ذکر مصطفیٰ بھی ہے اور یہ ذکر پاک وہ ذکر پاک ہے جو نہ مٹنے

والا اور اب تک رہنے والا ہے اس لئے کہ خود خدائے تعالیٰ بھی اپنے محبوب کا ذکر فرمانے والا ہے اور خدا تعالیٰ کی وہ ذات لاندال ہے جو واجب الوجود ہے اور جسے فنا نہیں تو جس محبوب پاک کا ذکر واجب الوجود ہوا اس کا ذکر کیسے مٹ سکتا ہے؟ گویا نہ ذکر کے لئے فنا ممکن اور نہ ذکر کے لئے فنا ممکن نہ وہ مٹنے والی ذات اور نہ یہ مٹنے والی ذات۔

شریہ اولاد پیدا ہونے کا مجرب نسخہ : حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

قال من كان له	یعنے جس کی عودت حاصل ہو اور
حصل فتوى ان	وہ نیت کر لے کہ بچہ پیدا
يسميه محمداً	ہوگا تو اس کا نام محمد رکھوں گا
حولہ اللہ ذکروا	انشاء اللہ تعالیٰ بچہ پیدا ہوگا۔ اگرچہ
وان كان انثى	حاصل میں لڑکی بھی ہوگی تو اسم
[انسان العیون	مبارک کی برکت سے وہ لڑکا ہو
ص ۳۶ ج ۱	جائے گا۔

محدث وقت نے فرمایا کہ میں نے اپنے بچوں کے لئے اس روایت کو آزمایا ہے کہ بارِ صل کے وقت میں یہی نیت کر لیتا تو لڑکا ہی پیدا ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سات لڑکے عطا فرمائے۔

۴۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

”جو چاہے کہ اس کی عودت کے صل میں لڑکا ہو تو اسے چاہیے کہ عالمہ کے پیٹ پر ماتھہ رکھ کر کہے :

ان كان ذكرا فقد یعنی اگر لڑکا ہے تو میں اس

سمیتاً محمداً کا نام محمد رکھوں گا

بفضلہ تعالیٰ رکھ کا ہوگا۔

حج کے ماہِ اول سے لے کر تا وضعِ حمل ، ورنہ چالیس روز  
 طریقہ عمل : کامل متواتر نام کے اوپر یہ لکھ لکھا جائے ان کا انھذا  
 ولداً فاسمہ محمداً ایما کہ نے سے انشاء اللہ رکھ کا پیدا ہوگا  
 مگر اتنا صحیح شرط ہے اور جب رکھ کا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا ضروری ہے اگرچہ  
 اول یا آخر میں کوئی اور لفظ بڑھایا جائے مثلاً : محمد بخش ، محمد حسن ، محمد طاہر وغیرہ  
 وغیرہ اور حسب توفیق میلا و شریف کی خیرات کی جائے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمودہ بلاشک  
 حق ہے بلاشک : حق ہے جیسا کہ

سرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک ہر مسلمان نے اسے  
 آزمایا اور یہ نسخہ سو فی صد مجرب ثابت ہوا۔

۱۔ کذافی فتاویٰ شمس الدین سخاوی

یہ تجربہ حق ہے فقیر اتم اہم کو کسی بد تجربہ ہوا اس وقت تک مولیٰ عزوجل نے  
 اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیات سے جتنے بچے عطا فرمائے محض  
 اس اسم مبارک کے طفیل۔

۲۔ فقیر اسی فقیر کے آٹھ رکھ کے پیدا ہوئے ان میں سے چار فوت  
 ہو چکے اور چار زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت سے اور علم و عمل کے برکات  
 سے بہرہ ور فرمائے اور دینِ ستین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین، جن احباب کو یہ طریقہ  
 بتایا سو فی صد احباب اس مجرب وظیفہ سے فیض یاب ہوئے۔

ابن ابی بلکہ ابن جریج سے نقل کرتے ہیں

حکایت روایت : کہ :

”جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی بیوی حاملہ ہو اور وہ اس بات کی نیت کرے کہ میں اس بچہ کا نام محمد رکھوں گا خدا تعالیٰ اسے نرنیہ فرزند عطا کرتا ہے اور جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہوتا ہے تو خود خدا تعالیٰ اس گھر میں برکت نازل فرماتا ہے۔ عبد الجلیل کی بیٹی جلیلہ نے خدمت مبارک میں مرض کی کڑے رسول خدا میں ایک اسی بد نصیب عورت ہوں جس کے ماں بچہ زندہ نہیں رہتا۔ فرمایا تو اپنے ذمہ یہ بات لازم کر لے اور منت مان کہ اس وفد جو بچہ پیدا ہوگا تو میں اس کا نام محمد رکھوں گی۔ مجھے امید ہے کہ وہ بڑا طویل عمر پائے گا۔“

جلیلہ کہتی ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے صالح فرزند عنایت کیا اور وہ زندہ بھی رہا۔ یہاں تک کہ بحیرن ( ایک جگہ کا نام ہے ) میں ان کی اولاد سے زیادہ کسی قبیلہ کے افراد نہیں۔“

۱۔ نزہۃ المجالس ( جن روایات کو ہم نے بیان کیا ہے ان کے ہر زمانہ کے اسی اپنا تجربہ بکھتے چلے آئے ہیں کہ اولاد نرنیہ کے لئے نرنیہ کسیر سے بڑھ کر ہے اور یہ فقیر و تقصیر اسی غفرلہ رب القدرینہ صرف اپنے لئے آزمایا بلکہ ہزاروں تلامذہ اور متعلقین احباب دوستوں کو بتایا جو سونی صد صحیح ثابت ہوا جو نرنیہ بڑوں اولاد نرنیہ کے لئے ترستے تھے فقیر کے بتائے ہوئے ( بقیہ ص ۱۰۰ پر )

ازالہ وہم نہ ہم نے یہ دعویٰ کیا ہے نہ کرتے ہیں کہ ربِ قدیر کی تقدیرِ مہر م کو ہم ٹہلتے ہیں اور نہ ہی ہمارا یہ منصب ہے لیکن وہ مالکِ کریم ہے اسے اپنے محبوبِ کریم رؤف و رحیم علیہ التَّحیۃ والتَّسلیم کی تعظیم و تکریم مطلوب ہے ان کے صدقے دیتا ہے اسے کون روک سکتا ہے۔

يُحِبُّ لِمَنْ يَشَاءُ اٰنَاثًا وَيُحِبُّ لِمَنْ يَشَاءُ  
الذَّكَوْرَ اُوْ يَزُوْجَهُمْ ذَكَرْنَا وَاِنَاثًا

اور یہ بھی اس کی شان ہے،

”يَمْحُوْا لِّلّٰهِ مَا يَشَاءُ وَاُوْثِقُتْ وِعِنْدَهُ اٰمَ الْكُتٰبِ“

بہر حال اس قادرِ مطلق کے فضل و کرم سے یہ نسخہ مجرب ہے لیکن بدست

ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ - بیدہ ازمتہ التوفیق

فقیر جب ہجرت کر کے بہاول پور میں آیا تو چونکہ

ابجوبہ بہاول پور، دیوبندیت اور دہابیت گھر گھر میں سرایت کئے ہوئی

تھی اسی لئے فقیر کے بتائے ہوئے مسئلہ پر اولاً تو بڑا شور برپا ہوا پھر فقیر

جب حوالہ جات بھرے مجمع میں دکھاتا اور پھر اسے قرآن و حدیث کے

دلائل سے ثابت کرتا تو نہ صرف دہابیت، دیوبندیت مٹھا جاتی بلکہ عوام

اہل سنت کی نظروں میں بھی گرتی چلی گئی۔ کچھ ہی صورت مذکورہ بالا مسئلہ

میں بھی پیش آئی۔ وہ اس لئے کہ شرعاً شروع شروع میں جب ہم بہاول پور میں

نسے کو آزمایا اور دعائیں دیں۔ ایک نہیں سینکڑوں نوجوان زندہ موجود

ہیں جن کے آباء اگر فقیر کے مجرب نسخے بجائے ہوئے کی مبارک پیش کی

سے چاہے بچیاں جے چاہئے لے یا ہر دونوں، مثلاً آیت جو چاہتا ہے ثابت دیکھتا ہر آیت

اس امر کتاب ہے۔



پہنچے تو ماہِ ربیع الثانی میں مولوی محمد حسین آزاد نے مکعبیاں والی گلی میں اپنے رُکے کی دلاوت پر جلسہٴ میلاد منعقد کر کے باہر سے علماء اہل سنت بولائے۔ اسی تقریب میں فقیر نے مذکورہ بالا تجربہ بیان کیا تو شہر میں دیوبندیوں و داعیوں نے پھبتیاں اڑائیں اور اسے دورانِ قیاس سمجھ کر عوام کو ہمارے خلاف اکسایا اور تاثر دیا کہ اویسی نے جہالت سے ایسا کہا ہے بلکہ سنی عوام کو مزاحاً کہتے کہ تمہارا مولوی بے اولادوں کو اولاد دیتا ہے فقیر نے ان کے مولویوں کو لٹکارا اور اس مسئلہ کے متعلق مستند کتابوں کے حوالوں سے نہ صرف ان کو خاموش کرایا بلکہ خود وہی فقیر کے مداح بن گئے۔

ایک اور عجوبہ : بی بی امینہ رضی اللہ عنہا نے حضور سرور کونین کا بول پشیمانہ پیا تو آپ نے اسے فرمایا زندگی بھر پیٹ کی کوئی تکلیف نہ ہوگی اور بہشت بھی تیرے لئے واجب ہوگئی۔ اسے سن کر دیوبندیوں اور داعیوں نے شور مچایا تو فقیر نے کہا کہ پہلے تم اپنے مولویوں کو سناؤ۔ اگر وہ اس واقعہ کا انکاء کریں تو پھر فقیر جانے اور وہ۔ چنانچہ دیوبندیوں کا ایک بڑا مولوی عبید اللہ زندہ تھا، اس کے پاس فریاد لے کر گئے۔ اس نے کہا یہ واقعہ کتبِ سیر میں موجود ہے۔ دیوبندیوں نے کہا کہ آپ نے عرصہ دراز جامع مسجد العادق میں درس دیا آپ نے کبھی ایسا واقعہ نہیں سنا یا۔ اس نے کہا موقع نہیں ملا۔ اس کے بعد دیوبندیوں کی ایسی زبان بند ہوئی کہ گویا ان کے منہ میں زبان نہیں بلکہ یوں معلوم ہوتا کہ ان کے جسم میں جان نہیں۔

در اصل بات یہ ہے کہ لوگ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالات و معجزات اور مناقبِ عظامہ

بیان نہیں کرتے اس وہم پر کہ کہیں ان کی جماعت کے لوگ سنی نہ بن جائیں۔  
اور ان کے حلوے مانڈے بند ہو جائیں گے۔

یہی طریقہ یہود کے علماء کا تھا کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
مناقب و مراتب چھپاتے تھے کہ کہیں لوگ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی  
نہ اختیار کر لیں۔ اسی وجہ سے انہیں خصوصاً اور آنے والی نسل کو عموماً بار بار  
متنبہ فرمایا گیا۔

”ان الذین لیشترون بآیات تمنا قلیلاً“

جیسے وہ نبی مجلسوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا اعتراف  
کر جاتے تھے؛ کما قال:

”أما مرون الناس بالبروتنسوت انفسکم“ الآیۃ

ایسے ہی ان کے مولویوں کا حال ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے جہال کے سامنے

صحیح روایات کا انکار؛ جب انبیاء و اولیاء علی نبینا وعلیہم السلام کے

فضائل و کمالات کی روایات پیش کی جاتی ہیں تو وہ بلا دھڑک کہہ دیتے ہیں

کہ یہ روایات ہیں ہی نہیں چناں چہ بارہا فقیر اور اس کے متعلقین کے ساتھ

یہ واقعہ پیش آیا۔

فقیر سے ایک مولانا نے دورہ تفسیر پڑھ کر اپنے تفسیر

حکایت؛ میں بیان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمپڑ مار کر عزرائیل

علیہ السلام کی آنکھ پھوڑ دی تو وہاں کے خلیفہ نیم ملا ایمان کا خطرہ کا منہ

۱۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ”ابلیس تا دیوبند“ کا مطالعہ کیجئے۔

محمد عبد الحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) اسلام عرض کر رہے ہیں۔ حضور غوثِ پاک کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تم پر آتشِ روزخِ حرام ہے۔ خود شاہ صاحب مدارج میں لکھتے ہیں کہ یہ ظاہر یہ بشارت اسی نام کے رکھنے کے نتیجہ میں ہے۔

ایک متاثر شخص کسی حج  
خواجہ اللہ بخش تونسوی کے مریدِ کمال؛ کے ہاں حاضر ہوا اور اس کو  
پھانسی پر لٹکانا مطلوب تھا۔ جب حج نے قاتل سے نام پوچھا تو اس نے کہا میرا  
نام اللہ بخش ہے۔ حج نے اسے چوڑو دیا لوگوں نے کہا یہ تو قاتل تھا اور  
پھانسی پر چڑھنے کے لائق تھا آپ اسے معاف کر رہے ہیں اس سے آپ  
کی ملازمت کو بھی خطرہ ہے۔ اس نے کہا وہ شخص میرے شیخ کا ہم نام ہے  
اس لئے مجھے شرم آتی ہے کہ میں اسے پھانسی پر لٹکاؤں اگر ملازمت جالتہ  
ہے تو جانے دو۔

ف: جب ایک عام بندہ اپنے پیروِ رشد کی عزت و احترام اور ان  
کی محبت و عقیدت میں اس طرح کر سکتا ہے تو وہ سب کا مالک و  
مولیٰ اس سے اور بہت قدرت رکھتا ہے اور ایسے عام الطافِ کریمانہ اس  
کی شان کو سمجھتے ہیں اور ہم بھی امید رکھتے ہیں اس لئے کہ فقیر اور فقیر کے بچوں  
کے اسماء اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ہم نام ہیں۔ ان پر  
اضافات صرف عرفا میں ہے

۱۔ فقیر قادری محمد عرف فیض احمد ۲۔ محمد عرف صالح ۳۔ محمد عرف عطاء اللہ  
۴۔ محمد عرف فیاض ۵۔ محمد عرف ریاض۔ تاہم تحریر یہی اسماء ہیں۔ البقیہ ص ۱۲

تھا کہ بیٹھا یہ روایت نہیں بلکہ بریلویوں کا ڈھکوسلا ہے۔ چوں کہ فقیر نے اپنے شاگرد کو بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف سے حوالہ دکھایا ہوا تھا فقیر کا شاگرد اٹھ گیا اور کہا کہ اگر یہ روایت صحاح ستہ کی کتابوں سے مل جائے تو خطیب صاحب کو مسجد چھوڑنی پڑے گی۔ خطیب چوں کہ اپنی ہسٹ دھرمی کا پتا تھا اس نے کہہ دیا کہ اگر حوالہ مل گیا تو مسجد چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ فقیر کے شاگرد نے فوراً بخاری شریف کھول کر باب مناقب الانبیاء سے حدیث دکھا دی۔ اس پر قعبہ والوں نے دیوبندی ملا کو مسجد سے نکال دیا۔

۲۔ ایسے ہی بہاول پور شہر میں الحاج محمد لطیف صاحب کے ساتھ واقعہ ہوا۔ دیگر مستند روایات کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں جن میں لکھا ہے کہ اسم گرامی کی برکت سے بے اولادوں کو اولاد نرینہ نصیب ہوتی ہے۔

۳۔ امام حسین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا انس وجان سے روایت کرتے ہیں کہ :

من کان له ذویطن	جس کے ہاں حمل ٹھہرے اور
فاجمع ان یسمی	ہر بار یہی ارادہ کرے کہ بچے
محمداً بنقہ اللہ	کا نام محمد رکھوں گا تو اسے
تعالیٰ غلاماً	اللہ تعالیٰ رکھا ہی عطا فرمائے گا۔

۳۔ علماء کرام اور محدثین عظام نے فرمایا کہ:

من ارادات یکتی جس کا ارادہ ہو کہ اس کے

۴۔ بہ حال یہ غریب صحاح کی روایت کو بھی جھٹلانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اس لئے اہل سنت کو اپنے مسلک پر مضبوط رہنا لازمی ہے۔

۵۔ احسان العیون ص ۱۲۶ ج ۱

marfat.com

Marfat.com

حاصل زوجتہ ذکر  
 فلیضع یدہ علی  
 بطنہا ولیقل  
 ان کانت ہذا  
 الحمل ذکرًا ۱

ہاں لڑکا پیدا ہوا سے چاہیے  
 کہ اپنی حالت کے پیٹ پر ہاتھ  
 رکھ کر کہے یا لکھے، اگر یہ لڑکا  
 ہو تو میں اس کا نام محمد رکھوں  
 گا انشاء اللہ وہ لڑکا پیدا ہوگا۔

تابعی کل حضرت عطاء تابعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

ما سمی مولود فی بطن امہ  
 محمد الا کانت ذکرًا ۲

جس بچے کا نام محمد عمل میں رکھا  
 جائے وہ یقیناً لڑکا پیدا ہوگا۔

## فضائل و برکات اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

- ۱۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گھر والوں میں اگر محمد نام کا بچہ ہوتا ہے تو اس گھر میں زیادہ سے زیادہ برکت ہوتی ہے بلکہ چالیس گھر ہسائے گا کے اس نام پاک کی برکت سے روزی دیے جاتے ہیں۔ ۱
- ۲۔ امام خفاجی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس برکت سے ہر طرح کی برکت اولاد، رزق، کاروبار، معاملات وغیرہ وغیرہ مراد ہے۔ ۲
- ۳۔ حضرت ابن یونس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

۱۔ سیرۃ علیہ ص ۱۲۵ ج ۱

۲۔ انسان الیوم ص ۱۲۵ ج ۱

۳۔ نسیم الریاض ص ۲۲۹ ج ۲

۴۔ شفا و نسیم الریاض

” اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین پر چلتے پھرتے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ ان لوگوں کے گھروں کی زیارت کریں جن کے گھروں میں

احمد اور محمد نام والے ہیں۔“ ۱۔  
 ۲۔ مدینہ پاک کے لوگ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ:  
 ”جس گھر میں محمد نام والا ہو اللہ تعالیٰ اس نام پاک کے سبب سے اس کے گھر والوں پر رزق فراخ کر دیتا ہے۔“ ۲۔

۳۔ شفا شریف میں ہے کہ:  
 ” اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین کا چکر لگاتے ہیں ان کی عبادت یہ ہے کہ وہ ان گھروں کی نگرانی کریں جن میں محمد نام والے ہیں۔“ ۳۔

ف: ان جملہ روایات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے تحت ہمیں ذرہ بھر شک نہیں کہ وہ قادر مطلق اپنے بندوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم مبارک کے صدقے بخش دے۔ اس پر بے شمار واقعات شاہد ہیں ہم صرف ایک واقعہ پیش کرتے ہیں۔

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا حکایت: کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں حضور فوٹ الثقلین رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے سامنے کھڑا ہوں۔ حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ

۱۔ شفا لباقضی میاض ۲۔ نسیم الریاض

۳۔ سیرتِ حبیبی ص ۱۳۶ ج ۱

marfat.com

Marfat.com

۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”قیامت کے دن دو شخصوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں  
کھڑا کیا جائے گا۔ حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض  
کریں گے الہی ہم کس وجہ سے جنت کے حق دار ہوئے ہیں۔  
ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہیں کیا۔ رب عزوجل فرمائے گا  
جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام محمد یا  
احمد ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔“

انتباہ : اسم گرامی اس کے لئے سفید، نافع اور نجات دلانے والا ہے  
جو مومن صحیح العقیدہ ہو۔ بد مذہبوں اور بے دینوں کو جن کا ارتداد شرعاً ہو چکا  
ان کے لئے کوئی فائدہ نہیں۔

نجدی محمد بن عبدالوہاب بھی اس نام سے موسوم تھا مگر اس کے ارتداد  
پر صاحب شامی تحریر کر چکے ہیں فلہذا ایسے لوگ ان نفع اور مدد سے  
محروم ہیں۔

۶۔ حضرت نبیط بن شریب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں کہ :

”اللہ عزوجل نے مجھے فرمایا کہ اے محبوب مجھے اپنی عزت  
و جلال کی قسم ! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا غلام

ابقیہ حاشیہ از حدیث انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ فقیر نے منسلکین اپنے اسما محمد رکھیں گے  
لے حافظ ابو طاہر سلفی و حافظ ابن کثیر نسیم الیاض و مدارج

نہ دوں گا۔ یعنی جس کا نام محمد واحد ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔  
۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”جن کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے وہ مزد جاہل ہے۔“

۸۔ عثمان غری سے مرسلًا مروی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”تم میں سے کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک یا دو یا تین محمد ہوں۔“

۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”قیامت میں ایک منادی ندا دے گا کہ جس کا نام محمد ہو وہ کھڑا ہوتا کہ اسے بہشت میں داخل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا یہ محض میری عزت کی وجہ سے ہے۔“

۱۰۔ ایک روایت میں ہے :

”اللہ تعالیٰ اس کو بلا کر کہے گا کہ دنیا میں تجھے میری نافرمانی کرتے وقت شرم بھی نہ آئی جب کہ تیرا نام محمد تھا۔ اب مجھے حیا آتی ہے کہ تجھے عذاب دوں۔ کیوں کہ تیرا نام میرے محبوب

سے ابو نعیم فی حلیۃ کے سیرۃ حلبی ص ۱۳۵ ج ۱ کے طبرانی کے طبقات ابن سعد



کریم کے نام کے مطابق ہے۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے بہشت میں لے جاؤ۔  
(شفا و فیض)

اسی حدیث کے مطابق علامہ بوٹھیری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:  
قَالَ لِي ذِمَّةٌ مِنْدَبْتُمِي  
مُحَمَّدًا وَهُوَ رُوِيَ الْخَلْقَ بِالذِّمِّ

ترجمہ: کیوں کہ میرا نام بھی محمد ہے سو اس ہم نامی کی وجہ سے آپ کا عہد و پیمان میری شفاعت کے لئے لازم الایفا ہو گیا کیوں کہ آپ تمام دنیا سے ایفاء عہد میں بڑھے ہوئے ہیں۔

۱۱۔ قیامت میں اعلان ہوگا:

يَا مُحَمَّدُ قَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ  
عَالَمِ دُنْيَا كَمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ  
عَالَمِ دُنْيَا كَمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ  
عَالَمِ دُنْيَا كَمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۲۔ حضرت علی کم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سید دو جہاں علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”جب کوئی قوم کسی مشورہ کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام والا ہو اور وہ اسے اپنے مشورہ میں شریک نہ کریں ان کے لئے اس مشورہ میں برکت نہ ہوگی۔“

ف: طرائفی و ابن جوزی اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ اس نام پاک و الہیہ نام کے برکات نازل ہوتے ہیں اور وہ اسی برکت سے آتی ہے تو فائدہ

ہوتا ہے۔

۱۳۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :

” ایک روز جبریل نے آکر عرض کی یا رسول اللہ! حق تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے۔ اپنی عزت و جلال کی قسم یا دفرما کر فرمایا ہے کہ آپ کی امت میں جو آپ کا ہم نام ہوگا اسے دوزخ کی آتش سے نجات دیں گے۔“

۱۴۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”جس گھر میں نام محمد یا احمد ہوگا اس گھر میں فقر و فاقہ داخل ہوگا۔“

۱۵۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”جس دسترخوان پر کوئی محمد نام کا ہوگا وہ لوگ دوبار مقدس کئے جائیں گے۔“

یعنی جس گھر میں اس نام کا کوئی شخص ہو تو دوبار اس مکان میں رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے۔

تلاش اہل اکرم محمد :  
 مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے ایسے ملائکہ پیدا فرمائے ہیں جو روئے زمین پر اس گھر کی زیارت کے لئے پھر کریں جس کے اندر محمد یا احمد نام والا ہو اور قیامت میں منادی پکائے گا کہ جس کا نام محمد یا احمد ہے وہ بہشت میں

لے ابن عدی

داخل ہو۔ اسے دوزخ میں ہرگز نہیں داخل ہونے دیا جائے گا۔  
اور جن نے کسی کتاب میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی دیکھ کر اس  
نام کو چوما ہوگا اس سے عذاب اٹھایا جائے گا۔ ل

## عرشِ تاووزش ان کا نام

ذیل میں چند ایسی روایات لکھتے ہیں جن سے معلوم ہو کہ ہمیں تمہیں  
کوئی جانتا نہیں تھا لیکن کل کائنات اور جملہ موجودات پر ہمارے آقا و  
مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا راجح تھا۔

۱۔ مروی ہے کہ جب روح آدم علیہ السلام  
کے جسم میں داخل فرمائی گئی تو انہوں نے سڑٹھایا  
تو ساقِ عرش پر نام نامی واسم گرامی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منقوش پایا۔  
جناب باری تعالیٰ میں عرض کی خداوند! یہ کس عالی جاہ کا نام ہے کہ تیرے نام  
کے ساتھ سطور ہے۔ ارشاد ہوا۔ اے آدم! یہ نام تیرے ایک فرزند کا ہے۔  
اس کا اسم اول سے کنایہ از ملک اور حامد سے حکم اور میم ثانی سے مجھ اور و سے  
دین مراد ہے۔ قسم ہے مجھے اپنے ملک و علم اور دین اسلام کی کہ جو کوئی اس کی پیروی  
کرے گا بہشت میں داخل ہوگا۔ اس روایت کی تائید صحیح روایت مرویہ  
عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے جسے ہم تھوڑا سا آگے چل کر نقل کریں گے۔  
۲۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے

ل شفاء الاستقام از حاشیہ دلائل الخیرات ص ۵۹۔

پوچھا کہ آپ کب سے نبی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کو بنایا اور عرش پیدا کیا تو عرش کے کنارے پر لکھا تھا محمد رسول اللہ فاقم لانا نبیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہشت پیدا فرمایا اس میں آدم وحواء کو ٹھہرایا تو اس میں میرا نام لکھا۔

صاحب زادگانِ آدم کا جھگڑا

سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ اولادِ آدم علیہ السلام کا آپس

میں جھگڑا ہوا کہ خلق خدا میں اللہ تعالیٰ کے ماں کون مکرم ترین ہے۔ کسی نے کہا ابا آدم علیہ السلام ہیں۔ اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ہاتھ سے بنایا اور ملائکہ کا مسجود بنایا۔ ان میں بعض نے کہا کہ بلکہ ملائکہ مکرم ترین ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی مافرائی نہیں کرتے۔ آپس میں فیصلہ کیا کہ ابا آدم علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں جو کچھ وہ فرمائیں حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا تو میرے اندر روح پھونکی اور وہ ابھی میرے قدموں تک پہنچی ہی تھی کہ میں نے آنکھ اٹھائی تو سب سے پہلے مجھے عرش الہی نظر آیا تو اس میں لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس سے خود سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا مکرم ترین بندہ کون ہے؟

## دیگر روایات

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے شبِ معراجِ سابقِ عرش پر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔  
 ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ۱

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں شبِ معراجِ جبِ عرش پر پہنچا تو اس پر لکھا ہوا تھا،  
 ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذی النورین“ ۲

۳۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب معراج میں ہمارا آسمانوں سے گزر ہوا تو کوئی آسمان خالی نہ تھا جس پر نہ لکھا ہوتا۔

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ابو بکر الصدیق خلقی“ ۳

۴۔ حضرت ابوالدرداء سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب شبِ معراج ہم سرِ عرش پہنچے تو ایک سرنج کپڑے میں سفید نوری عبارت ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق عمر فاروق لکھی ہوئی دیکھی۔“ ۴

۵۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے :

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔“ ۵

۶۔ بہشت میں کوئی ایسا پتہ نہیں جس پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا نہ ہو۔“ ۶

۱ ابن عساکر و ابن عدی ۲ ابن عساکر ۳ ابوالعلی۔ طبرانی، ابن عساکر ۴ دارقطنی، خطیب، ابن عساکر ۵ رواہ ابونعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس

۷۰ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
 لما خلق الله العرش كتب عليه بقلم نور  
 طول القلم ما بين المشرق والمغرب  
 لا اله الا الله محمد رسول الله  
 عليه وآله وسلم به اخذ واعطى وامته  
 افضل الامم وافضلها ابو بكر الصديق  
 (رضي الله عنه) ۷۰

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نورِ قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا، لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ کے رسول ہیں ہیں انھیں کے واسطے سے لوں کا اور انہیں کے واسطے دونگا۔ آپ کی امت تمام امتوں کے افضل اور جملہ امت کے ابو بکر صدیق افضل ہیں۔ رضی اللہ عنہ

۷۱ حدیث بڑا کے مضمون سے پہلے اس کی سند کی تحقیق پڑھنے سے حضرت علامہ یوسف بنحانی امام ابن جریر رحمہما اللہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں :-  
 صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وقال  
 الحاکم هذا حدیث حسن صحیح الاسناد و  
 قال الامام السبکی بعد ما ذکر واما ما ورد  
 من توصل الیہ واکتفینا عنہ بهذا الحدیث

۷۱ ماشیہ دلائل المیزات از مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی خلیفہ  
 حضرت حاجی امجد اللہ مہاجر مکی رحمہما اللہ تعالیٰ

بجودتہ وتصحیحہ الحاکم لہ یہ اہل علم کے لئے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے حکم ہوا :

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم سناؤ کہ جو بھی ان کے شانہ اقدس کو پائے اس پر فرض ہے کہ ان پر ایمان لائے کیوں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ بہشت کو اور جب میں نے عرش کو پیدا فرمایا تو وہ اس وقت پانی پر تھا۔ اس سے وہ رزتتا تھا گرجیب میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تو وہ قرار میں آگیا : ۱

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب الاحبار سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت سے پہلے سے متعلق ہوں۔ کعب الاحبار نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر دیکھا جس پر چار سطریں لکھی تھیں۔ پہلی سطر پر لکھا تھا لا الہ الا انا فاعبدنی دوسری سطر پر لکھا تھا انا اللہ لا الہ الا انا محمد رسولی طوبی لمن آمین بہ واتبعہ تیسری سطر پر لکھا تھا انا اللہ لا الہ الا انا الحرم والکعبۃ بیتی من دخل بیتی امن من عدالی پوتھی پر واللہ اعلم

تفسیر کبیر شریف میں بسم اللہ کے ماتحت  
معجزہ نبی و کرامت صدیق ، ایک روایت بیان فرمائی کہ :

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

۱۔ شواہد الحق ص ۱۱۱

۲۔ حاکم۔ خصائص کبریٰ ص

کو اپنی انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس پر کسی نقاش سے لا الہ الا اللہ لکھو لو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقاش کے پاس لے گئے۔ فرمایا کہ اس پر لکھو نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نقاش نے یہی لکھ دیا۔ جب وہ انگوٹھی ہارگاہ رسالت میں پیش ہوئی تو اس پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو صدیق۔ ارشاد فرمایا: زیادتی کیسی۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے نام کو تو میں نے بڑھایا تھا۔ میں نے چاہا کہ رب کے اور آپ کے نام میں جدائی نہ ہو جائے یعنی رب کا ذکر ہو اور آپ کا ذکر نہ ہو لیکن اپنا نام میں نے نہیں بڑھایا۔ یہ عرض معروض ہو رہی تھی کہ جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صدیق کا نام میں نے لکھا کیوں کہ صدیق آپ سے راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خدا کے نام سے علی حدہ ہو تو خدا تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق کا نام آپ سے علی حدہ ہو۔

خدائے پاک تو نیک عطا فرمائے کہ ہم اس کا ذکر اس کے حبیب علیہ

الصلوة والسلام کے ذکر کے ساتھ کیا کریں۔

(ف) اس روایت میں جیسے حضور نبی پاک کی فضیلت اور آپ کا معجزہ ظاہر ہوا ایسے ہی آپ کے پیارے اور محبوب خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت و کرامت کا بھی اظہار ہوا۔

معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حکایت ابو جہلؓ  
ابو جہل نے ایک دن حضور سرور عالم

نے ابو جہل کے متعلق بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ سرکارِ دو عالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا یہ بالکل غلط ہے۔ ابو جہل آپ کا قطعاً چچا نہ تھا بلکہ بقیہ حاشیہ ص ۱۰



صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ اس پتھر میں سے جو میرے گھر میں لگا ہوا ہے ایک خوب صورت موز نکال دیں تو میں آپ پر ایمان لاؤں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے دعا مانگی ابھی آپ دست بردار ہوئے تھے کہ اس پتھر سے کراہنے کی آواز آئی جیسے حاملہ عورت سے نکلتی ہے جب کہ بچہ جنتی ہے۔ پھر اس پتھر سے ایک موز نکلا جس کا سینہ سونے اور زمرہ کا تھا اس کے دونوں بازو یا قوت اور پاؤں جواہر کے تھے۔ مگر ابو جہل نے جب آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو جھٹ پلٹ گیا اور ایمان سے منہ موڑا۔ ایک دن اس مردود نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ محمد! آسمان زیادہ قوی ہے یا زمین۔ آپ نے فرمایا آسمان۔ پھر لعین بولا کہ آپ کا رب زیادہ قوت رکھتا ہے یا پتھر فرمایا میرے رب تعالیٰ کی قدرت بہت بڑی ہے۔ کہا تو اپنے رب سے کہئے کہ اس پتھر سے ایک ایسا پرندہ نکالے جس کے منہ میں کانڈ ہو اور اس میں آپ کی شہادت صاف لکھی ہوئی ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو میں آپ کی تصدیق کروں گا ستنے میں حیرتیں علیہ السلام اترے اور حضور علیہ السلام سے کہا کہ آپ اس پتھر کی طرف اشارہ کیجئے۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ پتھر مچھٹا اور اس میں سے ایک خوب صورت پرندہ نکلا جس کے منہ میں ایک کانڈ کا ٹکڑا تھا اس پر لکھا ہوا تھا،

لا الہ الا اللہ محمد  
رسول اللہ امتہ  
مذنبۃ ورب  
کوئی معبود پریش کے قابل  
نہیں سوائے اللہ کے اور محمد خدا  
کے سچے رسول ہیں۔ امت گنہگار

۱) بقیہ حاشیہ از ص ۸۶، بلکہ وہ سرے سے ہاشمی خاندان سے ہی نہیں بلکہ ہاشمی خاندان سے جس میں جلا کرتا تھا۔

غفور اہد پروردگار بخشنے والا ہے۔

اس پر مرود ابو جہل نے کہا محمد! تو فرعون کے جادوگروں سے بھی بڑھ کر ہے (معاذ اللہ!) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو فرعون کے مار ڈالے جانے سے بدتر حالت میں مارا جائے گا۔ چنانچہ جب بدر کا واقعہ پیش آیا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا بدر کا میدان فرعون کے دریا جیسا ہے کیوں کہ فرعون اور اس کی بد نصیب قوم پانی میں ڈوب گئی تھی۔ لہ

سروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی ابو محمد آدم علیہ السلام : کنیت ابو محمد رکھی تو انہوں نے سوال کیا کہ یہ کنیت کیسی، حکم ہوا اے آدم! اپنا سراٹھا۔ آدم علیہ السلام نے سراٹھایا تو سراپہ روہ فرخ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نظر آیا۔ عرض کی الہی یہ نور کیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور ایک نبی علیہ السلام کا ہے جو تیری اولاد سے ہیں ان کا نام آسمان پر احمد اور زمین پر محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تجھے نہ بنانا اور نہ آسمان و زمین پیدا کرتا۔ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

جب حضرت آدم علیہ السلام کا مہر نکاح نام مصطفیٰ : آدم علیہ السلام کو حیات میں داخل فرمایا گیا تو انہوں نے اپنے جنسی رفیق کی خواہش کی جس سے محبت کریں اور ذکر حق میں باطنی سکون و قرار حاصل کریں۔ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو غنیمت میں مبتلا کر دیا اور اس حالتِ عوایدگی میں ان کی بائیں پسلی نکال کر ستیدہ حوا کو پیدا

فرمایا۔ ان کا نام خواہی بنا پر رکھا گیا کہ وہ جی یعنی زندہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حوا علیہا السلام کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ ان کی طرف بڑھائے۔ اس پر فرشتوں نے کہا کہ ٹھہریے تاکہ نکاح ہو جائے اور ان کا مہر ادا کریں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ مہر کیسے؟ فرشتوں نے کہا تینہ مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج دو مہر ادا ہو جائے گا۔ ایک روایت میں بیس مرتبہ آیا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ عز اسمہ نے حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح حضرت حوا سے فرمایا اور اپنے کلام اقدس میں سے خطبہ پڑھا۔ اس خدائی اور اعزاز پر ابلیس حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کرنے لگا۔ مختصراً یہ کہ ابلیس نے حضرت آدم کو دوسو سوہ میں مبتلا کر کے ان کو جنت سے نکلوا دیا۔

تاج المذکرین اور نمار الفرائس میں  
**واقعہ حیرتیل امین علیہ السلام** : یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما کی زبانی درج ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے  
 حیرتیل علیہ السلام نے کہا :

”یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں دن اللہ تعالیٰ نے  
 مجھے خلعت وجود عطا فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش مجید  
 کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا۔ پھر مجھے پوچھا من خلقتک  
 رحیرتیل تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ میں نے کہا اے پروردگار  
 من انت الواحد القہار العزیز الجبار المحبود  
 فی اللیل والنہار وانا العبد الذلیل الخاضع المنقاد

بعد ازاں پھر مجھے اٹھارہ ہزار سال کوئی خطاب نہ کیا گیا۔ پھر دریا  
 کیا گیا۔ فرمایا، من خلقك ومن انا، جبریل تمہیں کس نے  
 پیدا کیا اور میں کون ہوں؟ میں نے کہا اے پروردگار! انت  
 خالق و رزاق و محیی و ممیت و باعشی و وارث و انت  
 العبد الضعیف المساکین المستکین۔ پھر اٹھارہ ہزار  
 سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا۔ پھر مجھے خطاب ہوا اور مجھے  
 پوچھا گیا میں کون ہوں اور تم کون ہو میں نے عرض کی انت اللہ  
 الخالق الباری وانا العبد العاند الخاضع الخاشع پھر اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا تم نے صحیح کہا۔ میں نے جرأت کرتے ہوئے عرض کی اے  
 اللہ! مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق بھی پیدا فرمائی  
 ہے۔ حکم ہوا سامنے دیکھو میں نے اس نور کے دائیں بائیں جنوب شمال  
 میں نور کے ارد گرد چار ہالے دیکھے۔ میں نے دریافت کیا یا اللہ یہ نور  
 کون ہے اس کی ضیا دل سے میری آنکھیں چند صیائی جا رہی ہیں۔  
 فرمایا! یہ نور اس شخص کا ہے جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا ہے۔  
 تمام فرشتوں اور دوسری مخلوقات کو صرف اسی کی برکت سے پیدا  
 کروں گا۔ اور اس کے وجود گرامی کو ان سب پر مشرف و مکرم بنا دیا ہے  
 عرش، کرسی، لوح، قلم، بہشت ووزخ اسی ہستی کے طفیل عالم وجود  
 میں آئیں گے۔ حبیبی و صینی و نبی و سیرتی و خلقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں  
 نے صیانت کیا۔ یا اللہ! یہ چار نور کے ہالے کون ہیں؟ فرمایا آپ  
 کے دائیں طرف آپ کے وزیر ابو بکر صدیق کبر ہیں، بائیں طرف آپ  
 کے مشیر عمر بن خطاب ہیں، آپ کے آگے آپ کے حبیب عثمان

ابن عثمان اور آپ کے چچے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ  
 ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ ثمار الفرائس میں چچے کی طرف حضرت عثمان ابن عفان  
 رضی اللہ عنہ کو بیان کیا گیا ہے اور سانسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
 تشریف فرما ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ اے اللہ! یہ چار افراد کتنے  
 برگزیدہ ہیں فرمایا یہ میرے دوست ہوں گے۔ جو ان کو دوست رکھے  
 گا میں اسے دوست رکھوں گا۔ جو ان سے دشمنی رکھے گا میں اس  
 سے دشمنی رکھوں گا۔ ان کے دشمنوں کا دشمن، ان کے دوستوں کو  
 بہشت میں اپنی رنداؤں کا اور ان کے دشمن کو دوزخ کی آگ میں  
 اپنے قہر میں مبتلا کر دوں گا۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا: نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام  
 کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو خبر دے دی کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔  
 عرض کی اے میرے پروردگار! احمد کون ہیں؟ فرمایا: میں نے کوئی مخلوق اس  
 سے عزت والی نہیں بنائی۔ میں نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے ان کا نام  
 اپنے نام کے ساتھ عرض پر لکھا اور جب تک ان کی امت بہشت میں داخل  
 نہ ہو لے میں نے تمام مخلوق پر جنت حرام کی۔ عرض کی الہی ان کی امت کون  
 ہے؟ فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی ہے اور میں ان کے صفات جلیلہ ہیں۔ عرض  
 کی الہی مجھے اس امت کا نبی کر۔ فرمایا آپ ان سے مقدم ہیں اس لئے ان کے  
 نبی نہیں بن سکتے۔ پھر عرض کی مجھے اس نبی کا امتی بنا۔ اللہ نے فرمایا یہ بھی نہیں



ان هذا دار هجرة  
 انہی آخر الزمان  
 طوبی لمن آمن بہ  
 وتبعہ

یہ مقام ہی آخر الزماں کا  
 دار الہجرت ہے۔ وہ بڑا خوش  
 نصیب ہوگا جو آپ کی اتباع  
 کرے اور آپ پر ایمان لائے گا۔

وادی مدینہ سے گذر کر جب آپ سرزمین مکہ میں پہنچے تو پیچھے دیکھا کہ مشرکین مکہ  
 ہزاروں بت خانے آباد کر رہے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس مقام سے  
 خاموشی سے آگے بڑھ گئے تو کعبۃ اللہ بارگاہِ رب العزت میں رویا اور عرض  
 کیا کہ اے اللہ! یہ تیرے پیغمبر جس کے پاس اولیاء اللہ کا ایک لشکر ہے اور  
 تیرے نیک بندوں کا مجمع ہے۔ وادی مکہ سے گزر گئے اور قدم رنجہ نہیں فرمایا۔  
 نہ نماز ادا کی نہ تسبیح و ذکر کیا حال آنکہ مشرکین اپنے بتوں کو پوج رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ

نے فرمایا:

اے کعبہ! عن قریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تیری سرزمین کو سجدہ  
 کرنے والوں سے بھر دیا جائے گا اور اپنا آخری کلام قرآن مجید  
 اسی سرزمین پر نازل کروں گا اور عظیم اور پیارا نبی اسی شہر میں مبعوث  
 کروں گا۔ وہ نبی مجھے سب سے زیادہ عزیز ہوگا۔ میں ایک  
 ایسی جماعت بھیجوں گا جو تعمیر کعبہ میں لگ جائے گی اور پھر لوگ  
 کعبۃ اللہ کا طواف کریں گے اور زیارت کو آیا کریں گے حتیٰ کہ اس  
 خطہ پاک کو پر امن بنا دوں گا اور سرزمین سے بتوں کی آلائش اور  
 نجاست کو صاف کر دیا جائے گا اور شیاطین یہاں سے بھاگ  
 جائیں گے اور مشرکین کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام اس وادی میں تشریف

لائے اور کعبۃ اللہ میں نماز و قیام فرمایا اور کعبہ کے پاس ہی پانچ ہزار اونٹ، پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار اونٹنے قربان کئے اور اپنی قوم کے معززین کو خطاب کرتے ہوئے بتایا:

”یہ وہ مقام ہے جہاں نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوں گے۔ اللہ کی نصرت اور تائید انہیں حاصل ہوگی۔ آپ کا حکم اور تائید مخالفین پر نافذ ہوگا۔ آپ کی ہیبت اور شوکت سے مخالف ایک ماہ کی راہ تک و دیر نہیں گئے۔ دوردوزدیک کے لوگ اپنے بیگانے سب حکمِ حق پر ایمان لائیں گے۔ انکار کرنے والوں کے تحفے اور پیغامِ رسالت کی راہ میں کھڑے ہوتے والی رکاوٹیں ان کے مقاصد کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گی۔ وہ کتنے خوش نصیب ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت موجود ہوں گے اور دولتِ ایمان سے مالا مال ہوں گے۔“

حاضرین نے دریافت کیا یا نبی اللہ! آپ کے اور نبی آخر الزمان کے درمیان کتنا عرصہ ہوگا؟ آپ نے بتایا تقریباً ایک ہزار سال۔ یہ بشارت دینے کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور وہی نکل سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امتی بننے کا شوق : حضرت ابوامامہ باہلیؓ نے حضور علیہ السلام

کی حدیث بیان کی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بہشت کو خواب میں دیکھا۔ کہ بہشت کی وسعت زمین و آسمان دونوں کے برابر ہے۔ آپ نے پوچھا

لے عرائس



یہ مبارک جگہ اور پر امن مقام کس کی ملکیت ہے۔ آواز آئی :

اعلنت ل محمد صلی اللہ

اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

صلیہ وآلہ وسلم و امتہ

ان کی امت کے لئے تیار کیا گیا ہے

جنت کے باغوں کی جڑوں کی تلاشی کی گئی تو وہ شہادت و لا الہ الا اللہ سے

بنائی گئی تھیں۔ کونپیس دیکھی گئیں تو محمد رسول اللہ سے بنی تھیں۔ پھلوں کو

دیکھا گیا تو وہ سبحان اللہ والحمد للہ سے بنائے گئے تھے۔ خواب سے بیدار ہوئے

تو اپنی قوم کو بلا کر سارا واقعہ بیان کیا۔ قوم نے پوچھا کہ یا خلیل اللہ! میں محمد رسول اللہ

اور ان کی امت کا پورا پورا تعارف کروائیں تاکہ ان کی جلالت اور قدر و منزلت کا

مبھی علم ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو من جانب اور حضور علیہ السلام اور آپ کی امت

کے فضائل بتائے گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

من امتہ صلی اللہ علیہ

اے اللہ! مجھے امت رسول صلی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بنا۔

وسلّم

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ہر گل میں ہر شجر میں ہر حجر میں محمد نام ، کا نام ذرہ ذرہ میں ہے چنانچہ

چند شواہد مندرج ہیں :-

۲۵۲ میں پتھر پور : ایک بزرگ نے فرمایا کہ ۲۵۲ میں خواسان میں عاویں

کی طرح سخت آندھی چلی۔ یہاں تک کہ پہاڑ الٹ پڑے اور پرندے منتشر ہو گئے

لوگ سمجھے کہ قیامت قائم ہو گئی۔ اٹک طرف زاریں کرنے لگے۔ اس آندھی

میں ایک بہت بڑا نور چکا جو آسمان سے ایک پہاڑ پر اترا۔ اس روشنی سے نظر آ رہا تھا

کہ پرندے اس پہاڑ کی طرف لوٹ رہے تھے۔ اسی پہاڑ پر اسی نور کے اندر سے

ایک پتھر ملا جو ایک ماتہ لبا اور تین انگلی چوڑا تھا۔ اس میں تین سطریں لکھی تھیں

ایک پر لا الہ الا انا فا عبدونی دوسری سطر پر محمد رسول اللہ  
القرشی تیسری سطر پر ا حذرو وقعتہ المغرب فانما تكون من سبعة  
اور تسعة والقیامة قدر رنت ای قریب۔ مغرب سے سورج  
نکلنے کے حادثہ سے ڈرو وہ ساتویں یا نویں سال (کسی صدی کے بعد) واقع ہوگا۔  
بے شک قیامت قریب ہوگی۔

بہشت کے ہر ہر پتے پر، حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ  
جب میں بہشت میں تھا تو مجھے آسمانوں کے جملہ مقامات کی سیر کرائی گئی۔  
میں نے آسمانوں کا کوئی ایسا مقام نہیں دیکھا جس پر اسم محمد (صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم) لکھنا نہ ہو۔ بلکہ میں نے جملہ حوروں کے سینوں پر، بہشت کے درختوں  
کے پتوں، طوطی، سدرۃ المنتہیٰ کے پتے پتے پر، دربانوں کی پیشانیوں اور تمام  
فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا تھا۔  
لوح پر، قلم نے لوح محفوظ پر سب سے پہلے یہ عبارت لکھی :-

” بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انی انا اللہ لا الہ

الا انا محمہ رسولی جو میری قضا و قدر کے سامنے تسلیم

ختم کرے گا اور میری آزمائش و صبر اور میری نعمت پر شکر کرے

گا اور میرے حکم پر راضی ہوگا تو میں اسے صدیقیوں میں سے

لکھوں گا اور قیامت میں صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

لوح محفوظ کے صدور وازہ پر: ایک روایت میں ہے کہ لوح

محفوظ کے صدور وازہ پر لکھا ہے :-

” لا الہ الا اللہ دینہ الاسلام محمد عبده رسولہ

جو ان پر ایمان لائے گا اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں داخل کرے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے  
عرش کے سر پر دون پر : قلم کو فرمایا کہ وہ ماکان وما یكون (گزشتہ  
 اور آئندہ کے کلمات) کو عرش کے سر پر دون پر لکھے تو سب سے پہلے لکھا  
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم

ف : اس کے دو وجوہ ہو سکتے ہیں :-

۱۔ قلم نے بسم اللہ سے شروع کر کے جملہ واقعات لکھنے کے ساتھ لا الہ  
 الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا۔

۲۔ یہ جملہ امور مع کلمہ شریف لوح محفوظ پر بھی لکھا اور عرش معلیٰ کے سر پر دون  
 پر بھی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام  
عرش و سد پر : فرماتے ہیں کہ میں نے شجرہ طوبیٰ اور سدۃ المتنبیٰ اور  
 بہشت کے باغات کے جملہ درختوں کے پتوں پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک  
 لکھا دیکھا۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے خصائص کبریٰ میں لکھا کہ  
 حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے  
 کہ آپ کا اسم گرامی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عرش الہی پر  
 لکھا ہوا ہے۔

اسی خصائص میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
عرش کو سکون ملا : کہ میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو پانی مضطرب

ہوا۔ جس پر میں نے لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسی نام کو برکت سے پانی کو سکون ملا۔ یاد ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ملکوت یعنی آسمانوں، بہشتوں اور ان کی ہر شے پر لکھا گیا ہے۔

خصائص صغریٰ میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ **ملک و ملکوت میں** : علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے کہ آپ کا اسم گرامی عرش اور ہر آسمان اور جنان بلکہ ملکوت کی ہر شے میں مکتوب ہے۔

جب آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو محزون و مغموم تھے۔ اللہ تعالیٰ

نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا انہیں اذان سناؤ۔ جب آدم علیہ السلام نے اذان سنی تو سکون ملا۔ عرض کی یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا وہ تیری اولاد سے ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

بعض علماء اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ کسی جزیرہ میں ایک بہت بڑا

**درخت پر سرخ جلی قلم سے** : درخت و یکھا جو نہایت خوش بو دار تھا۔ اس کے پتوں پر سرخ جلی قلم سے مکتوب تین سطروں پر مشتمل تھا۔ سطر اول پر لا الہ الا اللہ، سطر دوم پر محمد رسول اللہ، سطر سوم پر ان الدین عند اللہ الاسلام اور یہ قدرت کے قلم نے خود لکھا تھا۔

حضرت نور الدین جلی رحمۃ اللہ نے لکھا کہ ۸۰۹ء میں انگور پر : یا ۸۰۹ء میں انگور کا خوشہ ملا جس پر نہایت

صاف اور جلی کالی سیاہی سے لکھا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاوہند کے درختوں پر : ایک بزدگ نے فرمایا کہ میں نے بلاوہند

میں ایک گاؤں میں درخت دیکھا جس کے سیاہ پتے تھے۔ جب وہ کھلتا تو نہایت خوش بو دار ہوتا اور اس پر سفید الفاظ منقش ہوتے۔ جس کی عبارت تھی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ابو بکر الصديق عمر فاروق میں نے شک کیا کہ شاید کسی نے خرد لکھا ہو۔ اس لئے میں نے ایک بڑے پتے کو توڑا جو ابھی کھلا نہیں تھا لے کھولا تو اس پر بھی وہی عبارت تھی۔ اور اس شہر میں اس قسم کے درخت بہ کثرت تھے اور وہاں کے لوگ پتروں کو پوجتے تھے۔

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ہم نے سفید رنگ کی ایک سفید پھلی پر : مچھلی دیکھی جس پر کالی سیاہی سے لکھا تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سبز کپڑے پر : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک اٹھا ہوا پرندہ آیا جس کی چونچ میں سبز اخروٹ تھی۔ اس نے اخروٹ نیچے پھینکا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا لیا۔ اس میں سبز رنگ کا ایک کیرا تھا جس پر زرد رنگ سے لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بعض مشائخ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ بربستان میں بادل پر : ایک تو تم بھی جو لا الہ الا اللہ کے قائل تو تھے لیکن محمد رسول اللہ نہیں مانتے تھے۔ وہ کسی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ ایک دن سخت گرمی میں نہایت سفید رنگ کا بادل اٹھا اور پھیلتا گیا۔ یہاں تک کہ چلیوں کناروں کو گھیر لیا۔ جب زوال کا وقت قریب، اور اس سفید بادل سے واضح الفاظ سے لکھا ہوا نظر آیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ منظر دوپہر سے عصر تک رہا۔ بسے دیکھ کر وہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے اور یہود و نصاریٰ کے

بعض افراد نے بھی یہ دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔

بعض مشائخ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ

**درختِ چتر پتہ پتہ پر:** ہم نے بلادِ ہند میں ایسا درخت دیکھا تھا جس کے پتے اخروٹ کے مشابہ تھے۔ جب اسے توڑا جاتا تو اس سے سبز رنگ کا پتہ نمودار ہوتا جس پر سُرخِ حلی قلم سے لکھا ہوتا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لوگ اس درخت کو تبرک سمجھتے اور اس کو وسیلہ بنا کر بارش طلب کرتے۔

**خزانہ کی حفاظت:** "وکان کنز لہما" کی تفسیر یوں بتائی گئی کہ وہ سونے کی تختی تھی۔ بعض روایت میں آیا ہے کہ سنگِ مرمر کی تھی۔ اس پر یہ عبارت مرقوم تھی:-

سیرۃ حبیبیؐ ص ۲۵۸

سیرۃ حبیبیؐ ص ۲۵۸

عجباً لمن اليقن بالموت  
 كيف يفرح عجباً لمن  
 اليقن بالمحساب كيف  
 يفضل عجباً لمن اليقن  
 بالقضاء كيف يحزن  
 عجباً لمن يورى الدنيا  
 ولقلبها كيف يطمئن  
 اليها لا اله الا الله محمد  
 رسول الله

اس پر تعجب ہے کہ موت کا یقین  
 کرتا ہے۔ پھر دنیاوی امور سے  
 خوش ہوتا ہے اور تعجب ہے کہ  
 حساب کا یقین کرتا ہے پھر بھی  
 غافل ہے۔ تعجب ہے تقدیر پر  
 ایمان ہے پھر غمگین کیوں ہوتا ہے  
 تعجب ہے کہ جانتا ہے کہ دنیا  
 بے وفا ہے پھر بھی اس پر فریفتہ  
 ہے لا اله الا الله محمد رسول الله

ایک اور روایت : سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 الا انا محمد عبدی ورسولی

ہیضاوی شریف کی روایت : تفسیر ہیضاوی میں بھی اسی طرح  
 بالفاظ مختلفہ ہے اس کے آخر میں  
 ہے۔ لا اله الا الله محمد رسول الله۔

اہم بزاز : بزاز میں بھی اسی طرح بالفاظ مختلفہ آخر میں ہے :  
 لا اله الا الله محمد رسول الله

تطبیق اقوال : صاحب سیرۃ ملی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اختلاف الفاظ  
 کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔

- ۱۔ پہلے بعض الفاظ کے ساتھ لکھا گیا ہو اور بعد میں ردوبدل ہوا ہو۔
  - ۲۔ راویوں نے روایت یا معنی کے اعتبار سے الفاظ گھٹا بڑھا لیے ہوں۔
- ف، اس خزانہ کی حفاظت محض ان بچوں کے دادا کی نیکی (ولایت) کی برکت سے

کی گئی اور ان کا وہ دادا نویں پشت میں تھا۔

حضرت محمد بن المنکدر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک  
ولی کی ولایت : ولی کی برکت سے اس کی اولاد کی کئی نسل تک اور اس جگہ  
 کی بھی جہاں وہ رہتا ہے اس کے ارد گرد کے مواضع کی بھی حفاظت فرماتا ہے۔  
 حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ان کے  
آدم علیہ السلام کی مہر : کاندھ کے درمیان لکھا تھا۔

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین“

ایک بزرگ نے فرمایا کہ خراسان میں ایک بڑا  
لڑکے کے ماتھے پر : پیدا ہوا جس کے ماتھے کے ایک کنا سے پر  
 لا الہ الا اللہ اور دوسرے کنا سے پر محمد رسول اللہ لکھا تھا۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ میرے ہاں  
۶۶۴ میں بکرے کے ماتھے پر : ایک بکرا پیدا ہوا جس کے ماتھے پر گول  
 دائرہ تھا اس میں صاف اور جلی قلم سے لکھا تھا۔ ”محلہ“ یہ کلمہ کا واقعہ ہے۔

بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ ہم نے افریقہ  
انسان کی آنکھ میں : میں ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھ کی سفیدی میں نیچے  
 کی جانب محمد رسول اللہ لکھا تھا۔

امام الحدیث زبیری فرماتے ہیں کہ میں ہشام بن  
بلقاء میں تھکر پر : مالک کے پاس جانے کے لئے گھر سے نکلا۔ بلقاء پہنچا  
 تو ایک تھکر دیکھا جس پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا ہوا ملا۔ ایک عبرانی جاننے والے  
 بزرگ کو دکھا کر پوچھا کہ کیا تحریر ہے؟ وہ مسکرائے لگے اور فرمایا لکھا ہے کہ: یا اللہ  
 تیرے نام سے شروع کرتا ہوں حق آپ کے سب کی طرف سے عربی زبان میں آگیا ہے۔



یہدی بہ من یشاء

تکرار ہدایت رفعت شان کی وجہ سے، اسی لئے یہ تکرار بلاغت کے خلاف نہیں ہے

ازالہ وہم: حضرت علامہ یوسف نبھانی قدس سرہ

علامہ یوسف نبھانی قدس سرہ: نے کتاب حجۃ اللہ علی العالمین میں

ہم سے بیان کردہ واقعات بیان فرماتے ہیں ان میں چند جو روئے گئے ہم انھیں بیان کرتے ہیں۔

حضرت علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

پچھلی بکری: ایک پھلی ایسی شکار کی گئی جس کے ایک پہلو پر لا الہ الا اللہ

اور دوسرے پہلو پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

۱۔ راوی فرماتے ہیں کہ ۹۷۰ھ میں میرے پاس ایک

۹۷۰ھ میں بکری پر: بکری تھی جس نے ایک بچہ جنا جس کا رنگ سیاہ تھا

اور اس پر کچھ سفید دائرہ میں بڑی خوب موتی کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔

”محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“

۲۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن الفضل مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تحفۃ الاخیاء

میں فرماتے ہیں۔ میں نے ایک سفر میں ایک محلہ میں ایک ہرنی دیکھی جس کے دو ٹوک

کالوں پر لکھا تھا ”مُحَمَّدٌ“ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

حضرت مقرئ فرماتے ہیں۔ میں نے ۱۰۲۶ھ

۱۰۲۶ھ میں تھمیر: میں شہر فارس میں ایک سیاہ بچہ دیکھا جس پر

۳۔ مذکورہ بالا اکثر واقعات ہم نے امام حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب ”سیرت حلبی“

سے لئے ہیں۔

قلم قدرت نے ایک طرف لا الہ الا اللہ اور دوسری طرف محمد لکھا ہوا تھا۔ اس پتھر کی مالک ایک عورت تھی۔ میں نے پتھر سے دو گنا سونے کے کراسے خریدنا چاہا مگر وہ راضی نہ ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ عورتیں اس پتھر سے بڑا فائدہ حاصل کرتی ہیں عسر ولادت کے وقت جو عورت اس پتھر کو ہاتھ میں پکڑ لیتی سچہ بڑی آسانی سے پیدا ہو جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ علم الحيوانات کے ماہر عالم اور اسلامی دنیا کے مایہ ناز محقق حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حیوۃ المیوان میں لکھتے ہیں کہ :

”عبدالرحمن بن ہارون فرماتے ہیں کہ بحر مغرب میں سفر کرتا تھا یکا ایک ایسے شہر میں پہنچا کہ جس کا نام بطون تھا۔ میرے ساتھ ایک غلام تھا جس کے پاس مچھلی پکڑنے کا جال تھا۔ اس نے جال دریا میں ڈالا تو ایک ایسی مچھلی جال میں آگئی جو بالشت بھر تھی۔ ہم نے اسے دیکھا تو اس کے دہانے کان کے نیچے لا الہ الا اللہ اور سر پر محمد اور بائیں طرف کے نیچے رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔“

ابھی تو طواہی عرصہ ہوا ہے کہ وہلی میں سنگینا

**وہلی میں سنگ مرمر** کی تقریر کے وقت ایک سنگ مرمر ایسا دستیاب ہوا جس میں اسم محمد لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ قلم قدرت سے لکھے ہوئے نام کا فوٹو بھی یا گیا۔ اور شائع ہوا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کچھ لوگوں  
دی گواہی شجر نے:

نے دریافت کیا کہ اسلام لانے سے پہلے آپ  
نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی علامات  
کا مشاہدہ کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: ”ہاں“ میں ایک درخت کے سائے میں بیٹھا تھا  
کہ اچانک ایک شاخ جھکی اور میرے سر سے مل گئی۔ میں حیران ہوا، پھر اچانک  
میرے کانوں میں یہ آواز آئی:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں وقت میں ظاہر ہوں گے  
آپ پہلے سے ان کی تصدیق کی سعادت حاصل کریں“

بعض مشائخ نے فرمایا کہ ہم نے اذیقہ  
آنکھوں کے درمیان: کے بعض بلاد میں ایک شخص کی دونوں آنکھوں  
کے درمیان دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کی ابھری ہوئی رگ پر نہایت جلی قلم سے  
مکتوب تھا۔ ”محمد رسول اللہ“

امام شعرانی کا مشاہدہ: شیخ عبدالوہاب شعرائی رحمۃ اللہ علیہ نے  
اپنی کتاب ”الواقع الانوار“ باب ”قواعد

الشادة الصوفیہ“ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

”میں نے علامات نبوت سے ایک عجیب چیز کا مشاہدہ

کیا کہ ایک آدمی میرے پاس ایک بکری کے بچے کا سر لایا جس  
کا گوشت وہ بھون کر کھا چکا تھا۔ اس کی پیشانی پر قلم قدرت کا نوشتہ

موجود تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

، ارسلہ بالہدی و دین الحق، یھدی بہ من یشاء

جب قلم کو پیدا کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْقَلَمُ لَمْ يَكُنْ مِنْ عَرَضٍ كِي كَرِهَ  
 كِيَا لَكُمُوں۔ فَرِيَانُ هُوَا لَكُمُو لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحَدِي لَّا شَرِيكَ  
 لِي وَ اِن مَّحَمَّدًا عَبْدِي وَرَسُولِي جَب قَلَمُنِي بَارِكَا هِجْ  
 مِيں سِر رَكُوهُ عَرَضِ كِي مَوْنِي تِي رَا تُو عِلْمُ هِي اُو رِيَه تُو بَتَا كُو مَحْمُو كُو نَ بَنِي كِي هِي  
 كَرْبِن كُو تُو اَتْنِي عَزْتِ دِي رَا هِي۔ اَللّٰهُ تَعَالٰى نِي فَرِيَا لِي قَلَمُ! ذُرَا  
 هُوْتِي سَبْنِي هَا اُو بِي سِي كَام لُو بَحِي اِنِي عَزْتِ وَ جَلَالِ كِي قَسْمِ اَكْرُو هِي  
 هُوْتِي تُو نِي مِي عَرَشِ كُو پِيَا كَرَا اِنِي كَسِي كُو اِنِي آ سْمَانِ كُو نِي زَمِيْنِ كُو نِي وَ ذُرْخِ  
 كُو اِس كِي بَعْدِ قَلَمِ كُو حَكْمِ هُوَا كُو مِي رِي حَبِيْبِ مَحْمُو صَلِي اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ سَلَمِ  
 كُو صَلُوٰةِ وَ سَلَامِ پِي شِي كَرُو۔ قَلَمُنِي عَرَضِ كِي السَّلَامِ عَلِيْبِ يَا مَحْمُو  
 صَلِي اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَمِ۔ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ نِي خُو رُو جَوَابِ فَرِيَا: ۱

حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک پتھر  
 پرانے زمانے کا ملا جس پر لکھا تھا:

مَحْمُوْدُ لَقِي مَصْلِحَ سَيِّدِ اَمِيْنٍ ۱

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک  
 باوام پر: وَ نِ هِي مَحْمُوْرُ صَلِي اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَمِ كِي خِدْمَتِ مِيں بیٹھے تھے کہ ایک پرندہ  
 آیا جس کی چونچ میں ایک باوام تھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باوام  
 پھینک کر چلا گیا۔ آپ نے اٹھایا اس پرندہ و زنگ سے لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ مَحْمُوْدُ سُوْلِي اَللّٰهُ  
 لَكُمُو اُو تَحَا۔

گلاب کے پھول پر: بعض تالیف میں ذرا کہتے ہیں کہ بلا و ہند میں سُورِخِ

نقل الامام جزیری نے شفا رلقاضی میاض

کلاب تھا جس پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔

حضرت علی بن عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ہند کے شہر لیا  
کی سیر کرتا ہوا ایک گاؤں میں داخل ہوا جس کے درخت میں بزرگ کا بڑے کلاب  
کا پودا خوش بودار دیکھا جس پر یہ خط سفید لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول  
اللہ و ابوبکر صلیقی رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ لکھا تھا۔ میں نے خیال کیا  
کہ شاید کسی نے لکھا ہوگا۔ اس شک کو مٹانے کی طرح اس پھول کو پھلا، کھول کر دیکھا  
تو اس میں بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ ۱

بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ہند کے شہروں میں ایک شہر  
**اخروٹ پر :** جس میں ایک درخت کا پھل اخروٹ کی طرح تھا اسے  
توڑا تو اس کے اندر ایک پتہ تھا جو پٹیا ہوا تھا جس میں سرخ رنگ کے ساتھ لکھا تھا  
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ وہ خاما موٹا خط تھا میں نے یہ واقعہ ابو یعقوب  
جو کہ بڑے شکاری تھے کو سنایا۔ انھوں نے فرمایا یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ شہر  
ایہ میں میں پھلی کا شکار کرتا تھا۔ ایک پھلی میرے جال میں پھنسی۔ اس کی سیدی  
جانب پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کی حرمت و  
حرمت کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا اور وہ پانی میں چلی گئی۔  
ایسے بہت سے واقعات ہیں جو احادیث و آثار اور بزرگوں کے اقوال سے  
حاصل ہوئے ہیں ۱

۱۔ شرح شفا و خصائص کبریٰ

۲۔ رومن اربابین میں اس طرح منقول ہے۔ لیکن اس میں یوں ہے کہ اس شکاری  
نے بوجہ تعظیم و احترام اس پھلی کو زمین میں دفن کر دیا۔

۳۔ شرح شفا للہامی قاری ۱۱۱۱ کہ اقبال شہاب الدین خاجی صاحب سیمہ اریاض

بعض بزرگوں سے منقول

پتھر پر عبرانی زبان میں مکتوب : ہے کہ انھوں نے ایک پتھر پر

مندرجہ ذیل عبارت عبرانی زبان میں لکھی ہوئی پائی۔

اللهم جبار الحق من

اے اللہ! تیرے رب سے

ربك بلسان عربی

عربی زبان میں حق آیا۔ اللہ کے

مبین لا الہ الا اللہ

سوا اور کوئی معبود نہیں حضرت

محمد رسول اللہ (صلی اللہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے

علیہ وسلم) کتبہ موسیٰ

رسول ہیں۔ اے موسیٰ بن عمران

بن عمران ؑ

علیہ السلام نے لکھا۔

بعض مورخین نے بلاؤ خراسان کے اس بچے کا حوالہ

بچے کے پہلو پر : نقل کیا ہے۔ جس کے ایک کندھے پر لا الہ الا اللہ

اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا تھا۔

بعض حضرات نے بلاؤ ہند میں ایک درخت

درخت کے پھول پر : پر اسی قسم کا کھلا ہوا پھول دیکھا جس پر خط سینہ

لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

ذکرہ ابن ظفر فی السیر عن معمر عن الزہری وقال لی

الجب ہشام بن عبد الملک فلما کنت بالبلقا در سیرۃ حبیبیؐ

ج ۱ مطبوعہ مصر ۳۶ شفاء للعاصی بیاض

**خوش بو دار پھول پر:** عبداللہ بن مرزوق عبد بن موصمان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بحر ہند میں ایک کشتی پر سوار تھے۔ تندہ پہلی انہوں نے ایک جزیرے پر کشتی کا لنگر کیا اور وہاں ایک پھول سرخ رنگ تیز خوشبودار دیکھا جس پر بخط سفید نام نامی ہمراہ نام الہی لکھا تھا اور دوسرا پھول سفید رنگ دیکھا جس پر بخط زرد لکھا تھا **براقۃ من الرحمن الرحیم۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

**مچھلی پر:** شارح قصیدہ بردہ شریف نے ابن مرزوق سے نقل کیا ہے کہ ایک مچھلی لائی گئی تو اس کے ایک گلپھڑے پر **لا الہ الا اللہ** اور دوسرے پر **محمد رسول اللہ** منقوش تھا۔ اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک خربوزہ زرد رنگ سفید دھاری کا دیکھا جس کی ہر دھاری کے ایک پہلو میں **اللہ** اور دوسرے میں **احمد** بخط جلی عربی میں لکھا تھا۔ نیز شاہ حسین کے قصیدہ سے منقول ہے کہ ۱۸۶۰ء میں انگور کے **انگور پر:** واہ پر نام مقدس بخط سیاہ جلی حروف میں دیکھا گیا۔

بعض علماء سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک خربوزہ میں ایک **خربوزہ پر:** عظیم الشان درخت بڑے بڑے پتوں کا دیکھا جس کے برپتے پر بخط واضح سرخی و سفیدی سے تین سطریں منقوش تھیں۔ **سطر اول لا الہ الا اللہ سطر دوم محمد رسول اللہ سطر سوم ان الدین عند اللہ الاسلام**

مولانا معین الدین کاشفی کی کتاب **آدم علیہ السلام کے مزار کے پھول پر:** معارج میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے روضہ منورہ پر ایک درخت ہے جو سال میں دو مرتبہ پھولتا پھلتا ہے۔ اور ہر پھول میں سات پتے ہوتے ہیں اور ہر پتے پر نام نامی آن حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نام الہی منقوش ہوتا ہے۔ والی ملک ان پھولوں کی نہایت تعلیم کرتے ہیں اور انھیں خزانہ شاہی میں با احتیاط تمام محفوظ رکھتا ہے۔ مریض ان کے استعمال سے شفا پاتے ہیں۔

## ہمارے مشاہدے

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے معجزے دکھائے تاکہ کل قیامت میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہو۔ چنانچہ فقیر اویسی غفرلہ نے اپنے دور میں ایسے مشاہدے دیکھے اور اخبارات میں شائع ہوئے اور قسمت والوں نے اخبارات کی اشاعت کے بعد موقع پر جا کر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ لیکن قسمت کے ماروں نے زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ایسے واقعات و معجزات دیکھ کر سحرِ جاوید سے تعبیر کیا اور آج ہمارے دور میں واقعات دیکھنے کے باوجود کہتے ہیں یہ تو ہم سیرتی اور خوش عقیدت کا اقبال ہے (اناللہ وانا الیہ راجعون) ہمارے دور ۱۳۵۲ھ تا حال ۱۴۰۴ھ کے چند مشاہدات اور اخبارات و رسائل کے بیانات ملاحظہ ہوں:-

۱۹۶۶ء میں پاک تین شریف کے علاقہ میں

فقیر اویسی غفرلہ کا مشاہدہ : ایک بچہ پیدا ہوا جس کے پہلو پر محض لکھا ہوا

تھا۔ دو دن سے لوگ اس کی زیارت کے لئے گئے۔ بہاول پور میں بکرے کا مالک اسے خرید لے آیا۔ جس کی ہم نے بھی زیارت کی اور ان الفاظ مبارکہ کو بھی دیکھا۔ بکرہ نہایت سنجیدہ تھا۔ چارپائی پر نہایت آرام سے بیٹھا رہتا تھا۔ پشیا ب وغیرہ کے لئے چارپائی سے اٹک رہا تھا۔ اس کا مالک اس کی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد رہتا۔ اس کی بکرت سے بکرے کا مالک مالی لحاظ سے خوش حال ہو گیا۔



شیخوپورہ - ۲۶ اگست (نامہ نگار) گذشتہ روز ایک مقامی شہری محمد عارف نے بازار سے ایک میٹھا خریدا جس

پر اسم "محل" قدرتی طور پر لکھا تھا، چنانچہ نماز جمعہ کے موقع پر وہ اس محل کو مقامی مسجد غوثیہ لایا، جہاں سینکڑوں نمازیوں نے اس محل کو بچشم خود دیکھا جس سے مسجد میں بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے، اس موقع پر مذکورہ شہری نے بتایا کہ وہ نوائے وقت، جمعہ ایڈیشن میں "بادل پر لکھا ہوا کلمہ طیبہ" کے مضمون کا مطالعہ کرتا تھا جس سے اس کی طبیعت پر روحانی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسی دوران گھر میں مریض کے لئے "میٹھوں" کے لئے ضرورت محسوس ہوئی۔ وہ مین بازار میں ایک محل فروش سے میٹھے خریدنے لگا تو اس کی پہلی نظر اس میٹھے پر پڑی جس پر قدرتی طور پر اسم "محل" مرقوم تھا۔ خلیب جمعہ نے اس قدرتی امر کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے تعبیر کیا۔

نمبر پڑھنے کو ملی کہ میدانِ فطر کے موقع پر راولپنڈی کے ایک راولپنڈی، شہری نے صدر پاکستان کو ایک بکری تحفے کے طور پر دی جس پر

عربی رسم الخط میں اسم "محل" لکھا ہوا ہے۔

(خیبر پونڈ ناٹھن بسندہ) میں ایک بکری کے بچے پر اسم "محمد"

سندھ: لکھا ہوا پایا گیا تھا۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ مانسہرہ میں

ایک شخص نے ایک بیگن کاٹا جس کے اوپر "اللہ" اور بیچ میں "محمد" لکھا ہوا تھا۔

۱۸ اکتوبر - "میری گائے نے بچپڑے کو جنم دیا تو میں نے محسوس

ہو گیا کہ میرا ہر کام سنو نے لکھا ہے۔ ہماری پریشانیاں اور بلائیں دور

ہوتی جا رہی ہیں اور رزق میں کشادگی پیدا ہو گئی ہے۔ گائے وافر مقدار میں دودھ دینے

لگی۔ مجھے اس اچانک تبدیلی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی۔ وقت گزتا رہا۔ آج سے

چند روز قبل میں نے اپنے اس بچپڑے کو نہلاتے وقت غور کیا تو اس کے دائیں طرف

پیدائشی طور پر نہایت خوب صورت اور واضح انداز میں لفظ "محمّد" (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا تھا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی، مجھے ایک نعمت مل گئی تھی۔ ساری بات میری سمجھ میں آگئی۔ یہ باتیں نواحی چک ۱۔ ۱۱ ایل کے ایک غریب کاشتکار (بچھڑے کے مالک) محمد باقر دتو نے اس وقت بتائیں جب راتم اس چرچا پر مذکورہ گاؤں پہنچا کہ ایک خوب صورت بچھڑے پر حسین انداز میں لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا ہے۔ واقعی سفید رنگ کے اس بچھڑے کے دائیں جانب جلی طور پر لکھا ہوا اسم "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہے۔ اس کاشتکار کے گھر رمتوں اور برکتوں کا نزول ہے پورا گھر روشن روشن لگتا ہے لوگ دھڑا دھڑا اس بچھڑے کو دیکھنے آتے ہیں۔ درود و سلام سے نفا گو بیخ اٹھی ہے۔

**پشاور:** یکم اکتوبر۔ شہر کی نواحی بستی اخون آباد میں پھندو روڈ کے باشندے مسٹر مین جان کو ایک پتھر ملا ہے جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک "محمد" لکھا ہوا ہے جو پہلی نظر میں صاف پڑھا جاتا ہے۔ مسٹر مین جان نے بتایا کہ شام کی نماز کے لئے وضو کرتے ہوئے ان کی نظر اس پتھر پر اس وقت پڑی جب اس پر پانی پڑا اور ہم سی لکھائی نظر آئی انہوں نے فوراً پتھر کو اٹھا کر فوراً سے دیکھا اور جب اسے اچھی طرح صاف کیا تو مقدس لفظ "محمد" پوری طرح واضح ہو گیا۔

سے ایک بچے کی تصویر موصول ہوئی ہے اس بچے کا نام شہزاد نبیل **شہنواز پورہ**، سعود ہے اس کے ہاتھ میں ایک مالٹا ہے۔ اس مالٹے پر نبی اکرم

۱۱ روزنامہ جنگ۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۱ء۔ ڈی ایچ

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس نام "محمد" عربی رسم الخط میں قدرتی طور پر تحریر شدہ ہے۔  
 • شیخوپورہ کے مہر عارف نے بازار سے منٹھا خریدتا تو اس پر بھی قلم قدرت  
 سے اسم محمد لکھا ہوا تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) لے

آج سے دو سال قبل جامع مسجد سیدہ گول لالہ موسیٰ کے صحن  
لالہ موسیٰ : میں سنگ مرمر کا سفید پتھر لگایا گیا تھا میں چاروں ہونے  
 اچانک ایک پتھر پر لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قدرتی طور پر لکھا ہوا ظاہر ہوا  
 خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قدرتی خوش بو ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ  
 نام نامی زیادہ نمایاں ہوتا جا رہا ہے لوگ زیارت کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں  
 آتے ہیں۔ ہم نے وہ پتھر صحن سے نکال کر مسجد کے درمیانی دروازہ پر بلند جگہ  
 نصب کر دیا ہے۔ لے

کے جہاں زیب نے گزشتہ روز قدرت  
تحصیل نوشہرہ پشاور : خداوندی کا ایک تمیز العقول کرشمہ دیکھا۔ انھیں  
 اتفاق سے صنعت کی ایک ٹہنی ملی ہے جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کا نام محمد کندہ ہے وہ علاقہ نظام پور گھاؤں اندری روڈ پر جا ہے تھے کہ راستہ  
 میں انھوں نے پھلوں کا ایک گل بستہ بنا نا شروع کر دیا مختلف جگہوں سے  
 پھول توڑے اور وہ سفید سے کے ایک درخت سے ٹہنی توڑ کر اس گل بستے  
 میں شامل کرنے لگے تو ٹہنی کے ایک پتے پر محمد نام لکھا ہوا پایا جسے

لے قرآن وقت ۲ لے نوائے وقت لاہور ۲۵

لے - مفتی غلام رسول خادم جامعہ عربیہ محمدیہ لالہ موسیٰ

رضائے مصطفیٰ ﷺ

وہ مشرق کے دفتر لائے اس ٹہنی پر صاف طور پر نام پڑھا جاتا ہے۔ مشرق میں اس کی تصویر بھی بنائی گئی۔

محلہ نگہبان پورہ بلاک بی کے ایک سینٹر غلام مرتضیٰ کے

**فیصل آباد:** ماں ایک عجیب و غریب خارقِ عادت چیز دیکھنے میں آئی ہے۔ پکانے کے لئے گھر میں لائے گئے بیگنوں میں سے جب ایک بیگن کانا گیا تو اس کے اندر نہایت واضح صورت میں ”یا اللہ“ یا محمد کے الفاظ لکھے ہوئے پائے گئے جسے علامہ بھر کے لوگوں نے دیکھا۔ عوام میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ”قدرت اپنے اس قسم کے کوششے لوگوں کو گاہے گاہے اس لئے دکھاتی رہتی ہے کہ وہ اس مادی دنیا کی رعنائیوں میں کھو جانے کی بجائے اپنی روحانی اور اخلاقی اصلاح کی طرف توجہ دے کر فلاحِ دارين کے مستحق ٹھہریں۔“

**اہم محلہ:** نواب شاہ۔ ۹ مئی، گذشتہ بدھ کی رات کو نواب شاہ کے قریب آسمان پر حضور مبارک پرورد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم مبارک ضیاء نظر آیا۔ غروبِ آفتاب کے کافی دیر بعد مغرب کی طرف آسمان پر تیز روشنی کی شعاعیں نظر آئیں اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے حضور نبی کریم کے اہم مبارک ”محلہ“ میں تبدیل ہو گئیں۔ یہ ایمان افروز نظارہ کوئی تیس منٹ تک قائم رہا۔ اہل نواب شاہ، محلہ و مضافاں، پٹھان و ڈوڑ، بدیں اور دوسرے کئی مقامات پر ہزاروں افراد نے قدرت کا یہ عجاظ دیکھا اور بہت لوگوں کی آنکھیں فرحتِ بخت سے نم ہو گئیں۔

۱۔ روزنامہ مشرق پشاور، ۱۰ اپریل ۱۹۸۳ء۔ ۲۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۰ اپریل ۱۹۸۳ء۔ ۳۔ مشرق (۱۰/۴/۸۳) لاہور

مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء کے روزنامہ امروز  
بکری پر یا مٹھل : میں تحریر کرتا تھا کہ مسی عبد الستار جو کہ چک ۱۵ اپریل  
 امیاں چنوں میں رہتا ہے۔ حال ہی میں اس کی بکری نے ایک بچہ ویسے  
 جس کے جسم پر سفید بالوں سے قدرتی طور پر 'یا مٹھل' لکھا ہوا ہے۔ لوگ  
 فوراً اسے اس میمنہ کو دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔

جناب خالد محمود نے ملک مال سے ایک اخبار  
ناک مٹھل ، کا تراشا ارسال کیا ہے جس کے مطابق کوہاٹ کے علاقہ  
 چکر کوٹ بہڑادی میں واقع نوٹرٹل سکول کے ہیڈ ماسٹر نیاز محمد خٹک  
 نے گذشتہ دن بازار سے ایک گراما خرید جس کی چھال پر 'مٹھل' درج  
 ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ نیاز محمد خٹک گراما خرید کر جب گھر میں لے گاٹ  
 کر کھانے لگے تو ان کے حصہ میں گراما کا جو ٹکڑا امانت آیا تو وہ یہ دیکھ کر  
 سبحان اللہ کہتے ہوئے شدید رنج و غم سے کہ گویا کی چھال پر قدرتی طور پر  
 محمد کندہ تھا۔ گراما کے اس ٹکڑے کو شہداء اظہار نے دیکھا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ تو تمام مسلمان جانتے ہیں کہ  
معجزہ کا اظہار منکروں کا انکار : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان  
 نبوت فرمایا تو سعادت مند انسان عدائے بیگیت دیتے ہوئے حلقہ بگوش  
 اسلام ہو گئے۔ مگر بد بختوں نے اللہ واحد کی پرستش سے انکار کر دیا۔ جہاں  
 پر آپ نے اپنی امانت واری، سچائی جملہ اوصاف حمیدہ کی مکمل تصویریں مگر  
 خالق کائنات کی اطاعت کی طرف بلایا وہاں اپنے خداداد معجزات کے

۱۰ رضائے مصطفیٰ ما ہمانہ گوجرانوالہ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

ذریعے بھی مخلوق کی راہنمائی کا سامان کیا لیکن ازلی بد بختوں نے معجزات نبوت کو دیکھ کر بھی اپنی ہٹ دھرمی کو نہ چھوڑا اور اپنی ناپاک کوششوں سے اسلام اور بانی اسلام (علیہ السلام) کو زک پہنچانے کی سعی لا حاصل کرتے رہے۔ ابرہیوں کی کئی عداوتوں کے باوجود چراغِ مصطفویٰ فروزاں رہا اور اللہ تعالیٰ واللہ متعز فوزہ کی شاعوں سے جہاں منفذ فرماتا رہا۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجایا نہ جائے گا

ورفضنا لك ذكركم کی شاعوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی رفتیں اندھی اندر جلاتی رہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہے گالیں ہی ان کا چرچا ہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدائے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ایسے ہی ہلکے ذور میں ہو رہا ہے

۲۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو بہتان اور نوائے وقت کی

بکرے پر پامنا : ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ منگل پری (ساہی وال) ہے

چھ میل دور پاک پتن روڈ پر واقع ایک نمبر ۹۸۰ میں ایک شخص غلام محمد تارڑ

کی بکری نے ایک بچہ دیا ہے جس کی کمر کے اوپریں طرف پیٹ پر پامنا

قدرتی طور پر لکھا ہوا ہے جو صاف نظر آتا ہے اس کو شہتہ قدرت کو ہر ادوں آدمیوں

نے دیکھا اور اپنی آنکھوں کو منقہ کیا ہے۔

مخبر ہی یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی اور

منکرین دورِ حاضرہ : قدرت نے اس طرح سے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے ذکر و شان کی طرف متوجہ کیا اور فرزند ان کفر و شرک کو اشارہ کیا کہ وہ مسلمان  
 کو یا رسول اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنے پر کفر و شرک کے فتوے نکلنے  
 سے باز آجائیں لیکن اس کے باوجود نوائے وقت میں کسی شخص کا انکار ہی نہیں  
 بلکہ اس کو مسلمانوں کی توہم پرستی پر محمول کیلئے واقعہ ایک عالم دین لکھتے ہیں کہ  
 میں صوفی محمد یعقوب اور محمد یوسف کو میرا اولے کر اس چک میں پہنچا۔ جہاں  
 ایک بلند بخت گھر میں رسول اکرم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ مبارک  
 ظہور پذیر ہوا۔ منگھری (ساہی وال) سے لے کر چک نمبر ۵۹ ایل تک مشتاق  
 رسول اور شیدائیوں کا ایک ٹاننا بندھا ہوا تھا۔ جس میں ہر طبقے کے مرد و زن  
 کاروں، ٹانگوں اور سائیکل سوار اور اس کے علاوہ پیدل بھی بے حساب تھے۔  
 جو کسی کے پاس سواری کے لئے تھا سوار ہو کر ایمان تازہ کرنے کے لئے شوق  
 میں کچے چلے جا رہے تھے۔ عقیدت مند لوگ اس مہینے پر قدرتی لکھے ہوئے  
 اسم یا محمد کے ساتھ انہما حقیقت۔ فقیر نے اس سیاہ مہینے پر سفید  
 بالوں سے قدرتی طور پر منقوش اسم مبارک یا محمد کو برابر دیکھا۔ خالی الذہن ہو کر  
 ایمانی نگاہوں سے ایم محمد پر نگاہ کی جس طرح آفتاب  
 نصف النہار سے ہٹا و عرم کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اس  
 طرح اس مہینے کے پہلو پر یا محمد اسم مبارک نقش ہونے سے انکار کی کوئی  
 گنجائش نہیں دیکھی نہایت ہی خوب صورت الفاظ ہیں اسم مبارک یا محمد  
 مرقوم ہے۔ لے بوسہ دیا۔ سینے سے لگایا۔ دوسرے لوگوں نے بھی قدرت  
 کے اس کرشمے کو اپنی آنکھوں سے صح رفقہ مشاہدہ کرنے کے بعد  
 اللہ تعالیٰ کا لاریب ارشاد و رضنا لک ذکرک زبان سے نکلا

غلام محمد کی بکری کے بچے کے پہلو پر ادھر قدرت یا محمد نقش  
 کرتی ہے ادھر اس کا مالک اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائن پر آتا ہے  
 یہ معجزہ سے کم نہیں۔ الحمد للہ یہ ان ہاتھوں کا لکھا ہوا نہیں تھا جس کو گستاخی  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کھنسنے سے روکا جائے یا افسروں کے ذریعے سے  
 قانون کی کسی دفعہ کی زد میں لا کر ان کو گپلا جا سکے بلکہ یہ ان ہاتھوں نے لکھا ہے  
 جن کے قبضے میں جن وانس، ملک و ملک، حکام و رعایا، شریر و شریف، مشائخ  
 رسول اور منافقین سب ہیں۔ جو ہاتھ پیدا ہوا کئی شے کی شان رکھتے  
 ہیں۔ جس شخص کا دل مردہ نہیں ہوا اور جس شخص کا بخت ہمیشہ کی نیند سو  
 نہیں گیا جس شخص کے دل پر نہر جباریت ابھی نہیں لگی اس کے لئے یا محمد یا رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خدائی چرچے کو ماننے کا کافی ساماں ہے۔ اب  
 بھی وہ حق کو سینے سے لگا لے اور دل میں جگہ دے کر اس گروہ میں شامل ہو جائے  
 اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خان صاحب

رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

آج بے اُن کی پناہ آج مدوناگ اُن سے

پھر نہ ملیں گے قیامت میں اگر مان گیا

أَلَا إِنَّ جُزُوبَ اللَّهِ هُمُ الْعَافِلُونَ - وَإِنْ جُنَدُ فَالِهَمُ الْعَالِبُونَ

نکتہ: حضرت مولانا حسرت علی بریلوی مرحوم نے لکھا ہے کہ اشیائے  
 علوی و سفلی پر نام نامی واسم گرامی کا منتوش ہونا دلیل اس امر کی ہے کہ یہ  
 سب چیزیں بلکہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اُن کے رب

علیہ رضائے مصطفیٰ گوجرانہ علیہ



میں وعلانیے اپنے پیارے محبوب کو ان سب کا مالک و مختار بنایا جسے چاہیں  
 دیں جسے جو چاہے نہ دیں۔ اللہ معطی وانا القاسم و صلی اللہ علیہ وسلم لا نفرق  
**ف** : حضرت مولانا حسنت علی مروم کی تائید مندرجہ ذیل احادیث سے  
 بھی ہوتی ہے۔

۱۔ حدیث میں ہے :

بشمک آسمان میں میرے دو وزیر ہیں۔ اور زمین  
 میں بھی۔ آسمانی وزیر جبریل میکائیل ہیں اور زمین کے  
 ابوبکر و عمر؛

ان لی وزیرین من اهل السماء و وزیرین  
 من اهل الارض ف وزیرائی من اهل السماء  
 جبرئیل و میکائیل و وزیرائی من اهل  
 الارض ابوبکر و عمر و اہل الحکوم من ابی  
 سعید و الحکیم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

ہر نبی علیہ السلام کے دو وزیر ہوتے ہیں میرے  
 دو وزیر اور ساتھی ابوبکر و عمر  
 ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۔ ابوبکر بنی و وزیرین و وزیرائی و  
 صاحبائی ابوبکر و عمر و اہل  
 عاکر عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

**ف** : ظاہر ہے کہ وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں۔ ہم تم اگر کہہ دیں کہ ہمارے  
 وزیر ہیں تو ہمیں کون پوچھتا ہے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً کل کائنات  
 کے شہنشاہ ہیں۔ کیوں نہ ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کل کائنات کا علی الاعلان  
 رسول بنایا ہے۔ کما قال علیہ السلام ارسلت الی الخلق كافة لے

فرماتے ہیں کہ واقعات

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی جامع تفسیر : مذکورہ پر گمان ہرگز نہ کیجیو کہ

۱۔ اس موضوع کو سمجھنے کے لئے سیدنا امی حضرت برطوی قدس سرہ کی تصنیف لطیف

”فقہ شہنشاہ اور سلطنت مصلحتی“ کا مطالعہ کیجیو۔

marfat.com

Marfat.com

کہ یہ جزئیات ہیں نہیں جہاں حضور شافع یوم النشور علیہ السلام کا نام ذرہ  
 ذرہ میں اپنے رب کے اسم پاک کے ساتھ لکھا ہوا ہے جس کو کشف عالم  
 ہے وہ دیکھ لیتا ہے۔ آنکھوں سے اس کا ہر وقت مشاہدہ کرتا ہے مگر جوں۔  
 یہ بے جا ہے اس کے اہل نہیں اسی لئے ان سے یہ راز مخفی ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید  
 کی آیت ہے۔ **مولا عزوجل اپنے حبیب علیہ السلام کو فرماتا ہے۔**

**ورفعنا لک ذکرک**  
 اور ہم نے آپ کے ذکر پاک کو بلند کیا

یعنی ہم نے ہر شے میں ملک و فلک، زمین و آسمان، عرش و فرش، حجر و شجر کی  
 ہر شے کے اندر آپ کے ذکر کو رکھا ہاں اکثر لوگ اس کے مشاہد سے بے خبر  
 ہیں کما قال اللہ تعالیٰ

یعنی کوئی شے ایسی نہیں جو  
 اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس کی حمد  
 کے ساتھ بجا نہ لائے۔ لیکن تم  
 لوگ ان کی تسبیح سے بے خبر ہو

وان من شیء الا  
 یسبح بحمدہ ولکن  
 لا تفقہون تسبیحہم۔  
 (شرح شفاء بلا علی قاری ص ۲۳۸ ج ۲)

اصل عبارت پڑھیے :

والذی یخطر بالبال الفاتر والذی اعلم  
 بالظواہر والسواہر ان هذا کلہا کشفات  
 مکشفات لاہلہا لا یراہا من لم یتاہلہا  
 وربما یقال ان اسمہ سبحانہ وتعالیٰ ورفعتنا  
 لک ذکرک اے جعلنا ذکرنا معک فی کل شیء  
 ملک و فلک ربنا و سماء و فرش و عرش و حجرو

مذرو شجر و ثمر و نحو ذلك ولكن اكثر الخلق  
لا يبصرون تصويروهم و نظير قوله تعالى  
وات من شئ الا يسبح بحمده ولكن لا يفقهون  
تسبيحهم - ۱

کسی نے کیا خوب لکھا  
مغرب ہے کیا صل علی نام محمد  
اللہ کی رفعت کہ ہر عرش خدا نے  
ہر حجر کے سینہ پہ ہر اک غصے پہ چٹاگی  
اوراق پہ طوہا کے فرشتوں کی نگہ میں  
ہجیر میں گلوں میں ناز و میں ازاں میں  
آنکھوں کی دنیا و دل کی جلا نام محمد  
اپنے یہ قدرت سے لکھا نام محمد  
ہے قدرت خالق سے گدا نام محمد  
کس شان سے منقوش ہوا نام محمد  
ہے نام الہی سے بلا نام محمد

دن حشر کے جنت میں وہ جگے گا باریب

تغظیم سے یاں جس نے یا نام محمد

ہر درو کی دول ہے نام محمد

ذیل میں چند شواہد پیش کرتے ہیں کہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر درو کی دول ہے۔

آدم علیہ السلام کی مشکل حل ہوئی

، مواہب لدنیہ میں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

عن عمر بن الخطاب

قال قال رسول الله

صلی اللہ تعالیٰ علیہ

لہ و شرح شفاء للامراض علی ص ۲۷۸ (ترجمہ سنہ ۱۲۱۱ھ پر لکھا گیا ہے۔)

فرمایا کہ جب حضرت آدم  
 علیہ السلام سے لغزش مرز  
 ہوئی تو عرض کی کہ اے  
 رب! میں محمد (صلی اللہ علیہ  
 وسلم) کے وسیلے سے سوال  
 کرتا ہوں کہ مجھے معاف  
 فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا: اے آدم (علیہ السلام)  
 تم نے محمد (صلی اللہ علیہ  
 وسلم) کو کس طرح پہچانا  
 جب کہ میں نے دنیا میں  
 ابھی انہیں نہیں بھیجا ہے  
 آدم (علیہ السلام) نے عرض  
 کی کہ اے رب! تو نے مجھے  
 اپنی قدرت سے پیدا کیا  
 مجھ میں ہر طرح پھونکی تو میں نے  
 سراٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ عرش  
 عظیم کے سر پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
 لکھا ہوا ہے۔ اس سے میں نے  
 جان لیا کہ تو نے مخلوق میں محبوب  
 ترین شخصیت کا نام اپنے

وسلم لما اقترف آدم  
 الخطیئة قال یا رب  
 اسئلك بحق محمد  
 لما عفرت لی فقال  
 اللہ: یا آدم وکیف  
 عرفت محمد اولم  
 لخلقہ فقال: یا رب یا  
 لما خلقتنی بیدک  
 ولفخت فی من  
 روحک رفعت رأسی  
 فرأیت علی قوائم العرش  
 مكتوباً لا الہ الا اللہ  
 محمد رسول اللہ فعلمت  
 انک لم تضف الی اسمک  
 الا احب المخلوق الیک  
 فقال اللہ تعالیٰ صدقت  
 یا آدم انه لاحب  
 الخلق الی واذ ا  
 سألتنی محنتہ  
 فقد عفرت لک  
 ولولا محمد ما

نام کے ساتھ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تو نے سچ کہا ہے بے شک وہ مخلوق میں بچے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب تم نے ان کے وسیلے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تمہیں پیمانہ کرتا۔

خلفتك - (رواه الحاكم في المستدرک ۹۱۵، ج ۲، والبیہقی و قتال صحیح الاسناد و اقر علیہ امیر العجاج فی الحلیہ والنسبکی فی شفاء السقام وابن عساکر۔)

ف : حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی تشریف آوری کے لیے بھیج دیا۔

بعض لوگ اس روایت کو بھی حسب

حدیث تحقیق وسیلہ : عادت ضعیف کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے۔ ورنہ جلد محدثین کو اس روایت کی صحت پر اتفاق ہے جیسا کہ ہم نے سندیں محدثین کے اسماء گنائے ہیں۔

معارض میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی

کشتی نوح : تیار کرنے پر مامور ہوئے تو دریاں الہی پہنچا کہ ایک

ہزار ایک سو ہیں تختے ترتیب دیئے اور ہر تختے پر ایک ایک نبی کا نام لکھ دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بموجب حکم الہی تمام تختوں پر اپنا رطبیم السلام کے

لہ وقال سیدہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ والذی تجزو ہندی  
انہ لا ینزل عن درجۃ الحسن۔

ہم لکھے۔ صبح اٹھ کر سب کو بھوپایا۔ نہایت حیران و پریشان ہوئے اور پھر دوسرے روز سب کے نام لکھے پھر بھوپایا۔ بہت مضطر ہوئے کہ ہر روز محنت مانگاں ہوتی ہے۔ وحی الہی آئی حکم ہوا کہ اے نوح علیہ السلام ان اسماء کو ہلکے نام سے ابتدا کرو اور ہلکے جیب علیہ السلام پر ختم کرو۔ یہی نام سونے سے محفوظ رہیں گے۔ اس کے بعد آپ رضوانہ کی پریشانی سے بچیں۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ سب سے پہلے نبی لکھا اور بعد ازاں حضور سید دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام منقوش کیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی منقوش فرما چکے۔

ابراہیم نے نام دی

یا نوح الات قد  
تمت سفینتک  
یعنی اے نوح علیہ السلام ہاں  
آپ کی کشتی تمام اور کامل ہوئی۔

حضرت مولانا جامی قدس سرہ اسامی فرماتے ہیں :-

زجودش مگر نمشتے راہ منقوع

بجودی کے رسیدے کشتی نوح

کشتی نوح کے تمام حصے جوڑ دیے گئے تو آخر میں صرف چار تختوں

کی جگہ باقی رہ گئی تو حضرت جبریل علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ ان چار تختوں پر کن

اسماء کو لکھا جائے۔ حضرت جبریل نے فرمایا اے شیخ الانبیاء سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے چار دوست ہوں گے۔ ان تختوں پر ان کے نام لکھ دیئے

جائیں۔ یہ چار نام اسلام کے درخشاں ستارے ہیں۔ ان اسماء کی برکت سے

آفات سماوی سے محفوظ رہا جا سکتا ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام

کی یہ عظیم الشان کشتی انبیاءِ کرام کے اسماءِ گرامی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے ناموں سے مشہور ہو گئی۔ ان پاکیزہ ناموں کی برکت سے اس تاریخی طوفان سے نجات پائی۔

ف: اس طرح اگر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت اور انبیاء علیہم السلام کی تصدیق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور چار صحابہ رسول کی الفت سے آراستہ نہ ہوگا اور اس کے دل پر یہ اسماء نقش نہ ہوں گے تو طوفانِ برزخ سے اپنے آپ کو سلامت نہیں لے سکے گا۔

- ۱: چہ غم خوردیم کہ در دل غم خدا و لریم
  - ۲: براہ صدق و وفا میروم تا مقصود
  - ۳: بذیل حتمش از بہر این تجتہ تفریق
- درون سینہ ہم مہر مصطفیٰ و لریم  
 کہ رہنمائے چو یارانِ مصطفیٰ و لریم  
 بروز شہر ہمدوست التجا و لریم

حضرت حارث جامی قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے

اگر نام محمد یا نبی اور دوسے شفیخ آدم  
 نہ آدم یکتے توبہ نہ لوح از غرق نبینا!

حضرت یوسف

حضرت یوسف علیہ السلام کو نجات ملی: علیہ السلام کو چاہ

کنعان میں بعض غیبی احوال واضح ہوئے چنانچہ دعواتِ جنتِ ثور و قصور  
 دیکھے سرکش مجید کو ملاحظہ کی بنیاد جاعتوں کے ساتھ دیکھا۔ عرش کے ارد گرد کے  
 ماحول کو ملاحظہ کیا۔ بہت سے ملائکہ کو مشغول استغفار پایا۔ حضرت یوسف  
 علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ  
 نے بتایا حضور نبی الرحمة و شفیع الامۃ ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور

۱: مدارج النبوة ص ۱۲۱

صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس مصیبت سے نجات چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نام کی برکت سے کتوں میں ایک ایسا ورخت پیدا کیا جس کی شاخیں کناروں کو چھو رہی تھیں۔ یسوع سے بچے اور یوسف علیہ السلام کی صبر و قناعت کا ثرہ بن کر عمرا کا بنے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ السلام کی برکت سے اس چاہ کنگان سے نجات پائی اور حضرت کی دولت اور عزت و منزلت کے مقامات پر پہنچے۔

چند ایک مشاہیر انبیاء علیہم السلام اور نونہ کے خلاصہ بحث؛ طور پر چند حکایات عرض کی گئی ہیں۔ ورنہ ہر پیر علیہ السلام اور ان کی اُمتوں کے اہل ایمان نے اپنے درد اور دکھ میں ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنایا اور یہی عقیدہ اہل حق کا ہے۔ ایسے ہی صحابہ کرام سے منقول ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام کے اشعار سنئے۔

۱۔ حضرت ابن جابر رضی اللہ عنہما نے کہا؛

أَجَابَ اللَّهُ آدَمَ إِذَا دَعَا

وَنَجَّاهُ مِنْ بَطْنِ السَّفِينَةِ نُوْحَ

جب آدم علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے قبول کی اور

نوح علیہ السلام نے کشتی میں نجات پائی۔

وَمَا ضَرَّتِ النَّارَ الْخَلِيلَ لِنُورِهِ

وَمَنْ جَلَّهِ فَإِنَّ الْفِدَاءَ ذَبِيْعٌ

”آپ کے نور کے سبب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو



کو آگ نے جلایا اور آپ ہی کی برکت سے حضرت اسمعیل  
 علیہ السلام کو فدیہ ملا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قصیدہ سنئے۔

وَمِنْ قَبْلِهَا طِبْتُ فِي الظُّلُمِ وَفِي  
 مُسْتَوْدِعٍ حَيْثُ نَجِيفُ الوَرَقِ

” اس سے پہلے آپ پاک تھے۔ جب کہ آدم علیہ السلام

وختوں کے سایہ میں اور امانت گاہ میں پتے پیٹتے تھے!“

تَمْ هَبَطْتَ البِلَادَ وَلَا بَشَرًا  
 أَنْتَ وَلَا مَضْفَعَةً وَلَا عَلَقًا

” پھر آپ شہروں میں اترے اور آپ ہمیشہ نہ تھے اور

آپ گریخت نہ تھے اور نہ آپ خون بستہ تھے۔“

بَلْ نَطْفَةَ تَرْكِبِ السَّفِينِ وَقَدْ

الْجَمْعَ نَسْرًا وَأَهْلَةَ الخُرْقِ

” بلکہ آپ بشری اوصاف میں نہیں آئے تھے جب کہ کشتی

میں سوار ہوئے اور نسر نامی نبت کو لگانم دی گئی اور اُس کے

پنجاری نرق ہو گئے۔“

مَنْتَقِلٌ مِنْ مَالِ الْوَالِدِ رَحِمٌ

إِذَا مَضَى عَالِمٌ يَدَا طَبَقِ

” اور آپ پختہ پزیرے حکیم مادر میں تشریف لاتے تھے

جب کہ ایک زمانہ گزرتا تو دوسرا دور شروع ہوتا۔“

وانت لنا ولدت اشرف

الأرض وضاءت بنورك الافق

” اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوئی۔ اور آپ کے نور کی ضیاء سے یہ جہاں جگمگا پیا۔“

حتى اخترت بيتك الميمن من

خندق علياء تحتها النطق

” حتیٰ کہ آپ کی خاندانی شرافت سب کو حاوی ہو گئی۔ عمدہ نسب خندق اور اونی نسب نطق کو آپ سے شرف ملا۔“

فنحن في ذلك الضياء في النور

وسبيل الدشاد نحترق

” پھر ہم اس روشنی میں ہیں اور نور میں ہیں۔ اور ہدایت کے راستہ پر ہم بجلی کی طرح ترقی کر رہے ہیں۔“

ورذت نار الخليل مكمثا

في صلبه انت كيف نحترق

” آپ آگ میں اترے جب کہ ابراہیم علیہ السلام آپ کو اپنے میں امانت دار تھے تو وہ کیوں کر جل سکتے تھے؟“

ف : یہ قصیدہ عباس رضی اللہ عنہ تو ہر محدث اور کاتب سیر کے ہر مصنف نے نقل فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ بیمار گروہ کے حکیم الامت نے

بھی نثر الطیب میں ائحضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی خصائص کبریٰ  
میں کاوالدورج کیا ہے۔

مہر سلیمان پر نام نبی آخر الزماں :

۱۔ اخرج الطبرانی عن عبادة  
بن الصامت قال قال رسول  
الله صلى الله عليه وسلم  
كان فضل خاتم سليمان  
بن داود (عليهما السلام)  
القي اليه فوضعه في  
خاتمهم وكان نقشه انا  
الله لا اله الا الله محمد  
رسول الله صلى الله عليه  
وسلم

حضرت عباده بن صامت  
سے روایت ہے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ سلیمان علیہ السلام  
کی انگشتری کے نگینہ  
پر منقوش تھا۔  
لا اله الا الله محمد  
رسول الله۔

اور فرمایا

ان فص خاتم سليمان  
بن داود كان سماويا  
القي اليه فوضعه في  
خاتمهم وكان نقشه  
انا الله لا اله الا انا  
محمد عبدك  
ورسولي

بے شک سلیمان علیہ السلام  
کی ہر آسمان سے اتری  
جسے انہوں نے اپنی انگشتری  
میں ڈال رکھا تھا۔ اسی پر  
لا اله الا الله انا محمد  
عبدک ورسول  
منقوش تھا۔

سیلمانی سلطنت اور اسکے محمد : حلیٰ لکھتے ہیں : اس کی شرح میں علامہ نور الدین

آپ کی سلطنت اور ملکی انتظام کا دار و مدار اسی مہر پر تھا جس کا نتیجہ نکلا کہ وہ سلطنت و حقیقت ہمارے نبی پاک شہرہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی تھی :

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ادب : فرماتے ہیں : موصوف الصدقہ تحریر

” حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی اس مہر کو قصائے حاجت اور جماع کے وقت اتار لیتے تھے :

غور کیجئے کہ سلیمان علیہ السلام کو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتنا ادب تھا۔ لیکن افسوس ایک معمولی انسان بدبختی سے ادب کی بجائے خود بھی بے ادب اور اوروں کو بھی بے ادبی کا سبق دیتا ہے۔

حضرت موصوف لکھتے ہیں کہ جب سلیمان برکات کا کیا کہنا : علیہ السلام کی انگشتری انگلی میں رہتی تو اس وقت

وہی کیفیت ہوتی جو سب کو معلوم ہے یعنی کل کائنات زیر قبضہ ہے لیکن جب انگشتری اتار لیتے تو پھر شاہی امور میں تغیر و تبدل اور معاملات و گمراہیوں ہو جاتے۔ چنانچہ ہم اس کی تفصیل ابھی لکھتے ہیں۔

انس الجلیل میں ہے :  
” سلیمان علیہ السلام کی مہر پر مکتوب تھا لا الہ الا اللہ  
وحدہ لا شریک لہ محمد عبیدہ ورسولہ“

سیرۃ حلیٰ ص ۲۵۲ ج ۱

اور یہ سب کو معلوم ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی تمام روئے زمین پر شاہی تھی اور جن و انس اور چرند و پرند اور پرپایا تمام آپ کے زیرِ یگیں تھے اور ان سے انگشتری چند روز گم ہو گئی تو وہ شاہی بھی نہ رہی جب انگشتری واپس ہوئی تو پھر وہی راج قائم ہوا جس کا نتیجہ نکلا کہ حقیقتہً شاہی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

حضرت شیخ الامام محمد المہدی الفای

نارِ کچھ گئی تیرا نام سن کر : مطالع المسرات میں لکھتے ہیں کہ :

کہ حفاظ قرآن کی جماعت دوزخ میں داخل ہوگی ان کے دل سے اسم گرامی نکل دیا جائے گا لیکن بعد کو حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں یاد دلائیں گے تو پھر جب وہ حضور علیہ السلام کا اسم گرامی زبان پر لائیں گے تو ان پر آگ بجھ جائے گی۔ اس کے بعد انہیں دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

روی ات قوم امن  
جملة القرائن  
یدخلون ہا فینسہم  
اللہ تعالیٰ اسم محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم  
حتی ذکرہم  
جبرئیل علیہ السلام  
فیذکرونہ فتحہم  
النار و تیروی  
عنہم (ص ۴۹)

ف: اور یہ تھی ہے اس لئے کہ جب ایک کمال مؤمن کے گھر سے آگ کہے گی "جز یا مؤمن فان نار عشقک تطفی نارک" نار جہنم بجھ سکتی ہے تو اس کے آقا کے نام سے کیوں نہ بجھے۔  
ظالم کو محمد کے نام نے مار مٹایا : ایک پاک نفس کہتا ہے کہ میں

ایک جابر و ظالم بادشاہ سے جاگ کر ایک جنگل میں نکل گیا اور ایک زمین میں چند قدم چل کر ٹھہر گیا اور وہاں ایک خاک کے تودے کو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار فرض کر کے آپ پر ہزار دفعہ ورد پڑھ کر کہا الہی میں مزار ولے کو اپنا سفارشی بنا کر تیری جناب میں پیش کرتا ہوں اور اس کے وسیلے سے التجا کر کے کہتا ہوں کہ تو مجھے بجزمت صلی اللہ علیہ وسلم اس ظالم بادشاہ سے بے خوف اور مطمئن کر دے۔ اسی وقت ایک لائف نے زور سے مجھے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اچھے سفارشی ہیں اور اگرچہ وہ مسافت کے اعتبار سے بہت دور ہیں مگر منزلت و کرامت سے بہت ہی قریب ہیں جاہم نے تیرے دشمن کو براہ کر ڈالا میں جو شہر میں واپس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ظالم بادشاہ مر گیا۔

ف : اس حکایت سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کو اتنا پیار ہے کہ معمولی سے تعلق کے وسیلے سے بڑی سے بڑی مشکلیں حل فرماتا ہے لیکن عقیدہ کی پختگی اور خلوص عقیدت لازمی ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ  
ابن محمد سے ہبل کا سر جھک گیا : جب میں نے ان حالات

کا مشاہدہ کیا تو میں نے آپ کو مکہ واپس لے جانے کا عزم کیا تاکہ میں امانت سے عہدہ برآ ہو سکوں۔ جب میں عازم مکہ ہوئی تو منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا اے سرزمین بطنیا تجھے مبارک ہو کہ آج نور و یقین حسن و جمال دین کمال بندی و اقبال اور عزت و جلال تیری طرف لوٹ رہا اور ابداً بدو تک تمام آلام و مصائب اور کفر و ظلمت مٹ جائیں گے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور

سہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے مشاہدات کی فہرست۔

آپ کو مکہ لے گئی۔ راستے میں میں نے ایک جماعت دیکھی جس کے پاس حضور علیہ السلام کو بٹھا دیا اور کسی کام کے لئے ایک طرف چلی گئی۔ اچانک ایک خوف ناک آواز سنائی دی اور میں جلدی سے حضور علیہ السلام کی طرف لوٹی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظر نہ آئے۔ میں نے پوچھا لوگو! یہاں میرا بچہ تھا کہاں گیا؟ انہوں نے پوچھا کون سا بچہ؟ میں نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن عبد اللہ جسے میں ان کے دادا کے سپرد کرنے کے لئے لائی تھی۔ کسی نے آپ کا پتہ نہ دیا۔ میں ان کو چھوڑ کر نالہ و فریاد کرتی اور آئے۔ آئے محمد کہتی ہوئی ادھر ادھر پھر رہی تھی کہ مجھ سے ایک ضعیف و ناتواں آدمی نے کہا بے سعیدہ! میں تمہیں ایک ایسی ہستی بتاؤں جو تجھے تیرے بچے کا پتہ بتائے اور واپس بھی کراوے۔ میں نے کہا: تیرے قربان جاؤں وہ کون سی ہستی ہے؟ وہ کہنے لگا، وہ ہستی ہبل ہے۔ میں نے اس بوڑھے کے لئے ڈھنگا کی اور کہا شاید تجھے پتا نہیں کہ حضور کی ولادت کی شب تمام بتوں اور خاص کر ہبل پر کیا گزری۔ وہ کہنے لگا کہ سعیدہ! تو پاگل ہو گئی ہے۔ میں ابھی ہبل کے پاس جاتا ہوں اور اس سے درخواست کرتا ہوں کہ تیرا بچہ تجھے دلاوے۔ وہ گیا اور سات بار ہبل کے گرد گھوما اور اس کے سر پر بوسہ دیا اور کہا اے میرے آقا! قریش تیرے لطف و کرم سے ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہے ہیں اس کزور و ناتواں سعیدہ کا بچہ گم ہو گیا ہے۔ جب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مقدر ہو چکی ہے۔ وہ بوڑھا لرزہ برآمدام واپس آگیا اور کہا کہ اے سعیدہ تیرے بیٹے کا پروردگار اسے صنایع نہیں ہونے دے گا حیران نہ ہو اور اے غامضی سے تلاش کر۔

علیمہ بیان کرتی ہے کہ میں بہت ڈر گئی عبدالمطلب کے پاس جا کر  
 سے پہلے حضور کے گم ہونے کی خبر انہیں مل چکی تھی۔ میں نے انہیں تمام  
 قصہ سنایا۔ ان کو یہ گمان ہوا کہ شاید قریش نے فریب کاری کی ہے۔ آپ  
 نے تلوار سونت لی اور باواز بند لے آئے غالب کہا: تمام لوگ ان کے  
 سامنے جمع ہو گئے اور پھر ان سے مل کر آپ کو ڈھونڈنے لگ گئے لیکن  
 کسی جگہ آپ کا نشان نہ ملا۔ حضرت عبدالمطلب نے ان تمام کو رخصت  
 کر دیا اور اکیلے حرم مکہ میں آئے۔ سات بار طواف کر کے بارگاہ  
 ایزدی میں دعا کی کہ بار اہا محمد کو لوٹا دے۔ اسی وقت زمین و آسمان سے  
 ہاتف نے ندا دی کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اکا پر دروگارا سے  
 صنایع نہیں ہونے دے گا۔ عبدالمطلب نے پوچھا: اے ہاتف محمد  
 (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ آواز آئی: واوی تہامہ میں فلاں درخت  
 کے پاس ہیں۔ عبدالمطلب جلدی سے اُدھر ہوئے۔ راستہ میں ورقہ بن  
 نوفل مل گئے اور دونوں اس جگہ پہنچ گئے۔ انہوں نے آپ کو ایک درخت  
 کے نیچے ٹھہرنی سے کہیتا ہوا پایا۔ عبدالمطلب بولے میرے بیٹے میں  
 تیرا دادا ہوں۔ انہوں نے آپ کو گھوڑے پر بٹھایا اور مکہ لے آئے  
 اور اس کے بعد علیمہ کو بہت سے انعام و اکرام دیکر روانہ کر کے حضور علیہ السلام کو اپنے گھر  
 لے آئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض

مدحتوں اور مناقبتوں میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

من قبلها طبت فی ضلال وئی

مستودع حیث یخسف الورق

ترجمہ: زمین پر لٹنے سے پہلے آپ کے سایہ میں خوشحال تھے اور نیزودایت گاہ میں جہاں جنت



کشتی کناسے لگی تیرا نام لیا : کہ ایک شخص کی کشتی بہنوں میں چھٹی

تو اس نے رُود شریف ذیل بار بار پڑھا اور لفظ حامد الوحمة ہکا تکرار  
کیا یہاں تک کہ اسے اور اس کی کشتی کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی یہ

وہ رُود شریف یہ ہے۔

اللہ صلوة یسبح ہمارے مہر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

پر جن کی حاور صحت پر اور دونوں ملک کے اور وال دوام کی ہے

اس تعداد پر جتنا تیرا علم ہو گا یا ہوا۔ تیرے دوام کے مطابق

ہمیشہ اور تیری بقا تک باقی جس کا کوئی انتہا نہیں

تو ہر شے پر قادر ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

حَامِدًا وَرَحْمَةً وَمِثْلِي الْمَلِكِ وَدَالَ

الدَّوَامِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتَمِ

عَدَدِ مَا فِي عِلْمِكَ كَمَا فِي أَوْقَدِ كَنْ دَائِمَةٍ

بِدَاوَامِكَ بَاقِيَةً بِبِقَائِكَ لَا مَتْنِي لَهَا

دُونَ عِلْمِكَ - إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

## آداب اسم محمد

حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی جس سے خود

آپ کی ذات مراد ہو اس کے چند آداب ہیں جن کی تفصیل فقیر نے اپنی

کتاب "آداب بانصیب" میں لکھے ہیں۔ یہاں پر مختصراً چند ایک کا

بیان ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا نام

آداب ہم نام محمد : محمد ہو :

۱۔ اے نہ مارو۔

۲۔ اے کسی جائز امر سے خود رو کرو۔

۳۔ حاشیہ مولانا عبدالحق اللہ آبادی - مہاجر مکی ص ۱۲۱

ایک اور روایت میں ہے :

- ۱۔ اُسے گالی نہ دو
- ۲۔ اُس سے نفرت نہ کرو
- ۳۔ اُس کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو
- ۴۔ اُس کی تعظیم و تکریم کرو
- ۵۔ کسی بات پر قسم کھائے تو اس کی قسم کو پورا کرو۔
- ۶۔ کسی مجلس میں آجائے تو اُسے جگہ دو
- ۷۔ غم کے وقت اس کے منہ پر ہاتھ نہ مارو اس لئے کہ محمد نام کی برکت رکھی گئی ہے جس گھر میں ہو وہ بھی بابرکت ہوتا ہے اور جس مجلس میں آجائے وہ بھی مبارک ہو جاتی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ :

”تمہیں شرم آنی چاہیے کہ ادھر اسے یا محمد پکارتے ہو پھر اسے ماستے ہو۔“

حضرت محمود غزنوی

”بے وضو نام محمد نہ لیا۔ حکایت سلطان محمود غزنوی : رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے

کہ ایک وقت غسل خانہ میں کھڑے تھے کسی ضرورت کے تحت ایاز کے بیٹے کو ابن ایاز کے الفاظ سے پکارا۔ بعد از فراغت ایاز حاضر ہوئے عرض کی یا حضرت آج کوئی ناراضگی ہے کہ غلام زاہد کو نام لے کر نہیں بلایا۔ آپ نے فرمایا وجہ یہ تھی کہ مجھے غسل کی ضرورت تھی اور بغیر طہارت کے اس نام کو زبان پر لانا بے ادبی ہے۔ وہ اس لئے کہ ایاز کے بیٹے کا نام محمد تھا۔“

حضرت سلطان عالم گیرؒ : عالم گیر بادشاہ کا ایک دوست کہتا ہے  
 کہ بادشاہ عالم گیر کا ایک خاص خادم تھا۔  
 جن کا نام محمد قلی تھا۔ عالم گیر نے ایک بار فقط قلی سے پکارا وہ فوراً  
 دربار میں پانی لے کر حاضر ہوا۔ بادشاہ نے وضو کیا اس وقت نماز کا وقت  
 نہ تھا مصاحب حیران ہوا کہ بادشاہ نے پانی نہیں طلب کیا تھا اور نہ ہی  
 وضو کا وقت ہے تو یہ کہاں سے سمجھ گیا کہ بادشاہ کو وضو کے لئے پانی کی  
 ضرورت ہے اس نے محمد قلی سے دریافت کیا کہ تو کیسے سمجھا۔ اس نے کہا  
 میرا نام محمد قلی ہے اور غایت ادب سے مجھ کو کبھی آدھے نام سے نہیں پکارا  
 ہمیشہ پورا نام لیا کرتے ہیں۔ آج انہوں نے محمد کا لفظ چھوڑ دیا۔ مجھے معلوم  
 ہو گیا کہ بادشاہ اس وقت بے وضو ہے۔ اس لئے فقط محمد کو ادب کی  
 وجہ سے زبان پر نہ لایا۔

ف : عالم گیر کا ادب اور ملازم کا فہم دونوں بے نظیر ہیں۔ سلطان محمود  
 کی حکایت سے یہاں زیادہ ادب ملحوظ رکھا گیا ہے۔ سبحان اللہ کیسے وہ بادشاہ  
 تھے اور کیسے وہ ملازم تھے اور کیا شان و شوکت تھی اور کیا ہی ادب کے مشغلے تھے۔  
 آج ہم بھی ہیں اور ہم سے امراء حکام السوس کہ آج بڑے علامہ اور امام وقت  
 کہلائے والے خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے خالی ہیں۔ جب  
 وہ ان کا نام لیں گے تو ایسے معلوم ہوگا کہ گویا وہ کسی اپنے رشتہ دار کی بات کر رہے ہیں۔  
 حال آج کے اسلاف کا عقیدہ تو یوں ہے ۔۔

ہزار باز بشویم دہن از مشک و گلاب  
 ہنوز نام تو گفتن بے ادب است

لے ہزار بار میں... اپنے منہ کو ستوری اور گلاب و صندل سے لٹائی آیت کا نام زبان پر لانا بہت بڑی ادب ہے

علامہ اقبال مرحوم: علامہ اقبال مرحوم جیب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا یا ان سے متعلق کلام پڑھا جاتا تو چہرہ اشک بار ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہمیشہ با وضو شخص سے سنتے اور خود ان کا نام بھی با وضو ہو کر لیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر اس طرح روتے جس طرح ایک معصوم بچہ ماں کے بغیر روتا ہے۔

بے ادب گستاخ: یہ تھے با ادب رعایا و بادشاہ

لیکن آج ایسے بے ادب، علماء، کہلوانے والے پیدا ہو گئے کہ فتویٰ صادر فرما دیا کہ بحالت جنابت بھی درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ کاش تعزیرات اسلام کا اجرا ہوتا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے متیور۔ اسلام نافذ کرنے والے زندہ ہوتے تب میں ان مفتیوں کو دیکھتا کہ ایسے فتاویٰ صادر کرتے۔ آزادی کا دور ہے جسے جو جی میں آئے کہہ دے۔ ورنہ وہ خداوند قدوس جو اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے مقامات پر بھی نام لینے کو گوارا نہیں کرتا جہاں تہر و غضب یا کسر نشان یا مقام نجات ہو مثلاً ذبح کے وقت، چھینک اور انگڑائی کے وقت، اور حمام و پاخانہ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ ہیں کہ آج کل کے مفتی اذممت کہ فتویٰ جڑ دیا کہ جنابت کے وقت درود پڑھنا جائز۔ اتنا شرم ہی نہیں کہ درود شریف فی الفور بارگاہ رسالت میں پہنچ کر فوراً ایجاب از رسول اور خدا ہوتا ہے۔ لیکن مجبور ہیں ایسے

بی بیعت مفتی کیوں کہ عشقِ رسول سے محروم ہیں۔ کسی نے فرمایا

بے عشق محمد جو پڑھتے ہیں بخاری  
بخار آتا ہے اُن کو بخاری نہیں آتی

جیسا کہ ہم نے کہا کہ حضور  
قرآن مجید نے اوب سکھایا ؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم  
گرامی سارے لفظوں میں لینا ممنوع ہے ایسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا  
ہے کما قال اللہ تعالیٰ :

لا تجعلوا دعاء الرسول  
ببینکم دعاء بعضکم  
بعضاً  
رسول کا پکارنا آپس میں  
ایسا نہ ٹھہرا جو جیسے ایک  
دوسرے کو پکارتے ہو۔  
جیسے کہتے ہو اے زید، اے عمرو بلکہ یوں ارشاد کرو۔ یا رسول اللہ  
یا نبی اللہ، یا سید المرسلین، یا خاتم النبیین یا شفیع المنذبین۔  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شان نزول : سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

كانوا يقولون يا محمد  
يا ابوالقاسم فنهاهم الله  
عن ذلك اعظاماً لبنيہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا  
یا نبی اللہ یا رسول اللہ  
یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کو یا محمد یا ابوالقاسم  
کہہ کر پکارتے۔ اللہ تعالیٰ  
نے اپنے نبی کی تعظیم  
کو اس سے بھی فرمائی۔

شہ پارہ ۵، سورۃ النور، ۲، آخری کورنہ۔

دوسری روایت : امام بیہقی علقمہ سے روایت کرتے

ہیں کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ یا محمد نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو۔ اسی طرح امام قتادہ اپنے اُستاد انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور مفسرین کے آیت مذکورہ میں تین اقوال نقل کئے ہیں۔ پہلا یہی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف نام لینا ممنوع ہے بلکہ اسم گرامی کے ساتھ بہترین القابات مزوری نہیں۔ چنانچہ مفسرین اور محدثین کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ تفسیر جامع البیان ص ۳۱ میں ہے :

”لا تدعوا باسمہ كما يدعوا بعضکم بعضا فقولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ“

تفسیر قادری ترجمہ حسینی تحت آیت لکھتے ہیں :

”تم رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو فقط نام لے کر پکارتے ہو بلکہ چاہیے کہ تعظیم کے ساتھ پکارا کرو جیسے یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو قرآن میں نام لے کر پکارا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے تعظیم و تکریم کے ساتھ خطاب کیا اور یہ قاعدہ آپ کی زندگی مبارک سے خاص نہ تھا بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی جاری ہے۔ چنانچہ شیخ رثی قدس سرہ نے فرمایا نتمثل نداءہ بعد وفاتہ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے کر نداء کرنے کی مانعت کا حکم وفات کے بعد بھی باقی ہے۔“

۱۔ جوامع البحار ص ۲۶۸

اس کے بعد فرمایا :

یعنی ماں اگر اکرم گرامی کے

ساتھ ایسے صفات ہوں

جو کہ آپ کی تعظیم و توقیر

کے مقتضی ہوں تو پھر جائز و

حلال ہے جیسے یا محمدؐ اور وسیلۃ

جیسے اور بھی صفات ہوں جیسا کہ اس نداء کرنے کی تحریم کی علت اللہ عزوجل

کا یہ ارشاد ہے ۔

رسول کے پکارنے کو آپس

میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم

میں ایک دوسرے کو پکارنا ہے ۔

لا تجعلوا دعاء الرسول

بینکم کد دعاء بعضکم

بعضا

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم رسول کے پکارنے کو آپس میں یا

نداء بالاسم کی حرمت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ مذکورہ طریقہ سے نداء کرتے

ہیں ترک تعظیم ہے جب کہ ہمارے بیان کردہ مسئلہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کی کثرت تعظیم جیسا کہ امام نووی قدس سرہ نے اپنی تالیف میں فرمایا :

حضرت تاج دار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خلاصہ کلام یہ ہے : کا اسم گرامی ساوہ لفظوں میں لینا مکروہ ہے

خواہ حرف نداء کے ساتھ ہو جیسے کہا جائے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہا۔ یا حرف نداء کے ساتھ جیسے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی

میں یا بعد از وصال ۔

اس سے دو گدہ غلطی یہ ہیں ۔

۱۔ باب النقول السیوطی وجوابہ البھار المنعمانی ۔

۱۔ جہاں اور عوام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بلا القاب کہتے ہیں اور اگر حرفِ نداء کرتے ہیں تو یا محمد سے بلکہ ان پر لازم ہے کہ یا رسول اللہ کہیں۔

۲۔ دوسرے وہابی، نجدی، دیوبندی، کانگریسی، مودودی، نیچری اور ان کے ہم نوا کہ نداء کو تو وہ سرے سے حرام سمجھتے ہیں اور ایسے بھی حضور علیہ السلام کا نام لیتے ہیں تو سادہ لفظوں میں۔

علماء محدثین نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد الوفاات بھی نداء کرنا جائز ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری اور بعد الوفاات دونوں زمانوں میں لفظ یا کے ساتھ حضور کو پکارنا خود حضور علیہ السلام کے اپنے ارشاد کے مطابق ہے۔ جو شخص اس کا منکر ہوگا، وہ ارشاد رسول کا معاند اور منکر حدیث قرار پائے گا۔

وہابی پور حدیث تور: مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے۔

ابن ماجہ شریف کی روایت منقولہ بالا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل فرمائی ہوئی دعا کے الفاظ میں سے "یا محمد الی قد توجعت بک الی ربی" کے الفاظ نکال دیئے اور اپنی کتاب "مناجات مقبولہ" میں اسے مطبوعہ المطابع بقول شخصے "عذرا گناہ بدتر از گناہ" یہ لکھ دیا کہ:

اختصرته لان	یعنی میں نے (صیغہ خطاب کی
النداء الوارد	تمام عبارت نکال کر، اس حدیث
فیہ لا دلیل	کو اس لئے مختصر کر دیا کہ اس
علی بقائہ	حدیث میں آیا محمد کے الفاظ جو
بعد حیات	نداء اور خطاب کے الفاظ وارد



علیہ السلام

ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
حیات کے بعد ان کے باقی رہنے  
کی کوئی دلیل نہیں۔

**جواب :** جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفسِ نفسیں یہ الفاظ  
تلقین فرمائے تو اب صیغہ نداء و خطاب کا ہونا اصل قرار پانگیا اور قاعدہ ہے  
کہ اصل اپنی بقا میں قابلِ دلیل نہیں ہوتی، بلکہ عدم بقا خلافِ اصل ہونے کے  
باعث محتاجِ دلیل ہوگا۔ تھانوی صاحب کا "اصل" کو محتاجِ دلیل قرار دینا  
علم و عقل کی روشنی میں انتہائی تعجب انگیز ہے۔

**جواب :** عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کا ایک حاجت مند کو یہی دعا بصیغہ نداء و خطاب تلقین کرتا بروایت طبرانی  
ثابت ہے۔ اس سے بڑھ کر بقا اور زہد پر کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

**سوال :** اُس وقت کے مسلمان خوش عقیدہ تھے، اس زمانہ میں فسادِ  
عقیدہ امرِ شاہد ہے لہذا حفاظتِ عوام کے لئے صیغہ نداء کو خلاف کرنا  
مذہبی ہے؟

**جواب :** اسے کہتے ہیں عندِ گناہ بدتر از گناہ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا  
کہ تشہد سے بھی السَّلَامُ عَلَیْكَ ایتھا النبئی کو حذف کر دینا ضروری  
ہے۔ تھانوی صاحب نے معلوم کس موڑ میں لکھ گئے۔ اُنہوں نے یہ بھی نہ سوچا  
کہ ابن ماجہ والی دعا تو کبھی کوئی مسلمان پڑھتا ہوگا لیکن السَّلَامُ عَلَیْكَ  
ایتھا النبئی تو ہر مسلمان شب و روز نماز میں پڑھتا ہے۔ حفاظتِ عوام کے  
لئے تو نماز سے صیغہ نداء کا حذف کرنا سب سے زیادہ ضروری تھا۔ جب  
نماز میں اس کا باقی رہنا محتاجِ دلیل نہیں تو دعا حاجت میں اس کی بقا کیوں کر

محتاج دلیل ہو سکتی ہے۔

جس گروہ کے حکیم الامت نے  
چھوٹے میاں سبحان اللہ! صحیح حدیث سے یا رسول اللہ  
 خارج کرنے کی جرأت کی ہے اب اس گروہ کے مجاہدین کٹ مرنے  
 کو تیار ہو جاتے ہیں۔ جب کسی نیک چہرے سے یا رسول اللہ کی آواز سنتے  
 ہیں بلکہ اب مساجد تو اس لفظ سے پہچانی جاتی ہیں اسی لئے ہمارے اہل سنت  
 نے براؤان سے پہلے اور بعد کو "الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ" کہلانے کا شعار بنایا تاکہ امتیاز ہو کہ یہ مسجد اہل سنت کی ہے اگر نہیں  
 پڑھا تو سمجھئے یہ مسجد فضلانے دیوبند اور علمائے نجد کی ہے۔

بلکہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے تو ایک حافظ صاحب کو اسی لئے  
 شہید کرا دیا کہ اس نے اذان کے بعد درود شریف کیوں پڑھا۔ ان کا بھی منصوبہ  
 یہی ہے لیکن بے چارے مجبور ہیں۔ ان کا بس چلے تو یا رسول اللہ کہنے والوں  
 کو کچا کھا جائیں۔

اس کے علاوہ اور جوابات و دیگر تفصیل فقیر کے رسالہ "ندائے یا رسول اللہ" میں دیکھئے۔

marfat.com

Marfat.com

## آدابِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کو پڑھنے ہنسنے اور لکھنے کے متعلق بہت سے آدابِ ضروریہ فقیر نے گذشتہ اوراق میں لکھ دیئے۔ چند مخصوص آداب کا لکھنا یہاں ضروری ہے تاکہ خوش بختوں کے عمل و ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافہ اور بے ادبوں کو عبرت ہو۔

یاد ہے کہ بعض لوگ منکر ہیں کہ درود شریف یا ویسے سیدنا : بھی سیدنا کا اضافہ کر رہے لیکن ہمارے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ شروع میں "سیدنا" کا لفظ بڑھا دینا مستحب ہے۔ در مختار میں لکھا ہے کہ "سیدنا" کا بڑھا دینا مستحب ہے اس لئے کہ ایسی چیز کی زیادتی جو واقعہ میں ہو وہ عین ادب ہے جیسا کہ ربی شامی رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سید ہونا ایک امر واقعی ہے لہذا اس کے بڑھانے میں کوئی اشکال نہیں بلکہ ادب بھی ہے۔

**سوال :** معانین کہتے ہیں ہمارا انکار حدیث سے ثابت ہے وہ یہ کہ بوداؤد شریف میں ایک صحابی ابو مطرف رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ میں ایک وفد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

اَنْتَ سَيِّدُنَا  
آپ ہمارے سردار ہیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

السید للہ (حقیقی) سید تو اللہ ہی ہے۔

**جواب :** بالکل صحیح ہے۔ یقیناً حقیقی سیادت اور کمال سیادت اللہ ہی کے لئے ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر سینا کا پڑھانا ناجائز ہے۔ بالخصوص جب کہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد جیسا کہ مشکوٰۃ میں بروایت شیخین (بخاری و مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ

انا سید الناس یوم

القیمة (الحدیث) کا سر وار ہوں گا۔

مسلم کی روایت ہے۔

انا سید ولد ادم یوم  
القیمة  
میں قیامت کے دن اولادِ آدم  
کا سر وار ہوں گا۔

نیز بروایت ترمذی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

انا سید ولد ادم یوم  
القیمة ولا فخر  
میں قیامت کے دن اولادِ آدم  
کا سر وار ہوں گا اور کوئی فخر

کی بات نہیں۔

**جواب :** مخالف نے جس حدیثِ ابو داؤد کو پیش کیا اس سے کمال سیادت مراد ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مسکین وہ نہیں جس کو ایک ایک دو وقتے در بدر پھرتے ہوں بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس

نہ وسعت ہو نہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔

اسی طرح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم بچھاڑنے والا کس کو سمجھتے ہو (یعنی وہ پہلوان جو دوسرے کو زیر کرے) صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کو سمجھتے ہیں جس کو کوئی دوسرا بچھاڑ نہ سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلوان نہیں بلکہ بچھاڑنے والا (یعنی پہلوان) وہ ہے جو غصہ کے وقت میں اپنے نفس پر قابو پائے۔ اسی حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سوال بھی نقل کیا گیا کہ تم رقبہ یعنی لاولد کس کو کہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جس کی اولاد نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لاولد نہیں بلکہ لاولد وہ ہے جس نے کسی چھوٹی اولاد کو ذخیرہ آخرت نہ بنایا ہو (یعنی اس کے کسی معصوم بچہ کی موت نہ ہوئی ہو) اب ظاہر ہے کہ جو مسکین بھیک مانگتا ہے اس کو مسکین کہنا کون ناجائز کہہ دے گا۔ اسی طرح جو پہلوان لوگوں کو بچھاڑ دیتا ہو لیکن اپنے غصہ پر اس کو قابو نہ ہو وہ تو بہر حال پہلوان ہی کہلائے گا۔ اسی طرح سے ابو واؤ شریف میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھا کہ یہ درخواست کی تھی کہ آپ کی پشت مبارک پر یہ اجڑا ہوا گوشت ہے مجھے دکھائیے کہ میں اس کا علاج کروں کیوں کہ میں طبیب ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طبیب تو اللہ تعالیٰ ثنا ہی ہیں جس نے اس کو پیدا کیا الی آخر القصاب ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک سے معالجوں کو طبیب کہنا کون حرام کہہ دے گا بلکہ صاحب مجمع نے تو یہ کہا ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے طبیب نہیں ہے۔ بہت کثرت سے

یہ مضمون ملے گا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مواقع میں کمال کے اعتبار سے نفی فرمائی ہے۔

**جواب** علامہ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ عبدالعزیز رحمہ اللہ (صاحب قاموس) نے لکھا ہے کہ بہت سے لوگ اللہمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہتے ہیں کہ نماز میں تو ظاہر ہے کہ نہ کہنا چاہیے۔ نماز کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر انکار کیا تھا جس نے آپ کو سیدنا سے خطاب کیا تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اتنا ہے کہ تو اضع ہو یا منہ پر تعریف کرنے کو پسند کیا ہو یا اس وجہ سے کہ یہ زمانہ جاہلیت کا دستور تھا یا اس وجہ سے کہ انہوں نے مبالغہ بہت کیا۔ چنانچہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے سردار ہیں، آپ ہمارے باپ ہیں آپ ہم سے فضیلت میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں، آپ ہم پر بخشش کرنے میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور آپ جنت الغرار ہیں یہ بھی زمانہ جاہلیت کا ایک مشہور مقولہ ہے کہ وہ اپنے اس سردار کو بڑا کہلانے والا ہو اور بڑے بڑے پیالوں میں لوگوں کو ڈبوں کی چکیتی اور گھی سے لب ریز پیالوں میں کھلاتا ہو اور آپ ایسے ہیں، تو ان سب باتوں کے بجز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا تھا اور فرمایا تھا، کہ شیطان تم کو مبالغہ میں نہ ڈالے۔ حال آنکہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ثابت ہے۔ انا سید ولد آدم کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ نیز حضور

نے یہ ان کا اپنا خیال ہے ورنہ فقہائے احناف استنباب کے قائل ہیں۔

اسکی تحقیق آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

کا قول ثابت ہے اپنے نواسہ حسن رضی اللہ عنہ کے لئے ابی ہذا سید۔  
 میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اسی طرح سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت  
 سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کی قوم کو یہ کہنا قوموا الی سید کہ  
 کہ کفرے ہو جاؤ اپنے سردار کے لئے اور امام نشانی کی کتاب "عمل ایوم  
 والایات" میں حضرت سہل بن حنیف رحمہ اللہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو پاستیدی کے ساتھ خطاب کرنا واروہ ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود  
 رضی اللہ عنہ کے ورود میں اللہم صل علی سید المرسلین کا لفظ  
 واروہ ہے ان سب امور میں دلالت واضحہ ہے اور روشن دلائل ہیں اس  
 لفظ کے جواب میں اور جو اس کا انکار کرے وہ محتاج ہے اس بات کا  
 کہ کوئی دلیل قائم کرے علاوہ اس کے۔

**جواب:** حدیث مذکور سے دعویٰ صحیح نہیں اس لئے کہ اس میں احتمالات  
 مذکور ہونے کی وجہ سے اس کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا اس لئے کہ علیہ مناظرہ  
 کا مشہور قاعدہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال  
**جواب:** مانا کہ کمال سیادت اللہ ہی کے لئے ہے لیکن کوئی دلیل ایسی  
 نہیں جس کی وجہ سے اس کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز معلوم ہوتا ہو۔ قرآن  
 پاک میں حضرت یحییٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں سیدنا  
 وحسوراً کا لفظ وارد ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 کا ارشاد منقول ہے وہ فرمایا کرتے تھے۔

ابوبکر سیدنا وامتق  
 ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور  
 سیدنا یعنی بالالہ  
 ہمارے سردار یعنی بال کوڑاؤں کا  
 علامہ یعنی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے انصار کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں قومو الی سید کہ  
یعنی اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ، کہا تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے  
کہ اگر کوئی شخص سیدی اور مولائی کہے تو اس کو نہیں روکا جائے گا اس لئے  
کہ سیادت کا مزاج اور مال اپنے ماتحتوں پر بڑائی ہے اور ان کے لئے  
حسن تدبیر، اس لئے خداوند کو سید کہا جاتا ہے۔ جب قرآن پاک میں اَلْفَيَا  
سَيِّدُهَا فرمایا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے  
پوچھا تھا کہ کیا کوئی شخص دین منورہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہے کہ اپنے سردار  
کو سیدی کہے انہوں نے فرمایا کوئی نہیں۔

**جواب :** مخالفین کو امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمہ اللہ پر  
اعتماد ہے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد من سیدکم سے  
بھی استدلال کیا ہے جو ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو خود امام بخاری نے  
ابو منذر میں ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوسلم سے پوچھا:  
مَنْ سَيِّدُكُمْ؟ کہ تمہارا سردار کون ہے؟  
انہوں نے عرض کیا جد بن قیس۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
بل سیدکم عمرو بن  
جموح بلکہ تمہارا سردار عمرو بن جموح  
ہے۔

نیز اذ النعم العبد سیدہ مشہور حدیث ہے جو صحابہ کرام  
سے حدیث کی اکثر کتابوں بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے۔ نیز حضرت  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بخاری شریف میں حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اَطْعَمُ رَبِّكَ وَصَفِيَّ رَبِّكَ

مے جب غلام اپنے آقا کی چیز خوری کرے۔ مے اپنے رب کو طعام کھلا سادہ اپنے رب کو وضو کرے۔



نہ کہے یعنی اپنے آقا کو رب کے لفظ سے تعبیر نہ کرے **وَلْيَقُلْ سَيِّدِي  
وَمَوْلَايَ** بلکہ یوں کہے کہ میرا سید اور میرا مولیٰ۔ یہ تو سید اور مولیٰ کہنے  
کا حکم صاف ہے۔

ہم اہل سنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر  
**مولانا**؛ عموماً درود شریف میں خصوصاً مولانا لکھتے پڑھتے ہیں  
مخالفین کو اس سے بھی انکار ہے کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ  
غزوة احد میں ابوسفیان کو جواب دیتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کا یہ ارشاد اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم طرہ ہے اور قرآن پاک میں سورہ  
محمد میں **ذَلِكْ بَانَ اللهُ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا** وان الکفرین لامولیٰ  
لہم ہے۔

**جواب**؛ اس سے غیر اللہ پر لفظ مولیٰ کے اطلاق کی ممانعت ثابت  
نہیں ہوتی۔ یہاں بھی کہاں ولایت مراد ہے کہ حقیقی مولا وہی پاک ذات  
ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا

**مَالِكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ تَهْتَبُونَ** لئلا اللہ کے سوانہ  
**وَلِيٌّ وَلَا نَسِيرٌ** کرنی طلب ہے نہ کوئی مددگار

اور دوسری جگہ ارشاد ہے **وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ** اور بخاری شریف  
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضِيَاعًا فَاَنَا  
وَلِيُّهُ**۔ یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو ولی بتایا  
ہے۔ ابھی بخاری شریف کی حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا  
پاک ارشاد **وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ** گذر چکا ہے کہ اپنے آقا کو  
سیدی و مولائی کہا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد و مولیٰ

القوم من الفسہم مشہور ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے ولکل جعلنا موالیٰ ما ترک الوالدان (الآیۃ) اور حدیث وفقہ کی کتاب النکاح تو کتاب الاولیاء سے پہلے ہے اور مشکوٰۃ شریف میں بروایت شیخین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا وارو ہے۔ نیز بروایت مسند احمد و ترمذی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

من کنت مولاهُ فعلى  
یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں علی  
اس کے مولیٰ ہیں۔

یہ حدیث مشہور ہے۔ متعدد صحابہ کرام سے نقل کی گئی ہے۔ طاعلی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں نہایت سے نکھتے ہیں کہ مولیٰ کا اطلاق بہت سے معنی پر آتا ہے جیسے رب اور مالک، سید اور منعم یعنی احسان کرنے والا، اور معتق یعنی غلام آزاد کرنے والا اور ناصر اور مددگار، محبت اور تابع پروردگار اور چچا زاد بھائی اور خلیفہ وغیرہ وغیرہ بہت سے معنی گنوائے ہیں۔ اس لئے سب کے مناسب معنی مراد ہوں گے جہاں اللہ مَوْلَانَا وَاَمْوَالِکُمْ وارو ہوا ہے وہاں رب کے معنی میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر آیت جیسا کہ مَنْ کنت مولاهُ فعلى مَوْلَاهُ وہاں ناصر اور مددگار کے معنی میں ہے۔ طاعلی قاریؒ نے اس حدیث کا شانِ ورود یہ لکھا کہ حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؑ کو کرم اللہ وجہہ سے یہ کہہ دیا تھا کہ تم میرے مولیٰ نہیں ہو، میرے مولیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔

**جواب :** علامہ رازیؒ سورۃ محمد کی آیت شریفہ وَأَنَّ الْكُفْرِينَ لَا  
 مَوْلَىٰ لَهُمْ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر یہ اشکال کیا جائے کہ آیت  
 بالا اور دوسری آیت شریفہ ثُمَّ ذُوَالْحَىٰ اللَّهُ مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ میں کس طرح  
 جمع کیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ مولا کے کئی معنی آتے ہیں۔ سردار، رب،  
 مددگار۔ پس جس جگہ یہ کہا گیا ہے کہ کوئی مولا نہیں ہے وہاں یہ مراد ہے کہ کوئی  
 مددگار نہیں اور جس جگہ مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ کہا گیا ہے وہاں ان کا رب اور  
 مالک مراد ہے۔

صاحبِ جلالین نے سورۃ انعام کی آیت مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ  
 کی تفسیر مالک کے ساتھ کی ہے اس پر صاحبِ جمل لکھتے ہیں کہ مالک کے  
 ساتھ تفسیر اس واسطے کی گئی ہے کہ آیت شریفہ مومن اور کافرو دونوں کے  
 بارے میں وارد ہوئی ہے اور دوسری آیت یعنی سورۃ محمد میں اِنَّ  
 الْكُفْرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ وارد ہوا ہے۔ ان دونوں میں جمع اس طرح ہے  
 کہ مولا سے مراد پہلی آیت میں مالک، خالق اور معبود ہے اور دوسری آیت  
 میں مددگار، لہذا کوئی تعارض نہیں رہا۔ اس کے علاوہ بہت سی وجوہ اس  
 بات پر وال ہیں کہ مولانا جب رب اور مالک کے معنی میں استعمال ہوتو  
 وہ مخصوص ہے اللہ جل شانہ کے ساتھ لیکن جب سردار اور اس جیسے دوسرے  
 معنی میں مستعمل ہوتو اس کا نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ ہر بڑے  
 پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد غلاموں  
 کے بارے میں گذر چکا ہے کہ وہ اپنے آقا کو سیدی و مولائی کے لفظ سے پکارا  
 کریں۔ ملا علی قاریؒ نے بروایت احمد حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ ایک  
 جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں آئی۔ انہوں نے آکر عرض

کیا۔ السلام علیک یا مولانا! حضرت علی نے فرمایا میں تمہارا مولیٰ کیسے ہوں تم عرب ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

من کنت مولاہ فعلی میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولاہ مولیٰ ہیں۔

جب وہ جماعت جانے لگی تو میں ان کے پیچھے لگا اور میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ انصار کی جماعت ہے۔ مسجس میں حضرت ابراہیم انصاری رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

مسئلہ: فتح الباری شرح بخاری میں امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مولیٰ کا اطلاق سید کے بہ نسبت اقرب الی عدم الکواہت ہے۔ اس لئے کہ سید کا لفظ تو اعلیٰ پر ہی بولا جاتا ہے لیکن مولیٰ تو اعلیٰ اور اسفل ہر دونوں پر مستعمل ہوتا ہے۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں سال پہلے لطیفہ: ایسے اغبیاء (سفہار الاحلام) کی غیبی خبر دی تھی۔ اس کا ظہور ان اغبیاء سے واضح طور ہوا ہے کہ یہ لوگ اعلیٰ القاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بالخصوص سیدنا وغیرہ کے لئے روادار نہیں چنانچہ فتاویٰ ستاریہ ص ۲۹ ج ۲) میں ہے کہ عوام میں جو الفاظ مروج ہیں مثلاً اللہم صل علی سیدنا و مولانا و حامینا وغیرہ یہ قطعاً ثابت نہیں الا اور پھر جو شخص میں آج نہیں تو نہ ہو جیسے نبیث کو..... انتباہ: اذان میں "سیدنا" محض اسے پہلے اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ محض رسول اللہ کے بعد پڑھانا مکروہ ہے۔ جملے بعض صاحبان

نے سیدنا کا اضافہ کیا تو ہم سب نے اسے بدعتِ ستینہ قرار دے کر ٹھکرایا۔  
 کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ میں  
ایسے ہی؛ سیدنا اول میں اور آخر میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اضافہ  
 ناجائز ہے اس لئے کہ ان مقامات میں اضافہ کلمات کا جز بن جانے کا  
 احتمال ہے۔

اذان و اقامت کے علاوہ نام سن کر انگوٹھا چومنا؛ حضرت مولانا  
 محمد عبدالغفار

حنفی دہلوی نے رسالہ نور العینین مطبوعہ دہلی مجتہدانی ص ۶۷ میں لکھا :  
 ”اگر کوئی مسلمان وقتِ غلبہ حال و جاوہِ ذوق و شوقِ قلبی  
 خارج اذان کے نام مبارک حبیبِ کبریا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
 سن کر بوسے تو وہ بھی مستوجبِ طاعت و منع نہیں ہو  
 سکتا کیوں کہ یہ عمل بزرگِ جمعہ حضرت آدم (علیہ السلام) سے جنت  
 میں واقع ہوا تھا وہ خارجِ اذان سے تھا“  
 فقیر اسی غفلتِ کتبا ہے :

”کہ چونکہ خارجِ صلوٰۃ انگوٹھے چومنے سے اظہارِ محبت و  
 عقیدت اور تعظیم و تکریم سرکارِ کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم مطلوب ہے۔ اسی لئے بہ حکم ”بیت المؤمن خیر  
 من عملہ“ اجر و ثواب پائے گا“

بد مذہب : بد مذہب مثلاً دہلی، دیوبندی، شیعہ  
 کی اذان سن کر انگوٹھے چومنے کے بجائے درود شریف

نے اس کی مزید بحث فقیر نے اپنے رسالہ ”القول الاکرم“ میں لکھ دی ہے۔  
 marfat.com

پڑھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی سن کر جل جلالہ کہنا ہوگا کیوں کہ انگوٹھے  
چونے سے اذان کی اجابت مطلوب ہے اور جب بد مذہب کی اذان  
ہی نہیں بلکہ وہ محض ایک آواز ہے فلہذا اجابت کیسی بے  
معاں اگر انگوٹھے چونے والے کی نیت محض تعلیم و تکریم اور اظہار  
عقیدت و محبت ہو تو کوئی حرج نہیں۔

بعض حضرات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
سیدنا و مولانا : ایسے سادہ الفاظ سے بولتے ہیں۔ گویا وہ اپنے  
کسی رشتہ دار کا نام لے رہے ہیں حال آنکہ سادہ لفظوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ  
و السلام کا اسم گرامی لینا بے ادبی اور گستاخی ہے بلکہ اس سے پہلے سیدنا  
و مولانا کا اضافہ ضروری ہے۔

افسوس کہ وہ جب اپنے کسی بڑے مولوی لیڈر کا نام لیں گے تو  
ڈیڑھ گز نقاب پہلے لگائیں گے مثلاً قطب العالم، قاسم العلوم والجزائر،  
شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت مولانا وغیرہ وغیرہ  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو امام الانبیاء والمرسلین ہیں ان کے  
لئے خود بھی نہیں کہتے اگر ہم غریب اظہار عقیدت کے طور پر جائز  
نقاب برسر ہاتھ ہیں تو نہیں بدعتی، مشرک یا معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔ لیکن  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعلیٰ القاب پر علم و شہرت کرتے ہیں اسی لئے  
”درود تاج شریف“ انہیں ہر وقت چھتتا ہے۔ کیوں کہ اس میں  
نہایت اعلیٰ اور پیکے پیکے القاب مذکور ہیں۔

لے کہ اقبال امام اہلسنت فاضل بریلویؒ نے فقیر کی شرح منور السراج فی شرح درود تاج  
ملاحظہ ہو۔

**محدثین کا ادب :** اسم گرامی کی تعظیم و تکریم محدثین کرام و فقہاء عظام  
 کو اتنا مرغوب ہے وہ فرماتے ہیں بن زرووں میں لفظ "سیدنا" نہیں  
 وہاں درود شریف پڑھنے والا خود بڑھائے یہاں تک کہ دلائل الخیرات شریف  
 پڑھنے والوں کو جب شیخ الدلائل اجازت بخشتے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ فرماتے ہیں کہ  
 حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی سے پہلے سیدنا وغیرہ بڑھا  
 کر نام پینا ایسے ہی ہر اسم پاک سے پہلے سیدنا اور بعد کو درود شریف  
 پڑھنا چاہیے۔

اگر ہمارے ہاں تصریح نہ بھی  
**القاب بڑھانے کی دلیل :** ہوتی تب بھی ہمارے لئے رواتھا کہ ہم  
 اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن القاب کے لائق ہیں  
 ان کے ساتھ ملقب کرنے میں حق بجانب تھے لیکن الحمد للہ ہمیں اس کی  
 تشریح حدیث سے طلب ہے جسے صاحب نسیم اریاض مطبوعہ مصر ص ۲۸۳  
 میں ابن ماجہ و بیہقی و طیبری و دارقطنی سے نقل فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ  
 عنہما سے مروی ہے کہ

اذا صلیتہ علیہ ای  
 صلی اللہ علیہ وسلم  
 فاحسنوا الصلوٰۃ  
 علیہ

جب حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر درود بھیجو  
 تو بہت اچھے صیغوں سے  
 بھیجو۔

**سوال :** جب حضور علیہ السلام نے درود میں سیدنا نہیں بڑھایا اور  
 نہ بڑھانے کا حکم فرمایا تو پھر تم کون لکتے ہو اضافہ کرنے والے ؟

**جواب :** حدیث مذکور کی شرح میں صاحب نسیم الریاض فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے اسم شریف پر تواضع سے لفظ سیدنا ترک فرمایا ہے مگر دوسری کے لئے مستحب ہے کہ لفظ مذکور بڑھائیں۔ کیوں کہ آپ کو ارشاد باری تعالیٰ کا کہ مومنوں کے لئے تواضع کریں۔ لقولہ تعالیٰ **واخفض جناحتک لمن اتبعک من المؤمنین** اور تفسیر بیضاوی وغیرہا میں **واخفض** یعنی تواضع ہے حال آنکہ آپ سید الرسل و جمیع اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اپنی ارفع و اعلیٰ شان کے باوجود آپ اپنے لئے جتنا ہی تواضع وانکساری آپ کو سجتا ہے اس سے کسی نالائق امتی کو لائق نہیں کہ وہ آپ کی تواضع و انکساری کے پیش نظر آپ کو اسی طرح سمجھے یا کہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کوئی بہت بڑا آدمی یا استاد یا بزرگ اپنی تحریر و تقریر میں اپنا سادہ نام استعمال کرے اس کے بعد اس کے متعلق اس کی وہی تحریر و تقریر نقل کریں گے تو کیا وہ بھی وہی الفاظ اسی طرح دہرائیں گے یا ادب کریں گے۔ تو یہاں بھی اسی طرح سمجھئے۔

**سوال :** صحابہ و تابعین و تبع تابعین وغیرہم کیوں اللہم صل علی محمد و آلہ بغیر لفظ سیدنا لکھتے ہیں ؟

**جواب :** بعض روایات سے خود حضور علیہ السلام سے سیدنا کا اضافہ ثابت ہے چنانچہ

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی صلی اللہ علی سیدنا محمد کا ورد کرے تو اس کی برکت سے اس کے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور قسم ہے حق تعالیٰ کی کہ اس سے لوگ محبت اس لئے کریں گے کہ وہ حق تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ اسی طرح دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا



تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو صرف اسی لئے قتل کیا کہ وہ بات بات میں ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبکم“ کے لقب سے یاد کرتا (حال آنکہ یہ قرآن مجید میں ہے ”وما ضل صاحبکم وما غوی“ وغیرہ وغیرہ) یا پھر کسی سخت سزا میں مبتلا فرماتے۔

فقہاء کرام کے ادب و تعظیم کا کمال : و تعظیم قابل تحسین و  
فقہاء کرام کا ادب

مد آفرین ہے کہ انھوں نے نماز جیسی عبادت کی ادائیگی میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی کے ساتھ سیدنا کا اضافہ مستحب قرار دیا ہے چنانچہ در کتاب در مختار و المختار مطبوعہ عثمانی ص ۴۴۲ پر فرماتے ہیں۔

”الندب السیادة لان زیادة الاخبار بالواقع  
عین سلوک الادب فهو افضل من تركه ذکره  
الرملى الشافعى وغيره ومالا تسودونى فی  
الصلوة فكذب درالمختار قوله ذکره  
الرملى الشافعى اى فی شرحه على منها  
جمها النووى ونصه وانفضل الاثبات  
بلفظ السیادة كما قال ابن ظهیرة وصرح به

۱۰ روح البیان ۱۰ تفصیلی بحث فقیر کی کتاب ”با ادب بانصیب  
بے ادب بے نصیب“ میں ملاذکہ ہو۔

جمع وبہ افتی الشارح لان فیہ بما امرنا ہ  
 و زیادة الاخبار بالواقع الذی ہوا دُبّ فہو  
 افضل من ترکہ وان ترددی افضلیتہ  
 الاسنوی واما حدیث لاسیدونی فی  
 الصلوۃ فباطل لا اصل لہ کما قال بعض متأخری  
 الحفاظ و قول الطوسی انما مبطلہ غلط ہ  
 واعتراض بان ہذا مخالف لمدہینا کما مرقول  
 الامام من انه لو زاد فی التشہد لیت منه  
 نعمینبغی علی ہذا یوم ذکرہا واشہدان  
 محمد اعبدہ ورسولہ وانہ یأتی بجامع  
 ابراہیم علیہ السلام۔

لفظ سیدنا افضل ہے۔ یعنی نماز کے درود شریف میں  
 اللہم صل علی سیدنا محمد کہنا افضل ہے جیسا کہ ابن ظہیرہ نے کہا  
 اور فقہاء کی ایک جماعت نے اس کی تصریح نہیں کی، اور اسی کے مطابق  
 شارح صاحب فرمختار نے بھی فتویٰ دیا۔ کیوں کہ اس میں اس چیز کا لانا ہے  
 جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے یعنی حضور کی تعظیم و تکریم اور زیادہ اخبار ہے اس  
 واقع کی، جو عین ادب ہے۔ لہذا اس کا کہنا افضل ہے اس کے ترک سے۔  
 ف : نماز بالاتفاق عبادت ہے اور اس عبادت میں لفظ سیدنا کی  
 زیادہ فقہاء کے نزدیک افضل ہے۔ فقہاء کرام کی اس تصریح سے واضح ہوا  
 کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے پیش نظر سادہ الفاظ میں  
 آپ کا اسم گرامی لینا بے ادبوں اور گستاخوں کا کام ہے۔

سو دووی کی گستاخیاں شمار سے باہر ہیں

سو دووی بھی مان گیا : لیکن کبھی وہ اپنے قلم سے دانستہ یا نادانستہ

ایسی باتیں لکھ جاتا ہے جس سے اس کی اپنی جماعت (اسلامی اجمعی انگشت  
بزدان رہ جاتی ہے اور پھر وہ اس کے ایسے بیانات کو الیا چپاتے ہیں کہ

گویا انہیں خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ سو دووی بریلوی ہو گیا۔

فقیر یہاں نیز اس کے قلم سے ایک بیان نقل کرتا ہے جو اس نے

اپنے رسالہ "ترجمان القرآن" کے مارچ ۱۹۷۵ء مطابق ۱۳۹۵ء کے کالم

رسائل و مسائل ص ۳۸ تا ص ۴۱ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا۔

پہلا سوال تو اس کی اپنی تفسیر تفسیر القرآن کے متعلق تھا دوسرا ہمارے

موضوع کے مطابق ہے۔ ہم اسے لفظ بہ لفظ بلا کم و کاست یہاں درج

کرتے ہیں۔

## تماز میں درود

سوال: آپ نے "خطبات" میں نماز کی تشریح کرتے ہوئے جو درود

درج کیا ہے اس میں سیدنا و مولانا کے الفاظ مسنون و ماثور درود

سے زائد ہیں۔ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو درود منقول

ہوا ہے اس میں یہ الفاظ نہیں پائے جاتے۔ ایک عالم دین نے اس پر

یہ اعتراض کیا ہے کہ مسنون درود سے زائد ان الفاظ کو نماز میں پڑھنا مکروہ

ہے۔ آپ کے پاس اس کے لئے کیا سند جواز ہے؟

جواب: اس اضافے کو جو بزرگ مکروہ قرار دیتے ہیں وہ غالباً مسئلے

کی نوعیت سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے ضروری

ہے کہ تشہد کے پورے مسئلے کی تحقیق کی جائے۔

تشہد کے متعلق صحیح ترین روایت وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہوئی ہے۔ اس کو بیس سے زیادہ سندوں کے ساتھ محدثین نے نقل کیا ہے، اور تمام راویوں نے التخییات سے لے کر عبد ۵ ورسولہ تک پوری عبارت یکساں نقل کی ہے، کسی تراویح کے الفاظ دوسری روایت کے الفاظ سے مختلف نہیں ہیں۔ اس کے باوجود یہ فیصلہ نہیں کروایا گیا کہ نماز میں صرف یہی تشہد پڑھا جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد کو، اور امام مالک رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تشہد کو افضل قرار دیتے ہیں، حال آنکہ ان کے الفاظ باہم بھی مختلف ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی مختلف۔ ان کے علاوہ تشہد کی بہت سی مختلف عبارات ہیں جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت علی، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عائشہ، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابو حمید، حضرت ابوبکر، حضرت حسین بن علی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید خدری اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث میں روایت ہوئی ہیں۔ ان میں سے جس تشہد کو بھی آدمی پڑھے اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ ابن عبید اللہ اور ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ یہ مباح میں اختلاف ہے، یعنی ان مختلف تشہدات میں سے کوئی بھی غیر مباح نہیں ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ علماء کی ایک بڑی جماعت ہر اس تشہد کے پڑھنے کو جائز قرار دیتی ہے جو احادیث سے ثابت ہو۔

لیکن بات صرف یہیں تک نہیں رہتی کہ جو تشہدات حدیث

سے ثابت ہیں ان میں سے کسی ایک کو پڑھ لینا جائز ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ایک جلیل القدر صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تشہد کی ایک عبارت خود نقل کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں دو جگہ اضافہ کیا ہے یہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو داؤد اور دارقطنی میں ان کا یہ ارشاد موجود ہے کہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ کے بعد میں نے دو بکارتہ کا، اور اشہد ان لا الہ الا اللہ کے بعد وحدہ لا شریک لہ کا اضافہ کر دیا۔ مگر یہ بات میرے علم میں نہیں ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو قابل اعتراض ٹھیرا یا ہو۔

اب رہا تشہد کے بعد کا مضمون، تو اس کے متعلق سب سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ اس کا پڑھنا سر سے لازم ہی نہیں ہے۔ ابو داؤد، مسند احمد، ترمذی اور دارقطنی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدہ ورسولہ تک تشہد کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا

اذا قلت هذا اوقضت	جب تم نے یہ پڑھ لیا یا
هذا فقد قضيت	اس کو پورا کر لیا، تو تم اپنی نماز
صلوتک، ان شئت	سے فارغ ہو گئے۔ اس کے
ان تقوم فقم وان	بعد اٹھنا چاہو تو اٹھ جاؤ،
نشئت ان تقعد فاقعد	اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھے رہو۔

یہ ارشاد اس باب میں بالکل صریح ہے کہ عبدہ ورسولہ پر نماز مکمل ہو جاتی ہے اس کے بعد آدمی کچھ نہ پڑھے تب بھی اس کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا، اور درود و دعاء تشہد میں داخل نہیں ہے بلکہ اس سے زائد ایک چیز ہے۔

اس زائد چیز کا پڑھنا یقیناً مستحب ہے، لیکن اس کے لئے شارع  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی عبارت مخصوص نہیں کی ہے جس کے الفاظ مقرر  
 ہوں اور ان میں کوئی کمی بیشی جائز نہ ہو۔ بخاری و مسلم اور مسند احمد میں حضرت  
 عبداللہ بن مسعود کی جو روایت منقول ہوئی ہے اس میں شہد کی عبارت بیان  
 کرنے کے بعد وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم یختیرو  
 من المسألة ما شاء ثم آری جو دعاء چاہے مانگے۔“

مسند احمد اور نسائی کی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ان الفاظ یہ ہیں کہ

ثم لیتخیر احدکم من	پھر تم میں سے ایک شخص کوئی
الدعاء اعجبہ الیہ	دعاء انتخاب کہ جسے جو اسے
فلیدع بہ ربہ عزوجل	سب سے زیادہ پسند ہو، اور
	وہی اپنے رب عزیز و جلیل سے
	مانگے۔

اسی سے ملتے جلتے الفاظ بخاری اور ابوداؤد کی روایات میں آئے ہیں۔ ان ارشادات  
 سے یہ بات صاف ظاہر ہو رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو پسند فرماتے  
 ہیں کہ شہد کے بعد آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے (جس میں درود شامل ہے کیوں کہ  
 وہ بھی ایک دعا ہے، لیکن اس کے الفاظ کا انتخاب خود دعا مانگنے والے پر چھوڑ  
 دیتے ہیں۔

اب درود شریف کے مسئلے کو بیچئے۔ مسترمن کا کہنا یہ ہے کہ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے جو الفاظ ماثور ہیں ان میں کوئی کمی بیشی کرنا مکروہ  
 ہے۔ لیکن کیا واقعی فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ متفق علیہ ہے ؟

امام ابو بکر بن مسعود کا ثانی، جن کی کتاب بدائع الصنائع  
فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں شمار رہتی ہے، اس مسئلے پر کلام کرتے ہوئے  
لکھتے ہیں

ولا يكره ان يقول  
فيها وارحم محمداً  
عند عامة المشائخ  
وبعضهم كرهوا ذلك  
..... والصحيح انه  
لا يكره

اور درود میں وارحم محمداً  
کہنا اکثر اکابر علماء کے  
تذویک مکروہ نہیں ہے  
اور بعض اسے مکروہ کہتے ہیں  
..... مگر صحیح یہ ہے کہ وہ  
مکروہ نہیں۔

اور درود میں ستینا کا لفظ بڑھانے کے متعلق مشہور ثنائی فقیہ شمس الدین  
الترمذی، جو چھوٹے ثنائی کہلاتے تھے، اپنی کتاب نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج  
میں لکھتے ہیں۔

والا فضل الايات  
بلفظ السيادة... لان  
فيه الايتان بما  
اُمنا به وزيادة الاخبا  
بالواقع الذي هو  
ادب، فهو افضل من  
تركه

اور افضل یہ ہے کہ (درود میں)  
لفظ سیادت یا جلالت...  
کیوں کہ یہ ایسی چیز کا لفظ ہے جس  
کے لئے ہم مامور ہیں اور اس  
میں اس امر واقعی کا مزید بیان  
ہے جو ادب ہے، لہذا اس  
کو چھوڑنے سے اس کا ادب اور افضل ہے۔

صرف درود ہی نہیں، تشہد تک میں شوائع نے لفظ "سیتدنا" کے اضافے کو  
صرف جائز رکھا ہے بلکہ اسی پر ان کا مل بھی ہے۔ چنانچہ لفظ علی المنہاج

الاربعہ میں شافعی مذہب کا جو تشہد درج کیا گیا ہے وہ ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے  
 و اشہد ان سیدنا محمد رسول اللہ، حال آنکہ ابن عباس کے جس  
 تشہد کو امام شافعی نے اختیار کیا ہے اس میں تقدسیدنا نہیں پایا جاتا۔

علامہ ابن عابدین شامی کی کتاب رد المحتار فقہ حنفی کی مستند کتابوں

میں سے ہے۔ اس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت کی دعاء  
 کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے اللہم ارحم محمد کہنے کو ناجائز کہا  
 ہے اور بعض نے اُسے جائز قرار دیا ہے، اور اسی دوسرے قول کو امام سرخس نے  
 ترجیح دی ہے۔ پھر درود میں تقدسیدنا کے استعمال پر گفتگو کرتے ہوئے  
 لکھتے ہیں کہ اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے (یعنی حنفیہ کے) مسلک  
 کے خلاف ہے اور اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تشہد  
 میں کمی بیشی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض کمزور ہے۔

کیوں کہ درود تشہد پر زائد ایک چیز ہے، اُس میں شامل نہیں ہے  
 اگر کوئی شخص تشہد میں اشہد ان سیدنا محمد اعبداً ورسولہ  
 کہے تو یہ ضرور مکروہ ہے، لیکن تشہد کے بعد جو درود پڑھا جاتا ہے اس میں  
 یہ لفظ بڑھایا جاسکتا ہے۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں جو درود پڑھا  
 جاتا ہے اس کا درود کے مآثر الفاظ ہی میں پڑھا جانا لازم نہیں ہے، اور  
 ان مآثر الفاظ میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر درود میں اللہم  
 الوحم محمداً اور اللہم صل علی سیدنا محمد کہنا مکروہ نہیں ہے  
 تو سیدنا کے ساتھ مولانا کہہ دینے میں کراہت کی کیا معقول وجہ ہو سکتی  
 ہے؟



یہ سو دوی وہی ہے کہ بے ادبی کرنے پر آجائے تو جسے  
تبصرہ اویسی : علیہ السلام کو ان پڑھ، چروانا اور موسیٰ علیہ السلام کو لنگ کہہ  
وے اور صبح میں آجائے تو نماز میں سیدنا کے اضافہ کو دلائل سے ثابت کرے۔  
عہد عجب رنگ ہیں زمانے کے

## اسم محمد پر درود شریف پڑھنا

ہمارے دور میں عوام میں کم اہل علم میں زیادہ بالخصوص واعظین، مقررین  
اور بے ادب جماعتوں کی عادت بن گئی ہے کہ وہ حضور سرور کو میں صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اسم گرامی کے بعد درود شریف تو پڑھتے ہی نہیں اگر پڑھتے ہیں تو کبھی کبھی  
حال آنکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو پڑھنے، سننے اور لکھنے  
کے بعد درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔ بلکہ نہ پڑھنے اور نہ لکھنے پر سخت  
وعیدیں دار ہیں۔ ہم پہلے درود شریف کے فوائد بیان کرتے ہیں تاکہ اس مرض  
کے بیمار اپنی بیماری کا احساس کر کے اپنے علاج کا سوچیں۔  
درود شریف کے بارے میں روایات کثرت سے ہیں۔ ان کا احصا  
بھی دشوار ہے۔ یہاں پر ہم صرف درود شریف کے متعلق چند فوائد و برکات  
پر اکتفا کرتے ہیں۔

### فوائد و برکات درود شریف

اگر ایک بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
و اتباع و بارک وسلم کے امت پر اس قدر احسانات ہیں کہ ان کا شمار ہو سکتا ہے

- اور نہ ان کی حق ادائیگی ہو سکتی ہے۔ اس بنا پر بقنا بھی زیادہ سے زیادہ درود پاک میں رطب اللسان رہنا کم تھا۔
- ۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس حق ادائیگی کے اور پرہی سینکڑوں اجر و ثواب اور احسانات فرمائے۔
  - ۲۔ درود شریف کے ثواب میں اللہ جل شانہ بندے پر درود بھیجتا ہے۔
  - ۳۔ درود شریف پڑھنے والے پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔
  - ۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر خود درود بھیجتے ہیں۔
  - ۵۔ درود شریف پڑھنے والوں کی خطائیں معاف اور ان کے اعمال کو پاکیزہ بنا دیا جاتا ہے۔
  - ۶۔ ان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔
  - ۷۔ ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
  - ۸۔ خود درود مغفرت طلب کرتا ہے۔
  - ۹۔ درود پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں ایک قیراط کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اور قیراط بھی وہ جو اُحد پہاڑ کے برابر ہو۔
  - ۱۰۔ اُس کے اعمال کو ایک بڑی ترازو میں تو لاجاتا ہے۔
  - ۱۱۔ جو شخص اپنی ساری دعاؤں کو درود بنا لے اُس کے دنیا و آخرت کے سارے کاموں کی کفایت ہوتی ہے۔
  - ۱۲۔ اس کا ثواب غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔
  - ۱۳۔ اس کے پڑھنے کی وجہ سے خطرات سے نجات حاصل ہوتی ہے۔
  - ۱۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کے لئے شاہد و گواہ بنتے ہیں۔

- ۱۵۔ آپ کی شفاعت اَس کے لئے واجب ہوتی ہے۔
- ۱۶۔ اللہ کی رضا اور اس کی رحمت نازل ہوتی ہے۔
- ۱۷۔ اس کی ناراضگی سے امن حاصل ہوتا ہے۔
- ۱۸۔ قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔
- ۱۹۔ اعمال کے نکلنے کے وقت نیک اعمال کا پٹرا بھاری ہوگا۔
- ۲۰۔ حوضِ کوثر پر حاضری نصیب ہوگی۔
- ۲۱۔ قیامت کے دن کی پیاس سے امن نصیب ہوگا۔
- ۲۲۔ جہنم کی آگ سے خلاصی نصیب ہوگی۔
- ۲۳۔ پلِ صراط پر سے سہولت سے گزر ہوگا۔
- ۲۴۔ مرنے سے پہلے اپنا مقرب ٹھکانا جنت میں دیکھ لے گا۔
- ۲۵۔ جنت میں بہت ساری بیبیاں ملیں گی۔
- ۲۶۔ اس کا ثواب بیس جہادوں سے زیادہ ہوگا۔
- ۲۷۔ نادار کے لئے صدقہ کے قائم مقام ہوگا۔
- ۲۸۔ درود شریف زکوٰۃ اور طہارت ہے اور اس کی وجہ سے مال میں برکت ہوتی ہے۔
- ۲۹۔ اس کی برکت سے .. حاجتیں بلکہ اس سے بھی زیادہ پوری ہوتی ہیں۔
- ۳۰۔ عبادت تمہارے ہی اور اعمال میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔
- ۳۱۔ مجالس کے لئے زینت ہے۔
- ۳۲۔ فقرا و تنگی معیشت کو دور کرتا ہے۔
- ۳۳۔ اس کے ذریعہ سے اسبابِ خیر تلاش کے جانتے ہیں۔

۳۴۔ درود پڑھنے والا قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔

۳۵۔ اس کی برکات سے خود درود شریف پڑھنے والا اور اس کے بیٹے اور پوتے مستفیع ہوتے ہیں۔

۳۶۔ وہ بھی مستفیع ہوتا ہے جس کو درود شریف کا ایصال ثواب کیا جائے۔

۳۷۔ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب حاصل ہوتا ہے۔

۳۸۔ دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

۳۹۔ دلوں کو نفاق اور زنگ سے پاک کرتا ہے۔

۴۰۔ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔

۴۱۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ذریعہ ہے۔

۴۲۔ اس کا پڑھنے والا اس سے محفوق رہتا ہے کہ لوگ اس کی غیبت کریں۔

۴۳۔ دین و دنیا دونوں میں سب سے زیادہ نفع دینے والا عمل ہے۔ درود

شریف بہت بابرکت اعمال میں سے ہے۔

۴۴۔ افضل ترین اعمال میں سے ہے۔

۴۵۔ دین و دنیا دونوں میں سب سے زیادہ نفع دینے والا عمل ہے۔

۴۶۔ درود شریف پڑھنے کا ایک عظیم اور کامل فائدہ یہ ہے کہ اس کا نام

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔

ان فوائد و ثمرات میں سب سے بڑا فائدہ اور فضیلت

اعلیٰ فائدہ : یہ ہے کہ درود و سلام پیش کرنے والے کو نبی رؤف و رحیم

صلی اللہ علیہ وسلم بہ نغصہ نغصہ جو اب سے شرف فرماتے ہیں۔

نام محمد کہنا ؛ زبان سے نکلے تو معاً درود شریف پڑھنا چاہیے۔

سننے والا جب بھی یہ اسم پاک سنے تو بھی درود شریف  
نام محمد سننا ؛ پڑھے۔ پڑھنے اور سننے پر درود شریف پڑھنے کے  
بے شمار فوائد اور فضائل ہیں۔ ان کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں خلاصہ کے طور  
پر چند فوائد اور پر مذکور ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ؛ درود شریف پڑھنا خواہ آہستہ ہو یا جہر سے ہر طرح صحیح ہے۔  
بعض جہاں جہر سے درود شریف پڑھنے کو ناجائز کہہ دیتے  
ازالہ وہم ؛ ہیں یہ ان کی نبوت و شہنشاہی کا ثبوت ہے ورنہ صاحب روح ایسا  
نے کلمہ ہے کہ

” احادیث میں وارد ہے کہ درود شریف پڑھتے ہوئے آواز  
بلند کرو اس لئے کہ بالجر درود شریف پڑھنے سے قلب کی روحانی بیماریاں  
سے شفا نصیب ہوتی ہے۔“

ذیل میں چند روایات  
نام سن کر درود شریف پڑھنا ضروری ہے ؛ ان غافلوں کے لئے

ہیں جو حضور علیہ السلام کے نام کو سن کر درود شریف نہیں پڑھتے۔  
عن کعب بن عجرة قال . حضرت کعب بن عجرة رضی اللہ  
قال رسول الله صلى الله عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ  
عليه وسلم احضروا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب  
 ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے  
 جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے پہلے درجہ پر قدم مبارک  
 رکھا تو فرمایا آمین۔ جب  
 دوسرے پر قدم رکھا تو پھر  
 فرمایا آمین۔ جب تیسرے  
 پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین  
 جب آپ خطبہ سے فارغ  
 ہو کر نیچے اترے تو ہم نے  
 عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے  
 منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی  
 بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی  
 آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس  
 وقت جبریل علیہ السلام میرے  
 سامنے آئے تھے جب پہلے  
 درجہ پر میں نے قدم رکھا تو  
 انھوں نے فرمایا ہلاک ہو  
 جائے وہ شخص جس نے رمضان  
 مبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس  
 کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا

المشرف فحفرنا فلما  
 ارتقى درجة قال  
 امين ثم ارتقى الثانية  
 فقال امين ثم ارتقى  
 الثالثة فقال امين  
 فلما نزل قلنا  
 يا رسول الله قد سمعنا  
 منك في اليوم شيئاً  
 ما كنا نسمعه فقال  
 ان جبرئيل عرض  
 لي فقال بعد من  
 ادرك رمضان فلم  
 يغفر له قلت امين  
 فلما رقيت الثانية  
 قال بعد من ذكرت  
 عنده فلم يصل  
 عليك فقلت امين  
 فلما رقيت  
 الثالثة قال  
 بعد من  
 ادرك ابويه

الکبير عندہ  
احدہما فلم  
لیدخلہ الجنۃ  
قلت امین

آمین۔ پھر جب میں دوسرے  
درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا  
ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے  
ساتنے آپ کا ذکر مبارک ہو  
اور درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا  
آمین۔ جب میں تیسرے درجے  
پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک  
ہو وہ شخص جس کے ساتنے اس  
کے والدین یا اُن میں سے کوئی  
بڑھاپے کو پاویں اور وہ اُس کو  
جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے  
کہا آمین۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کا پورا ارشاد نقل کیا گیا ہے۔  
کہ بخیل ہے وہ شخص جس  
کے ساتنے میرا ذکر کیا  
جائے اور وہ مجھ پر درود  
نہ بھیجے۔

عن علی رضی اللہ  
عن النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم قال الجنیل  
من ذکرک عندہ  
یصل علی رواہ النسائی  
والبخاری تاریخہ  
والترمذی وغیرہم  
بسط طرق السخاوی

ف : علامہ سخاوی نے کیا ہی اچھا شعر نقل کیا ہے۔

من لم يُصل عليه ان ذكرا سمه

فهو البخیل وزده وصف جهات

”جو شخص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ بھیجے جس وقت

کہ حضورِ اقدس کا نام پاک ذکر کیا جا رہا ہو۔ پس وہ پکا بخیل ہے اور

آنا اضافہ اس پر کہ وہ بزدل و نامرد ہے“

ان کے علاوہ اور بھی وعیدیں احادیث مبارکہ میں وارد ہیں۔ بخوف طوالت انہی

پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ بخوف طوالت انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مزید تفصیل فقیر

کے رسالہ فضائلِ درود میں پڑھیے

## نام مبارک محمد لکھنے پر درود شریف

اس موضوع پر فقیر نے ایک رسالہ لکھا ہے بنام ”القول الاسلامی فی  
کراہۃ مسلم“ المعروف ”کراہۃ صلعم“۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ  
جب نام نامی اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا جائے وہاں بھی درود شریف  
لکھنا چاہیے۔

محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کے یہاں اس مسئلہ میں انتہائی تشدد  
ہے کہ حدیث پاک لکھتے ہوئے کوئی ایسا لفظ نہ لکھا جائے جو استاذ سے نہ سنا ہو  
حتیٰ کہ اگر لفظ استاذ سے غلط سنا ہو تو اس کو بھی یہ حضرات نقل میں بعینہ اسی طرح  
لکھنا ضروری سمجھتے ہیں، جس طرح استاذ سے سُنلے۔ اس کو صحیح کر کے لکھنے  
کی اجازت نہیں دیتے۔ اسی طرح اگر توضیح کے طور پر کسی لفظ کے اضافہ کی  
مزدورت سمجھتے ہیں تو اس کو استاذ کے کلام سے ممتاز کر کے لکھنا ضروری



سمجھتے ہیں، تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ

لفظ بھی استاذ نے کہا تھا۔ اس سب کے باوجود چند حضرات محدثین اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو درود شریف لکھنا چاہیے اگرچہ استاذ کی کتاب میں نہ ہو۔

(۱) امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم شریف کے محدثین نے فرمایا: مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے۔

۲۔ اسی طرح امام نووی "تقریب میں۔

۳۔ علامہ سیوطی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ضروری ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت زبان کو اور انگلیوں کو درود شریف کے ساتھ

جمع کرے یعنی زبان سے درود شریف پڑھے اور انگلیوں سے لکھے بھی اور اس

میں اہل کتاب کا اتباع نہ کرے۔

۴۔ علامہ فاسی نے فرمایا کہ

والکتاب یشمل التالیف

والرسالة وغیرھا

۵۔ امام کتابی فرماتے ہیں۔

سعت بعض مشائخی

یذکو اندہ یشترط فی

الثواب المذکور التلفظ

باللفظ فی حال الکتابۃ

یعنی کتاب کا لفظ عام ہے رسالہ

سہیا کوئی دیگر تالیف و تحریر

میں نے بعض اساتذہ سے سنا

کہ ثواب اس وقت نصیب

ہوگا جب درود شریف لکھنے کے

بعد زبان سے بھی پڑھے۔

۶۔ علامہ سنی وئی قول بریل میں لکھتے ہیں کہ جیسا کہ تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی پیتے ہوئے زبان سے درود پڑھتے ہو، اسی طرح نام مبارک لکھتے ہوئے اپنی انگلیوں سے بھی درود شریف لکھا کرو۔ اس میں بہت بڑا ثواب ہے اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس کے ساتھ علم حدیث لکھنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔ علمائے اس بات کو مستحب بتایا ہے کہ اگر تحریر میں بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آئے تو بار بار درود شریف لکھے اور پورا درود لکھے اور کابلوں اور جابلوں کی طرح سے صلعم وغیرہ کے مناظر کے ساتھ اشارہ پر قناعت نہ کرے۔ اس بارے میں چند احادیث حاضر ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

وسلم من صلی علی فی

فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے

نہ بئذ تنزل الملائکۃ

کسی کتاب میں ہمیشہ فرشتے

نہیں بندہ صادق صادم اسمی

اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب

فی ذالک کتاب لہ

مک میرا نام اس کتاب میں ہے گا

۲۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرا نام تحریر کرے اور اس کے درود و سلام لکھے تو جب تک وہ درود و سلام اس کتاب میں پڑھا جائے گا بڑا بڑا ثواب ملتا ہے گا۔

۳۔ قیامت کے دن علماء حدیث حاضر ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں دیواریں ہوں گی (جن سے وہ حدیث لکھتے تھے) اللہ جل شانہ حضرت جبریل سے فرمائیں گے کہ ان سے پوچھو یہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم حدیث پڑھنے لکھنے والے ہیں وہاں سے ارشاد ہوگا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ف : علامہ نذوی "تقریب میں اور علامہ سیوطی اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ درود شریف کی کتابت کا بھی اہتمام کیا جائے، جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام گزے اور اس کے برابر لکھنے سے اکتانے نہیں، اس لئے کہ اس میں بہت سی زیادہ فوائد ہیں اور جس نے اس میں تسابلیں کیا بہت بڑی نیر سے محروم ہو رہ گیا۔ علماء کہتے ہیں کہ حدیث پاک اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ بِرَبِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (قیامت میں میرے قریب تر ہوں گے) کے مصداق متذین ہی ہیں کہ وہ بہت کثرت سے درود شریف پڑھنے والے ہیں اور علماء نے اس سلسلہ میں حدیث کو بھی ذکر کیا ہے، جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے جو شخص میرے اوپر کسی کتاب میں درود بھیجے، ملائکہ اُس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں، جب تک میرا نام اس کتاب میں ہے۔ اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس جگہ اس کا ذکر کرنا ضروری ہے اور اس کی طرف التفات نہ کیا جائے کہ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کر دیا ہے اس لئے کہ اس کے بہت سے طرق ہیں جو اس کو موضوع ہونے سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کے مستثنیٰ ہیں کہ اس حدیث کی اصل ضرور ہے اس لئے کہ طبرانی نے اس کو ابو ہریرہ کی حدیث سے نقل کیا ہے اور ابن عدی نے حضرت ابو بکرؓ کی حدیث سے اور اصہبانی نے ابن عباسؓ کی حدیث سے اور ابو نعیم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ انتہیٰ۔ صاحب اتحاف نے شرح اعیان میں بھی اُس کے طرق پر کلام کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حافظ سخاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث جعفر صادقؑ کے کلام سے موقوفاً نقل کی گئی ہے۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ دایہ اقرب ہے۔ صاحب اتحاف کہتے ہیں کہ طلباء حدیث کو عظمت اور جلد بڑی کی وجہ سے درود شریف کو چھوڑنا نہ چاہیے۔ ہم نے اس میں بہت مبارک خواب دیکھے ہیں۔ اس کے بعد پورا سنوں نے کئی خواب نقل کئے ہیں چند خواب حاضر ہیں۔

۱۔ سیانان بن یغنیہ سے نقل کیلئے کہ میرا ایک دوست تھا وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ گزرا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔ میں نے کہا کس عمل پر؟ اس نے کہا کہ میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تھا تو میں اس پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا، اسی پر میری مغفرت ہو گئی۔

۲۔ ابو الحسنؒ میرنی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ ابو علی کو خواب میں دیکھا، ان کی انگلیوں کے اوپر کوئی چیز سونے یا زعفران کے رنگ سے لکھی ہوئی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیسے؟ انہوں نے کہا کہ میں حدیث پاک کے اوپر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔

۳۔ حسن بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ گائیس تو یہ دیکھتا کہ ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتابوں میں ڈرو دیکھنا کیسا ہمارے سامنے روشن اور منور ہو رہا ہے۔ (بدیع السنخاوی)

ابو ذکریانے فرمایا ایک شخص  
**درد شریف نہ لکھنے والے کا برا حال** : حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب  
 بخل نام مبارک کے ساتھ درد شریف نہ لکھتا تھا اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض کا  
 عارض ہوا یعنی اس کا ہاتھ گل گیا۔

۳۔ شیخ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھتا  
 کرتا تھا، وہ نہ لکھتا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں ارشاد فرمایا  
 تو اپنے کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رہتا ہے یعنی وہ سلم میں چار حرف ہیں، ہر  
 حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب، لہذا وہ سلم میں چالیس نیکیاں ہونگی۔

۵۔ صاحب دلائل الخیرات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا ہمسایہ ایک کاتب  
 تھا اس کا انتقال ہو گیا۔ میں نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا آپ کے ساتھ

کیا معاملہ ہوا فرمایا مجھے بخش دیا گیا ہے۔ سبب دریافت کیا تو فرمایا  
 کنت اذ کتبت اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 عادت تھی کہ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی  
 لکھتا تو درود شریف پڑھ لیا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسی  
 نعمتیں عطا فرمائی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی  
 کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے دل پر ایسی بات کھٹکی۔

یوں

ان حکایات سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھنے اور لکھنے والے

انتباہ : کا بہت بڑا مرتبہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ  
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر نام کے ساتھ لفظ صلی اللہ علیہ وسلم لکھے اور نہ  
 صرف لکھنے پر اکتفا کرے بلکہ زبان سے بھی درود شریف پڑھے۔

۶۔ اب ظاہر فرماتے ہیں کہ میری عادت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک  
 کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا میں نے نئی اگر صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں  
 زیارت کی اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر سلام عرض کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے مجھ سے چہرہ مبارک پھیر لیا میں دوسری طرف سے گھوم کر سامنے آیا لیکن  
 آپ نے پھر بھی چہرہ انور پھیر لیا۔ میں نے تیسری مرتبہ آپ کے سامنے ہو کر  
 عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھ سے چہرہ پاک کیوں پھیر لیتے ہیں یعنی ناراضگی  
 کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ جب تیرے سامنے  
 میرا ذکر ہوتا تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا تھا۔

**ف :** ابوظہر فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس واقعہ سے تنبیہ ہوئی۔ اس وقت سے معمول بنا لیا کہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیراً کثیراً تحریر کرتا ہوں۔  
**کتابت صلعم وغیرہ :** آج کل یہ مرض عام ہے خواہ وہ علماء ہوں یا مشائخ، اونچی تعلیم والے ہوں یا عام پڑھے لکھے (الامام شاء اللہ) کہ حضور تاج و اربابیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے اوپر ص، م، ہ، صلعم، صلعم لکھ دیتے ہیں۔ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ ایسا لکھنا محروم القسمہ لوگوں کا کام ہے۔ حضرت شیخ احمد ابن حجر ہیتمی مکی التونی (۹۸۴ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۹۶ میں لکھتے ہیں :-

و کذا اسم رسولہ بان	اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ
یکتب عقبہ صلی اللہ	علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد
علیہ وسلم فقد جرت	صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے کہ
عادة الخلف کا السلف	یوں ہی سلف صالحین کا طریقہ
ولا یختصر بکتابتها	چلا آ رہا ہے۔ لیکن چاہئے اس
بنحو صلعم فانہ عادة	کو لکھتے وقت اختصار کر کے نہ لکھا
المحرومین	جائے اس لئے کہ یہ محروم لوگوں کا
	کام ہے۔

۲۔ آج کل انگریزی خواں و انگریزی داں حضرات کی عام عادت ہے کہ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (انگریزی میں لکھتے وقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مکمل سپیلنگ لکھنے کی بجائے صرف MUND یا MUND لکھتے ہیں۔ یہ بھی شدید

۱ کتاب الصلوة

مردی اور اشکی نازانی تو دعوت دینا ہے۔

مسئلہ : جب لفظ محمد یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی اسم گرامی کسی شخص کا یا کسی دیگر نئے کا نام لکھا جائے وہاں درود شریف پڑھنا ہے نہ لکھنا ہے اور نہ ہی ان اسماء پر تہ، عم وغیرہ کا نشان لگانا ہے۔

مسئلہ : صحابی، ولی اور عالم دین کے نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا جائز ہے۔ ان کے اسماء پر بھی رضی، رح، عم نہیں لکھنا چاہیے۔

بعض جہال سمجھتے ہیں کہ رضی اللہ عنہ صرف صحابہ کرام

ازالہ اولیاء : رضی اللہ عنہم کے لئے ہوتا ہے اولیاء و علماء پر رضی اللہ

عنہم لکھنا جائز سمجھتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے ان جہل جلالہ وغیرہ اللہ تعالیٰ

نے ان کے لئے خاص ہے ایسے

ہی حضرت ان اور حسین و فاطمہ و آل علی رضی اللہ عنہم پر عیدیت تمام نہیں لکھنا

چونکہ یہ لکھنا یہ پیشہ کا شعار ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

سنت سنائی کے اسم پاک سے پہلے القابات پر درود شریف پڑھنا

پایسے۔ اگرچہ یہ درود شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو اور یہ مشہور درود شریف

کثیر الاستعمال ہے یہاں تک کہ بدعت کے منقہ بھی یہی بار بار تکرار سے پڑھا

کرتے ہیں۔

فائدہ : اگر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے "الصلوٰۃ والسلام علیک

یا ربی" پڑھا جائے۔ تب بھی جائز ہے جیسا کہ اہل سنت کے بعض

اہل سنت اس درود شریف کو کثرت سے پڑھتے ہیں۔

ازالہ اولیاء : بعض لوگ تو تم ڈالتے ہیں کہ صرف درود ابراہیمی پڑھنا چاہیے

کیوں کہ یہی درود صحابہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا۔ یہ ان کی دھوکا سازی ہے کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ میں سینکڑوں ڈود موجود ہیں اور ہزاروں درود شریف کے صحیفے کتب احادیث میں موجود ہیں۔ من جلد ان کے "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" بھی ہے۔

۱۔ نسیم الریاض شرح شفا للعیاض مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۲۶۳ میں ہے۔

الذی النبی صلی اللہ علیہ	جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم قال من صلی	وسلم نے فرمایا جس نے
علی عشر اراتی قال	مجھ پر دس بار سلام بھیجا اور
السلام علیک یا رسول اللہ	یوں کہا السلام علیک
عشر اقرات) فکانما	یا رسول اللہ گویا اُس نے
اعتق رقبتہ	ایک گروں آزاد کی

۲۔ علامہ شیخ حنفی زبیر الرحمتی نے خزینۃ الاسرار مطبوعہ مصر ص ۱۸۱ میں یوں روایت کی۔

اخرج ابن الجب الدنیا	ابن ابی الدنیا محدث علیہ الرحمۃ
من قال صلی اللہ علیک	نے حدیث روایت کی ہے
یا محمد سبعین	کہ جس شخص نے صلی اللہ
مرة ناداه ملک	علیک یا محمد ستر (۷۰) بار کہا
صلی اللہ علیک یا	فرشتہ اُسے پکارتا ہے۔ اے
فلان لہ تسقط لک	فلاں تجھ پر بھی رحمت تیری
حاجة الا قضیت	ہر حاجت پوری کی جائے گی۔

فائدہ: یہ حدیث شریف علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (جنہیں



ابن تیمیہ نے حدیث میں بلند پایہ مقام رکھنے والا محدث کہا ہے، کی کتاب شفاء شریف مع شرح نسیم مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۵۱۵ میں بھی ہے اور علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ وہ ہستی ہے جن کی بابت عمدۃ المحدثین شرح المفسرین ہندوستان کے مایہ ناز بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ان کے بھتیجے نے خواب میں دیکھا کہ سونے کے تخت پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ انہیں اس خواب سے وہشت سی طاری ہوئی۔ تو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بیٹا! میری کتاب شفاء کو مضبوط پکڑے رہنا مجھے یہ مرتبہ اس کتاب کے لکھنے سے ملا ہے۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں بجائے ”یا محمد“ کے یا رسول اللہ پڑھنے میں زیادہ تعظیم لکھتے ہیں۔

- ۲۔ شیخ نازلی نے خزینۃ الاسرار ص ۱۸۱ میں یوں بھی لکھا ہے۔  
 الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ خذ بیدی  
 ۳۔ شیخ نازلی نے خزینۃ الاسرار ص ۱۸۱ میں یوں کہنا بھی لکھا ہے۔  
 الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ ادرکنی  
 دس ہزار بار پڑھے۔ پھر ہر رات ہزار بار پڑھے۔ دوسرے جمعہ تک اس کی  
 مراد پوری ہو جائے گی۔

وہذا سر من الاسوار یہ درود شریف قنائے  
 العجیبۃ لقضاء الحاجات حاجت کے لئے ایک ترغیب

ترجمہ بستان المحدثین مولوی عبدالسمیع دیوبندی ص ۲۲

marfat.com

Marfat.com

ویسوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام  
 ۵۔ اسی کتاب میں ہے۔ شیخ عارف اللہ عینی براری قدس سرہ نے فرمایا جو  
 آدمی جمعہ کی رات کو ہزار بار پڑھے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا  
 سیدی یا رسول اللہ قلت حیلتی اور کئی۔ اُس کی حاجت فی الفور  
 پوری ہوگی۔

فانہ مجربٌ بلا شک  
 ۶۔ حاشیہ تفسیر حلالین شریف ص ۲۵۶ بحوالہ تفسیر روح البیان میں یوں  
 منقول ہے۔

ان للصلوٰۃ والتسلیما  
 مواطن فمنها ان  
 یصلی عند سماع  
 اسمہ الشریف فی  
 الاذان قال القہستانی  
 اعلم انه تستحب ان  
 یقال عند سماع الاول  
 من الشہادۃ الثانیۃ  
 قرة عینی یا رسول اللہ  
 ثم یقال اللہم متعنی  
 بالسمع والبصر بعد وضع  
 نظری الایہما من علی  
 صلوٰۃ و سلام کے لئے کچھ موقع  
 و محل ہیں۔ ان میں سے ایک  
 موقع یہ ہے کہ اذان میں جب  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام  
 پاک سنا جائے۔ تو پہلی مرتبہ  
 یوں کہا جائے۔ صلی اللہ  
 علیک یا رسول اللہ اور دوسری  
 دفعہ یوں کہا جائے قرة عینی  
 یا رسول اللہ۔ پھر دونوں  
 انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں  
 پر لگا کر یوں کہے۔ اللہم متعنی  
 والسمع والبصر۔ ایسا

العینین فانه صلی اللہ  
 علیہ وسلم قائد لہ  
 الی الجنة  
 کرنے والے کو حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم جنت میں لے کر جائیں  
 گے۔

سعودی عرب کے عالم السید عبدالحمید الخطیب شیخ الحرم مکہ نے (جو  
 اہل حدیث و ماہر کے ہاں بڑے مسلم ہیں) اپنی کتاب اتھی الرسالت مطبوعہ  
 مصر میں چند اشعار نعتیہ لکھے ہیں جن میں یہ شعر بھی ہیں۔

۱: وقال علیہ صلوا یا عبادکما  
 ونید فانی التھیة والسلام  
 ۲: بھذا یا رسول اللہ انی  
 اتیت مقداً ما کل احترام  
 ۳: علیک سلام اللہ یا سیدالور  
 ومن قدرہ عند الالہ عظیم  
 مندرج بالا اشعار لکھ کر کتاب "رحمت کائنات" کے مؤلف جو ویو بند کی مکتب  
 فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ یوں لکھتے ہیں کہ:

ان اشعار سے مندرجہ ذیل امور واضح ہیں۔

۱۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ دوسرے کہتے ہیں  
 کوئی حرج نہیں۔ علمائے ویو بند کے ہاں بھی شوق و محبت سے صلوٰۃ و سلام  
 کی صورت میں اس ورود شریف کا پڑھنا درست ہے۔  
 ۲۔ اب بھی سلام کہنے والے کا سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں  
 اور اسے پہچانتے ہیں۔

۳۔ حضرات ویو بند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے  
 اپنی کتاب نشر الطیب ص ۲۸۲ میں فخر المذہبین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

رحمت کائنات ص ۱۴۱ بحوالہ الشہاب الثاقب مولوی حسین احمد ص ۴۹

علیہ الرحمۃ کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

صَلَّى عَلَيْكَ اللهُ آخِرَ دَهْرٍ مَتَفَضِّلًا

مترجمًا وحبًا لك الموعود من احسانه

اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرمائے آخر زمانہ تک تفضل کرتا

ہو اور ترجمہ فرماتا ہو اور آپ کو اپنے احسانات موعودہ عطا فرمائے

معلوم ہوا کہ درود شریف بصیغہ حاضر پڑھنا جائز ہے اور الصلوٰۃ

السلام علیک یا رسول اللہ بھی ایک درود ہے اور نیز ثابت ہوا کہ حضور

سرورِ نونین صلی اللہ علیہ وسلم ہر درود پڑھنے والے کی آواز خود سنتے اور پہچانتے

ہیں۔ اس کی تفسیر فقیر کے رسالہ رجم الشیطان فی الصلوٰۃ والسلام

سند الاذان میں پڑھئے۔

ابن قیوم ابن تیمیہ

درود اور سنی سنتنا اور زیارت سے نوازا ؛ کے شاگرد سنی

اپنی کتاب جلاء الافہام مطبوعہ امرتسر فرستادے کہ ابو بکر محمد بن عمر نے فرمایا کہ

میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس تھا تو حضرت شبلی تشریف لائے۔ ابو بکر بن مجاہد

ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کو سینہ سے لگایا اور ان کی آنکھوں

کے درمیان بوسہ دیا۔

تو میں نے عرض کیا اے میرے

آقا آپ۔ شبلی کے ساتھ

یہ سلوک فرمایا ہے، حالانکہ آپ

اور سب کے بعد والے اس کو

دیوانہ تصور کرتے ہیں (ابو بکر

فقلت له یا سیدی

تفعل هذا بالشبلی

وانت وجمع من بعد

یتسور انہ مجنون

فقال لی فعلت یہ

۱۸۸  
 کما رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
 فَعَدَلَ بِهِ وَذَلِكَ  
 إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي  
 الْمَنَامِ وَقَدْ أَقْبَلَ  
 الشَّيْبِلِي فَقَامَ إِلَيْهِ  
 وَقَبَلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ  
 فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 أَلْفَعَلَ هَذَا  
 بِالشَّيْبِلِي؟ فَقَالَ  
 هَذَا يَقْرَأُ بَعْدَ  
 الصَّلَاةِ لَقَدْ  
 جَاءَكُمْ رَسُولٌ  
 مِنْ أَنْفُسِكُمْ  
 عَزِيزٌ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ  
 وَيَقُولُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ  
 يَا مُحَمَّدُ!

بن مجاہد نے فرمایا میں نے شبلی  
 کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔ جیسا  
 کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کو اس کے ساتھ  
 کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ  
 ہے کہ میں نے خواب میں  
 دیکھا ہے کہ حضرت شبلی آئے  
 اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم ان کے لئے کھڑے  
 ہو گئے اور ان کی آنکھوں کے  
 درمیان بوسہ دیا تو میں نے  
 عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے  
 شبلی کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے؟  
 آپ نے فرمایا یہ شبلی نماز کے  
 بعد پڑھتا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ  
 رَسُولٌ مِنْكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ  
 آخِرُ سُوْرَةِ نَبِیٍّ اور پھر تین  
 مرتبہ کہتا ہے صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ اس وجہ  
 سے ہم نے اس پر یہ شفقت  
 فرمائی ہے۔

ف : غور فرمائیے کہ ہر نماز کے بعد لفتد جائے کہ رسول من الفسکو  
 کے بعد صلی اللہ علیک یا محمد پڑھنے والے حضرت شبلی پر حضور  
 پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسی رحمت و شفقت فرمائی کہ اس کے لیے قیام  
 فرمایا اور اس کو پیار سے بوسہ دیا اور اس کو اپنے جمال مبارک کی زیارت سے  
 مشرف فرمایا اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت ہوتا تو کیا مشرک و  
 بدعتی کو یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ! معلوم ہوا کہ یہ درود شریف  
 پڑھنا شرک و بدعت نہیں ہے بلکہ اس کے پڑھنے والے پر حضور صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم شفقت و رحمت فرماتے ہیں ، اور یہ بھی یاد ہے کہ حضرت شبلی  
 رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو معلوم ہے  
 کہ میرا فلاں امتی فلاں مقام پر یہ عمل کرتا ہے وغیرہ وغیرہ

یہ بھی عام تاثر دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
غلطی کا ازالہ : دوسرے درود شریف نہیں سنتے۔ یہ سبھی ان کی غلطی ہے  
 اس لئے کہ صحیح روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے قریب سے  
 سنتے ہیں ایسے ہی دُور سے۔ چنانچہ جلاء الافہام اور طائل الخیرات دونوں روایتیں  
 اس بارہ میں بہت مشہور ہیں اس کے متعلق فقیر کا رسالہ "سماح عن البعید"  
 پڑھیے۔

درد کی فرضیت اور جوہ : پڑھنا فرض اور جوہ ہی حضور علیہ السلام  
 کا اسم گرامی ہے یا پڑھے تو بھی مزدیگاہ ہے کہ درود شریف پڑھے اور نام پاک  
 لکھنے کے بعد پورا درود شریف لکھنا چاہیے اور بہتر ہے کہ پڑھیے بھی۔  
مسائل صلوٰۃ بر محمد ! حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے اسم گرامی سننے پر درود پڑھنا واجب کفایہ ہے جیسا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے تفریح فرمائی ہے اور علامہ فریابی رحمہ اللہ نے بھی مقدمہ ابی اللیث میں یہی لکھا ہے کہ فرض یعنی واجب کفایہ کا ثبوت ملتا ہے اس لئے امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب جماعت میں حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ذکر مبارک ہوا تو اگر ان میں سے کسی ایک نے درود شریف پڑھ لیا تو اوروں کے وجوب ساقط ہو گیا کیوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھنے سے تعظیم و تکریم رسالت مطلوب تھی سو وہ ایک یا دو یا بعض کے پڑھنے سے ادا ہو گئی اسی لئے باقیوں کے لئے ضروری یعنی

واجب نہیں۔  
اقول: فقیر اویسی غفرلہ ملتئم ہے کہ اس سے ناظرین کو کسستی یا غفلت

کا شکار نہ ہونا چاہیے اور نہ اس خیال میں رہیں کہ جب وجوب ساقط ہو گیا تو پھر ہم بری الذمہ ہو گئے جیسے جنازہ کی نماز فرض کفایہ تھی بعض نے پڑھ لی تو باقی اگرچہ ثواب نہ پاسکے لیکن فرضیت ٹل گئی۔ یہاں وہ صورت سمجھ کر غلطی کا شکار نہ ہوں۔ یہ وجوب کفائی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے منسوب ہے اسی لئے آپ کے اسم گرامی سننے پر درود پڑھنے سے محروم نہ رہیں (بشرطیکہ کوئی شمری مجبوری نہ ہو) کیوں کہ قطع نظر حاضر و ناظر کے عقیدہ کے ہر مل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پیش ہونے جب حضور سر و کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے کہ میرے امتی نے میرا نام اقدس سن کر درود نہ پڑھا بتائیے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس میں آپ کی قدر و منزلت کیا ہے گی؟ فلہذا اے عزیزان گرامی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود شریف ضرور

پڑھیں تاکہ آقا کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی طرف سے بارِ خاطر نہ ہوں۔

مسئلہ: جب کوئی تلاوت قرآن مجید کے دوران حضور سرور کونین کا اسم پاک پڑھے جیسے ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم“ یا تلاوت کرنے والے سے یہ اسم گرامی سے تو درود شریف نہ پڑھے تاکہ آیہ قرآنی میں غیر کلام داخل نہ ہو اور نہ ہی قرآن مجید کے نظم و ترتیب میں خلل ہو۔ ہاں بعد فراغت درود شریف پڑھ لے۔ اگر نہ پڑھے تو گناہ گار نہ ہوگا۔

تنبیہ: بعض جاہل حفاظ اور بے خبر مولوی ختم شریف مروجہ پڑھتے ہوئے آیت ”ماکان محمد“ کے بعد ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ پڑھ کر ”ابا احد من رجالکم“ پڑھنے اور سننے پر درود شریف پڑھتے ہیں انہیں روکا جائے تو رٹتے جھگڑتے ہیں۔ انہیں حکمت عملی اور نہایت نرمی کے ساتھ سمجھایا جائے۔

مسئلہ: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی پڑھنے سننے پر ناموا اذان و اقامت کے انگوٹھے چومنے اور سر جھکانے میں حرج نہیں کیوں کہ انگوٹھے چومنے سے پیار و محبت کا اظہار اور سر جھکانے میں تعظیم و تکریم مطلوب ہے اور وہ شرعاً مرغوب و محبوب ہے۔

حوالہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ تھی کہ اسم گرامی (محمد) سن کر سر جھکاتے تھے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جھکنے سے سجدہ کا شائبہ ہے یہ ان کی بے وقوفی

لے نور الایمان فی آثار الرحمن۔ لے قاضی خاں وغیرہ



ہے صرف سر جھکانا سجدہ نہیں جب تک سجدہ کی نیت نہ ہو۔ کیا وہ سر جھکا کر کوئی کام نہیں کرتے اور نہ ہی پیشاب کا ڈھیلہ زمین سے اٹھاتے وقت سر جھکاتے ہیں یا بنی اسرائیل کی طرح سر اٹھا کر مقعد زمین پر لگا کر پھر ڈھیلہ اٹھاتے ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی

**خلیفہ مہدی عباسی کا ادب :** رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابراہیم مانع

سے روایت ہے کہ االیان بصرہ کے دو گروہوں میں ایک نہر کے سدا میں تنازع ہو گیا۔ ایک فریق کا دعویٰ تھا کہ نہر کی زمین پر خداوند تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو قبضہ عنایت فرمایا ہے کیوں کہ یہ زمین جس میں نہر جاری ہے۔ تمام مسلمانوں کی ہے کسی فرد واحد کی نہیں ہے۔ کسی ایک شخص کو ملکیت کا حق نہیں پہنچتا اور نہ کوئی شخص اس کو فروخت کر سکتا ہے۔ اگر کوئی فروخت کر بھی ڈالے تو اس کی قیمت تمام مسلمانوں پر تقسیم ہونا چاہیے یا وہ رقم عامۃ المسلمین کی جملائی میں خرچ ہو جائے۔ اور دوسرے فریق کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نہر ہمارا ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو نہر مردہ زمین کو زندہ کرے وہ اسی زمین والے کا حق ہے چوں کہ ہماری زمین مردہ ہے (نا قابل کاشت) اس لئے یہ بعض ہمارا حق ہے۔ مہدی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر تعظیماً اس قدر جھکا کہ اس کا منہ قریب تھا کہ زمین سے لگ جائے اور کہا کہ جو حدیث تریف تم نے بیان کی ہے وہ بے شک ہمارے لئے قابل اتبار ہے۔ اب صرف دیکھنا یہ ہے کہ تمہاری زمین واقعی مردہ ہے یا نہیں۔ میں تمہارے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتا کیوں کہ اس زمین کے گرد قدرتی طور پر پانی موجود ہے پھر وہ کس طرح مردہ ہو سکتی ہے؛ ہاں اگر تم اس پر گواہی پیش کرو تو میں تسلیم کر لوں گا۔

ف : امام مالک رحمہ اللہ کی تقلید کی حیثیت سے نہیں بلکہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعتبار سے ہم نے ان کا قول لکھا لیکن جو ہر عشق تقلیدی نہیں تحقیقی ہے جہاں سے جیسے ہی حاصل ہو سکے اور پھر خلیفہ ہدی عباسی بھی نہ ہی لحاظ سے سستی بادشاہ گذرا ہے۔ اس کا یہ عمل بھی ہے۔ اگر نہیں کرتا تو ہم اسے ملامت نہیں کرتے کیوں کہ عشق کی ایک عجیب منزل ہے اور ایک نرالی آگ ہے کہ لگائے سے نہیں لگے بجھائے سے نہ بجھے۔ وہ مجنون تھا جو لیلیٰ کے دروازے کے کتے کے پیر چومتا تھا جو مجنون محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وہ کیا کرے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھئے وہ فرماتے ہیں :

یک جان چہ کنم کہ دو صد جان سازیم  
فدائے سگ دربان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

**مسئلہ بحق محمد :** دعائے وقت بحق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم اہل مکت کے نزدیک جائز ہے۔ ہمارے زمانہ کے معتزلہ و بلا بی نا جائز سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کا حق نہیں تو پھر ”بحق محمد“ جتلا کر دعا مانگنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے ہم کہتے ہیں حق یہاں پر بمعنی رتبہ و قدر و منزلت ہے یا اس سے وہ حق مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں کے لئے اپنے اوپر مقرر فرمایا ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ”ما حق العباد علی العباد“ جیسے اس حدیث شریف میں حق سے وجوب نہیں بلکہ فضل و کرم کا حق مراد ہے تو ایسے ہی ہماری دعاؤں میں بھی بحق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کا

فضل و کرم اور اپنے حبیب اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور قدر و منزلت مراد ہے۔ ایسے ہی "بحق بنی فاطمہ اور بحق فلان و فلان الخ"

تنبیہ: یہ اس لئے ہم نے لکھا کہ مخالفین عیار ہیں نہ ہمارے فقہاء کی وہ عبارات دکھا دیتے ہیں جو معتزلہ کے دور یا ان کے عقیدہ کے پیش نظر لکھی گئی ہیں کیوں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر نیک کا حق واجب ہے وغیرہ وغیرہ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کے حق و جوبی کے پیش نظر دعائیں بحق فلان و فلان کہنے کو روکا تھا۔ پھر بعد کے فقہاء کرام نے جواز کا فتویٰ دیا کیوں کہ جب معتزلہ کا نہ صرف زور ٹوٹا بلکہ ان کا نام و نشان تک نہ رہا تو پھر قواعد تبدیل الاحکام تبدیل الازمان کے تحت جواز کا فتویٰ صادر ہوا۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "الوسیلہ" میں دیکھئے۔

بحق و بفضیل جیسے الفاظ دعاؤں کے استعمال میں آج روایہ: کل روایہ اختلاف کرتے ہیں یہ بھی اعتزال کا ایک شوشہ ہے۔ دراصل اسلام میں اس کے اختلاف کا وجود نہیں تھا۔ اسلاف سے اختلاف تک سب اسے استعمال کرتے چلے آئے۔ چنانچہ تصانیف اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ اس کی شاہد ہیں۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے کہا:

خدا بحق بنی فاطمہ

کہ بر قول ایمان کنی قائمہ

اور یہ وسیلہ کے طور ہوتا ہے اور مخالفین کے سربراہ تو قبر کے اٹھتے ہی اپنے مولیٰ کے وسیلہ کو پکارتے ہیں۔ چنانچہ حافظ محمد احمد (دیوبندی) نے کہا کہ شیخ الہند محمد حسن۔ شید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی کے پاس میں لکھتا ہے:

تبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم  
 بوسہ دیں لب کو میرے مالک و رضوان دونوں  
 بحرِ ذخار ہیں لیکن نہیں ساحل کا پتہ  
 ابرِ رحمت ہیں مگر ہیں گہرا نشاں دونوں

## ”کیا ہی عجیب نکتے ہیں نامِ محمد میں“

نقطہ ایک طرح کا عیب ہے اسی لئے اللہ جل جلالہ کا اسم ذاتی غیر منقطع  
 ہے یعنی نقطے سے منزہ ہے۔ ایسے ہی حضور علیہ السلام کا اسم گرامی بھی نقطہ  
 سے مرتب ہے۔ اس کی تفصیل آتی ہے۔

لام مشد و کیوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی میں میم مشد ہے۔  
 اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جیسے لام اور میم میں وصل بلا فصل ہے ایسے  
 ہی حق تعالیٰ اور رسولِ مجتبیٰ میں وصل اور قرب ہے اور یہ بھی مستحق ہوگا کہ  
 جیسے بعد لام کے میم آتا ہے ایسے ہی بعد خدائے کریم غفور رحیم کے رسولِ عظیم علیہ  
 الصلوٰۃ والتسلیم ہی کا مرتبہ ہے۔

۱۔ یہ ایک مستقل قصیدہ ہے جو محمود الحسن نے اپنے دونوں مریوں کے مناقب و کمالات پر  
 لکھا ہے۔ مطبع مجتبیٰ دہلی میں چھپا نقیر کے پاس موجود ہے۔ ایسی عزیز  
 حیات امداد از پر و فیروز الرحمن انوار ص ۴۱، ۴۲

## الصلوة معراج المؤمنين کیوں؟

وقائق الاخبار الامام عبد الرحيم  
بن احمد القاضى رحمه الله ص ۳۳۵

واعلم ان الله  
تعالى امر الخلق  
بالصلوة على صورة  
اسم احمد ومحمد  
فالقيام كمثل الالف  
والركوع كالحاء  
والسجود كالميم  
والقعود كالذال  
وخلق على صورة  
اسم محمد  
عليه الصلوة  
والسلام فالواو  
مدور كالميم  
الاولى واليدان  
كالحاء والبطن  
كالميم الثانى  
والرحبان  
كالذال.

يعنى الله تعالى نے نماز کا حکم دیا  
تو اس میں احمد و محمد کا نقشہ  
بنا پڑتا ہے۔ مثلاً قیام بصورت  
الف اور رکوع بصورت حا  
اور سجود بصورت میم اور قعود  
بصورت ذہا ہے۔ اس کا  
مجموعہ احمد ہوا۔ یہی وجہ ہے  
کہ نماز اگرچہ مختصر سی عبارت  
ہے لیکن چوں کہ اس میں محبوب  
کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کے اسم گرامی احمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کا نقشہ ہے۔ اس لئے  
یہ تمام عبادات کی سر تاج ہے  
اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی عزت و احترام میں رٹے  
انکانے والے سوچیں کہ جس  
نماز کو تم اپنا ذریعہ نجات سمجھتے  
ہو وہ حبیب خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کے الفاظ کی صرف

ہم شکل ہے۔ پھر اس ذات کا کیا  
کہنا جن کی طرف یہی الفاظ  
منسوب ہیں۔ جن کی وجہ سے  
مازنی "معراج المؤمنین" کا

لقب پایا۔

نکتہ ۱: ہر ایک کا ذاتی نام ایک ہوتا ہے یہاں تک کہ خود ذات واجب  
الوجود تعالیٰ شانہ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم رؤف و رحیم  
علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم کو دو (ذاتی) ناموں سے موسوم فرمایا تاکہ  
مخلوق میں کسی کو ان کے ساتھ برابری کا دم بھرنے کا موقع نہ ملے۔ یعنی آپ  
کے اسم گرامی ذاتی دو ہیں۔

۱. محمد ۲. احمد۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

نکتہ ۲: حضور کے اسمائے محمد، احمد، محمود میں لفظاً  
و معنیاً آپ کی تعریف ظاہر ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب  
رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ فرشتوں کا کلمہ ہے لا الہ الا اللہ احمد  
رسول اللہ جنات کا کلمہ ہے لا الہ الا اللہ محمود رسول اللہ انسان  
کا کلمہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

نکتہ ۳: ان تینوں اسمائے گرامی کا مادہ حمد ہے جو حق تعالیٰ کے لئے مخصوص  
ہے۔ چنانچہ وہ خود تعظیم فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین ایسی  
نسبت اسمی کسی نبی مرسل کو مرحمت نہیں ہوتی۔

اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ممدوح ہیں۔

نکتہ نک۔ اللہ تعالیٰ کا نام محمود اور حضور نبی پاک کا نام محمد ہے عقلاً تعاضداً کے خلاف ہے اسلئے کہ محمود مجرود اور محمد مزید فیہ اور غرب کا قاعدہ ہے کہ جس میں الفاظ زائد ہوں۔ وہاں مبالغہ ہوتا ہے۔ جیسے رحیم و رحمن اور فتح الباب و فتح الباب۔ اس معنی پر اللہ تعالیٰ کا نام محمد اور حضور علیہ السلام کا نام محمود ہو۔ لیکن اس کے برعکس اسلئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حمد کرنے والی مخلوق ہے۔ اور وہ حادث اور فانی ہے اور حضور علیہ السلام کی حمد کرنے والا خود ہے اور مخلوق بھی اور ظاہر ہے کہ اگر مخلوق کی حمد کو فنا ہے۔ تو خالق کی حمد کو بقا ہے اور صرف کا قاعدہ ہے کہ فعل کی قوت رحمت کا وار و مدار فنا نل ہے۔ ہوتا ہے چونکہ نبی علیہ السلام کا حامی قوی ہے اسی لئے آپ کو اسم محمد سجتا ہر اور خالق مخلوق ہے اسی لئے نام اسی کے لائق ہے

نکتہ دربارہ ختم نبوت: حضرت علامہ امام محمد اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ اپنی تفسیر روح البیان آیت مَا كَانَ مُحَمَّدًا كَتَمْتِ الْوَحْيِ فَرَمَلْتِ ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کی ابتداء میں میم ہے اور یہ مخارج میں سبب آخری مخرج ہے اسمیں اشارہ ہے کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد تشریف لائیں گے۔ ایسے آپ کے میم سے معلوم ہوا کہ آپ کی بعثت چالیس سال کے بعد ہوگی۔ اسلئے کہ نیم کے اعداد چالیس ہیں۔

نکتہ دیگرہ امام زینشاہ پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ آپ کے اسم گرامی (محمد) کے چار حروف ہیں۔ اشارہ ہے کہ آپ ظاہراً باطناً ذات حق کے موافق ہیں یہاں بھی یہی بات کہ آپ کے اسم گرامی [محمداً] کے چار حروف تو اللہ کے حرف

بھی چار۔ ایسے ہی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے حروف بارہ **سُ** تو محمد رسول اللہ کے بارہ ہیں  
**چار یار نبی کے غم خوار**۔ اگر محمد رسول اللہ کے حرف بارہ ہیں تو  
 ابو بکر الصدیق کے بھی بارہ **سُ**۔ ایسے عمر بن الخطاب کے بھی بارہ **سُ**۔ ایسے عثمان  
 بن عفان و علی بن ابی طالب کے بارہ بارہ حروف ہیں۔

یہ اسی مناسبت نامہ کی طرف اشارہ ہے کہ یہ حضرات حضرت محمد عربی صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے عین مطابق اور انہیں کلی طور فانی ہیں۔

### نسب چار یار

ایسے ہی چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا نسب حضور  
 نبی عربی مختار صلی اللہ علیہ وسلم؛ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہے۔ مثلاً حضرت علی**  
 رضی اللہ عنہ اب ثانی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پانچویں پشت میں حضرت ابو بکر  
 رضی اللہ عنہ ساتویں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے ساتھ ملتے ہیں۔ فاشدہ: اس سے شیعہ کا رد ہوا کہ وہ عوام میں  
 صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ دار سمجھتے ہیں۔  
 لیکن باقی خلفاء کو غیر ثابت کرتے ہیں یہ ان کی غلطی اور تعصب ہے۔

**نکتہ در حروف محمد**؛ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی علیحدہ علیحدہ حروف کے

لحاظ سے ۳۱۴ مرسلین کی گنتی کو حاوی ہے مثلاً لفظ محمد میں تین میم ہیں۔  
 بوجہ ادغام المیم فی المیم کے۔ ان کی گنتی ۹۰ کو تین سے ضرب دینے پر ۲۷۰ حا  
 ہوتے۔ ایسے ہی حاء اور دال کو علیحدہ علیحدہ لیا گیا تو ان کے اعداد (۳۵) ہوتے  
 اور اس کو سابق عدد سے ملا یا گیا تو کل ۳۱۴ عدد ہوتے۔ اور یہی رُسل کرام علیہم السلام



کی تعداد ہے۔ حضرت جامی قدس سرہ نے فرمایا ہے

۱- محبت چوں بلا نہا یہ ز حق — یافت شد نام او ازاں مشتق

۲- می نماید چشم عقل سلیم حرف حالتش عیاں میاں دویم

۳- چوں رخ حور کن کنارہ او کشتہ پید او گوشوارہ او

۴- یاد و حلقہ ز عنبرین مویش یاد و حلقہ ز عنبرین مویش

۵- دال آں کز ہمتہ فرو نشست دل بنازش گرفتہ بر سر دست

ترجمہ: ۱) اے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی مدح غیر نہایت ہے گویا اسلئے کہ آپ کا نام حمد سے مشتق ہے۔

۲) چشم عقل سلیم نظر آتا ہے کہ آپ کی حار و دویموں کے درمیان ہے۔

۳) آپ کی حاء کا کنارہ حور کے چہرے جیسا معلوم ہوتا ہے گویا دویم اس کی دو بالیاں

ہیں۔

۴) یاد و حلقہ ز عنبرین کے دو حلقے ہیں جو حار کے چہرے کے دونوں کناروں عیان ہیں

۵) دال (محمد کی) سب سے نیچے تشریف رکھتی ہے اسی لئے دل اس کی ناز برداری کے لئے

ہاتھ سر پر رکھ دیا۔

**عقیدت صاحب لؤلؤ البیان** حضرت امام علامہ محمد اسماعیل حق حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے

مذکورہ بالائے نکات لکھنے کے بعد اسم محمد کے وہ برکات بیان فرمائے ہیں جو فقیر گذشتہ

اوراق میں لکھ چکا ہے۔ پھر اسم محمد سے چند آداب کا ذکر فرما کر مجمع اللطائف

سے حضرت سلطان محمود غزنوی قدس سرہ کے ادب کا واقعہ لکھا جسے فقیر نے آداب

بادشاہان زمان کے باب میں لکھا ہے۔

کسی نعت خواں نے ڈاکٹر اقبال کے سامنے یہ نعت پڑھی: ”جس کا نام ہے محمد

اُس سے درجگ ہے جیالا“ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دو شعر میرے بھی لکھ لو۔

فرماتے ہیں سے

جن کا نام ہے مُحَمَّدٌ اُن کا ہر مومن متوالا  
 قدرت کی تحریر بن جائے ؛ اُمّی اور تقیر بن جائے  
 بخشش کی تدبیر بن جائے ؛ پسر ہے بھولا بھالا  
 جن کا نام ہے مُحَمَّدٌ اُن کا ہر مومن متوالا  
 آن کی آن میں عرش پر جائے ؛ آنکھ کھلے تو فرش پہ آئے  
 مکہ کا سوچ کہلائے ؛ دُنیا کا اُجیالا۔  
 جن کا نام ہے مُحَمَّدٌ اُن کا ہر مومن متوالا

نکتہ از حضرت سلطان باہو

رحمۃ اللہ علیہ والہٖ وسلو توفیق الہدایہ صلا میں حضرت سلطان اعرافین

سلطان باہو قدس سرہ نے فرمایا۔

”اسمِ مُحَمَّدٌ کے چار حرف ہیں جن سے دونوں جہاں روشن ہیں“  
 ابو محمد طاہر سیف الدین المتوفی ۱۹۶۵ء بمطابق ۱۳۸۵ھ فرماتے ہیں  
 مُحَمَّدٌ حَسْبِي فِي شِدَاتِي ؛ طَوْبًا لِمَنْ هَجَلَ حَسْبُهُ  
 مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہیں پریشانی و دشواری میں۔ خوشخبری اس کے  
 لیے جس کے کفیل و گہبان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

نقش محمد و احمد فقیر اویسی نے لاہور کے ایک پرانے اشتہار سے یہ عبارت دیکھی

”سلطنت برطانیہ دنیا میں سب سے وسیع سلطنت ہے جس  
 کی ملکیت میں سب سے وسیع حصہ برٹش انڈیا ہے۔ اس ملک میں

اس سلطنت نے تاریخی یادگار جو قابل اہمیت ہے۔ رائے سینا نے تیار کی ہے۔ خداوندِ قدس نے اس اہم یادگار کی تیاری کے دوران میں جب کہ پتھر چیرے جا رہے تھے۔ ایک سُرخ پتھر جبکہ اس کو چیر کر ایک سے دو کیا گیا تو اس پتھر کے سینہ میں بخطِ ابری حضورؐ علیہ السلام کے ہر دو نام (صالح) اور (احمد) منقش پائے گئے۔

صفتِ نڈا مندرجہ  
ذیل شعر کی تصویر  
ہے



نہ خدا ہیں  
نہ جدا ہیں۔

من تو شدم تو من شدی  
پس کس نگوید بعد از من دیگرم تو دیگری۔

**تفصیل :-** اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے منظر اقم ہیں۔ آپ کا ہر معاملہ معاملہ خداوندی ہے اسی لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہر امر میں ساتھ ملایا چند آیات بطور نمونہ حاضر ہیں۔

## نامِ خدا اور نامِ نبی کا اتصال

حافظ ابو نعیم رشتہ علیہ فرماتے ہیں کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ قرآن کریم میں جہاں اطاعتِ عبادت کے فرائض احکام وعدہ اور وعید وغیرہ کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ وہاں اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب

کا نام یا منسب بھی متصلاً ذکر کیا

آیات حاضر خدمت ہیں۔

۱۱. أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (پارہ ۵۹ سورۃ النساء آیت ۵۹)  
 ۱۲. أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَ أَنْتُمْ تَسْعَوْنَ  
 (پارہ ۱۸ سورۃ الانفال آیت ۱۸)

۱۳. وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. (پہلے سورۃ التوبہ آیت ۱۳)  
 ۱۴. إِنَّهَا السُّؤْمُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ.  
 (پہلے سورۃ النور آیت ۲۲)

۱۵. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ (پہلے سورۃ انفال آیت ۲۴)  
 ۱۶. مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (پارہ ۱۸ سورۃ الاحزاب آیت ۳۶)  
 ۱۷. إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (پارہ ۱۸ سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)  
 ۱۸. بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (پارہ ۱۸ سورۃ توبہ آیت ۱۳)  
 ۱۹. إِذْ أَنْقَضَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (پارہ ۱۸ سورۃ توبہ آیت ۱۳)  
 ۲۰. وَلَوْ يَتَّخِذُ أَهْلُ الْاٰمِنِ دُونِ اللَّهِ وَلَا رُسُلَهُ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَبَعْضَهُ  
 (پارہ ۱۸ سورۃ التوبہ آیت ۱۳)

۲۱. الَّذِينَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (پارہ ۱۸ سورۃ التوبہ آیت ۳۳)  
 ۲۲. إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (پارہ ۱۸ سورۃ توبہ آیت ۲۵)  
 ۲۳. وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (پارہ ۱۸ سورۃ التوبہ آیت ۲۹)  
 ۲۴. وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (پہلے سورۃ انفال آیت ۳۳)  
 ۲۵. مِّنَ الْأَنْفَالِ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ (پارہ ۱۸ سورۃ انفال آیت ۱۳)  
 ۲۶. فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (پارہ ۵۹ سورۃ النساء آیت ۵۹)

(۱۷) وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۵۹)  
 (۱۸) وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ ؕ

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۵۹)

(۱۹) فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَ لِلرَّسُولِ (پارہ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۱۳)  
 (۲۰) وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ؕ

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۱۳)

(۲۱) وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۱۳)

(۲۲) أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (پارہ ۱۰ سورۃ الاحزاب آیت ۱۳)

بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ کو خود اپنا معاملہ بتایا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۲۳) وَمَا رَأَيْتَ إِذْ رَأَيْتَ وَ لَكِنَّ اللَّهَ رَأَى (پارہ ۱۰ سورۃ انفال)

(۲۴) إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ (پارہ ۱۰ سورۃ فتح)

(۲۵) وَلَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْا ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا

اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

(پارہ ۵)

اس عقیدہ کو آج شرک سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور یہی بات منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہی تھی۔ کیونکہ جب "مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" جیسی آیات نازل ہوئیں تو منافقین نے کہا کہ ادھر تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کو واحد لا شریک لہ مانو۔ اور ادھر اپنی طاعت کا حکم بھی دیتے ہیں یہی شرک نہیں تو اور کیا ہے (روح البیان)

حالانکہ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا منظر اقم ماننا عین اسلام ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے درختوں پر بھی اپنی تجلیات کا منظر بنایا کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ

إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

اس مسئلہ کو نہ سمجھا تو صوفیہ کرام کے اقوال کو کفر و شرک کہہ دیا مثلاً حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

غیب الغیب دے دیسوں آیا۔

شہر شہادت ویرہ لایا۔

وحدت واقفیا اظہار بہ احدوں ویس و طاعتی احمد۔

یعنی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب الغیب کے ملک سے آئے اور شہادت کے ملک میں بسیرہ فرمایا۔ یہ وحدت کا کثرت میں اظہار ہے جو احمد میں ظاہر ہوا۔

حضرت مولانا محمد یار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا۔

بجاست تھے جو اتنی عمدہ کی بانہری ہرم  
لاؤ اس کے عرش پر اتنی انا اللہ بن نے نکلیں گے۔

انسان بہ شکل محمد دقاتق الاخبار میں ہے کہ خلق الخلق علی صورة اسو

محمد علیہ السلام فالرأس مذور كالصميم الاولی وانیدان  
كالحاء والبطن كالصميم الثانیہ والترجلان كالدال۔ یعنی انسان کا سر  
مذور صمیم کی طرح اور ہاتھ حاء کی طرح اور شکم محوف بہ شکل میہم ثانی اور پاؤں بصورت  
دال ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ کافر کو بصورت انسان دوزخ میں

داخل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ صورت انسانیہ کو تبدیل کر کے۔

سوال :- کافر کی صورت کیسے تبدیل کی جائے گی۔ اس کی حقیقت سمجھ میں نہیں

آ رہی اس کی وضاحت کیجئے؟

جواب: دوزخ میں کافروں کو ڈالا جائیگا۔ صورتِ محمدی کا اعزاز ان سے چھین لیا جائے گا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **صِرْتُ سِ الْكَاْفِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ أَحَدٍ**۔ یعنی قیامت کے روز کافر کے مانند پہاڑِ احد کے مانند ہو جائیں گے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ **مَا بَيْنَ مَنَاكِبِ الْكَاْفِرِ فِي النَّارِ سِيرَةٌ ثَلَاثَةٌ أَيَّامٍ لِلرَّكِبِ الْمُسْرِعِ**۔ یعنی جہنم میں کافر کے دو ہونڈھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو سوار کے تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے جہنم میں کافر کے موٹاپے کا حضور نے اس طرح ذکر کیا ہے۔ **أَنَّ غَاظًا جَلِدُ الْكَاْفِرِ شَابَانَ وَأَرْبَعُونَ ذِرَاعًا**۔ کافر کی جلد کا موٹاپا ۴۲ ماتھ کا ہوگا۔ اور اس کے بیٹھنے کی جگہ سے متعلق فرمایا۔ **أَنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ أَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ**۔ اور جہنم میں اسکے بیٹھنے کی جگہ مکہ و مدینہ کی درمیانی فاصلہ کے برابر ہوگی۔

جہنم میں کافر کے انضار ایسے بڑے ہو جائیں گے۔ تاکہ اسی لحاظ سے ان کو عذاب بھی بڑا دیا جائے۔ بہر حال وجہ کچھ بھی ہو۔ ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ہمارا ایمان سے کہ حضور نے جو فرمایا یا حق ہے۔ درست ہے اس میں عقل کو ذخیل بنانا جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔

## مہربانوت میں

روح البیان پارہ ۵، رکوع اول میں ہے کہ ”مہربانوت پر لکھا تھا لا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ يَا لَكُنْهَاتُ“ محمد نبی امینؐ اس کے بعد ازالہ وہم فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف الفاظ دیکھنے والوں کے مختلف الحال ہونے کی وجہ سے تھا کیونکہ بندہ

مختلف الحال ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں تجلیات مختلف نظر آتی ہیں۔

**کافر کی شکل بدل جائیگی :-** وقائق الاخبار ص ۱ میں ہے لا یحرق احد من الکفار علی صورته بل علی صورۃ الخنزیر ثم تحرق بالنار؛ یعنی کوئی کافر محمدی صورت میں ہو کر جہنم میں نہ جائے گا۔ بلکہ اُسے خنزیر کی شکل میں تبدیل کر کے جہنم میں پھینکا جائے گا۔

**اسلام محمد میں:** حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا کہ حروف اسم مبارک

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اعداد سے لفظ اسلام نکلتا ہے۔ چنانچہ میم اول سے یم حار سے الف یم دوم سے یم اور دال سے آل ان کے اعداد ۱۲۲ ہوتے ہیں اور اسلام کے اعداد بھی ایک سو تیس ہیں۔

(ملفوظات ص ۲۹۲) اور واقعی یہ حق ہے۔ اسلئے کہ اسلام بھی تو ادا سے محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔

۲۔ حروف محمد صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن العماد الافقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں حروف میں اسرار رموز ہیں۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

”م“ محو الکفر بالاسلام و محو سیئات من اتبعہ یعنی

مُر سے مراد ہے مٹانا کفر کا دین اسلام کے ساتھ۔ یا مٹانا حضور کے غلاموں کے

گناہوں کا۔ وقیل مباحث اُمّیۃ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مُر سے مراد یہ ہے

کہ آپ اپنی امت کے مالک ہیں۔ ”ح“ حکمۃ بین الخلق بأحكام اللہ

تعالیٰ۔ یعنی ح سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے احکام کے



ساتھ مخلوق میں حکم فرماتے ہیں۔ وقیل حیاة اُمَّتہ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ح حضور کی اُمت کے لیے پیغام حیات ہے۔

دوسری م مَغْفِرَةً لِّاللّٰهِ تَعَالٰی لِاُمَّتِهِ۔ یعنی دوسری مہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ کی مغفرت ساتھ لائی ہے۔  
 د وَاَمَّا الذَّالُّ فَهُوَ الدَّاعِيَ اِلَى اللّٰهِ۔ اور د "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والی ہے۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔"

فائدہ: ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ایک ایک حرف مبارک بھی ہمارے لیے موجب صد خیر و برکت اور سراپا رحمت ہے پھر خود اس نام والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا کیا برکتیں اور رحمتیں نہ ہوں گی؟

حضرت مولانا گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

۱۔ چہ نامست این کہ در دیوان ہستی  
 ایوان ہستی میں یہ کیا نام ہے۔ اس نام پر کسی کو غلبہ نہیں۔

۲۔ چونام این ست نام آور چہ باشد  
 جب نام کی یہ شان ہے تو نام والا کیسا ہوگا  
 مکرم تر بود از صرچہ باشد  
 وہ ہر مکرم سے مکرم تر ہے۔

انبیاء علیہم السلام میں فیضِ مصطفیٰ کی جھلک۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے ہستی سے ایک ایک اسم بعض انبیاء علیہم السلام کو عنایت فرمایا۔ اسی طرح اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی یعنی لفظ محمد سے ایک ایک حرف بعض انبیائے کرام علیہم السلام کے اسماء میں داخل فرمایا۔ مثلاً مہم آدم اور اہلیم اور اسماعیل اور موسیٰ اور سلیمان اور مسیح اور شموئیل اور ارمیا علیہم السلام کے اسماء میں اور حانوح و صالح و یحییٰ و اسحاق علیہم السلام کے اسماء میں اور

دال آدم و داؤد و ہود و ادریس علیہم السلام کے اسماء میں۔

کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے

وہ چہ دلکش ہست کہ موسیٰ و مسیح ✦ افسر خود کردہ انداز مہم ملک آرائے او  
تا ہمیش اسم اینکہ نوح و یحییٰ و یسحٰق را فیض حمد علم و حمت و ادہ انداز جائے او  
تا ہمیش نام ابراہیم و آدم شد تمام چون سلیمان کرد و اسمعیل در دل جائی او  
دال نامش کو در آخر ہود مادی آمدہ سینہ ادریس و آدم شد گمراہی او  
حضر داؤد گر صیتش وہ عالم برصد است از ہمیں یک حرف زینت یا سر تا پائی او

اس نام مبارک میں چار حرف ہیں اور ان کے رب تبارک  
**چار حرف کے رمز:** و تعالیٰ کے اسم ذات میں بھی چار حرف ہیں اور ملائکہ مقربین

بھی چار ہیں۔ جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور پیغمبراں اولوالعزم صاحب  
شرائع یہی چار ہیں۔ نوح، ابراہیم، عیسیٰ، موسیٰ علیہم السلام اور آپ کے اسمائے  
مشتقہ از حمد بھی چار ہیں، حامد، محمود، احمد، محمد۔ اور آپ کے خلفائے راشدین بھی  
چار ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان، حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آپ کی شریعت میں عمدہ  
عبادات مفروضہ و مقصودہ بھی چار ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ اور آپ کے دین  
اسلام میں سلاسل صوفیہ کرام بھی چار ہیں۔ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، بہروردیہ  
اور آپ کی امت میں مجتہدین عظام بھی چار ہیں، امام عظیم، امام شافعی، امام مالک، امام  
احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مذہب اہلسنت و الجماعت بھی انہیں چار میں مختصر  
ہے اور انہی کے اعتبار سے امت میں چار گروہ ہو گئے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔  
اور جنزلے اولیہ انسان و حیوان کے بھی چار ہیں۔ جنہیں اربعہ عناصر بھی کہتے ہیں۔  
آب، آتش، خاک، باد۔ اور طبائع مخلوقات بھی چار کیفیتوں کے ساتھ تکلیف  
ہیں۔ حرارت، برودت، رطوبت، بیہوست اور علل عالم بھی چار ہیں۔ علت صوریہ

علت مادیرہ علت فاعلیہ رعلت غایہ اور جہات عالم بھی چار ہیں۔ شرق، غرب، جنوب، شمال۔

اور بہشت میں دریا بھی چار ہیں۔ دریائے شہد، دریائے شیر، دریائے آب، دریائے شراب، اور جنت میں نہریں بھی چار ہیں۔ زنجبیل، سلسبیل، رحیق، تسنیم اور سدرة المنتہی کی جڑ سے بھی چار ہی نہریں نکلی ہیں۔ نیل، فرات، سجون جیحون اور فرائض و ضو بھی چار ہیں۔ ہاتھ، پاؤں، منہ دھونا اور چوتھائی ہر کامسح کرنا اور روزے میں بھی چار چیزیں فرض ہیں، نیت کرنا۔ کھانے پینے جماع سے بچنا۔ اور غسل مسنون بھی چار ہیں۔ غسل جمعہ و عید الفطر و عید الضحیٰ و وقت احرام اور بہشت میں بھی چار سرائیں، دار الحیوان، دار الخللار، دار السلام دار المقام اور بہشت کے باغ بھی چار ہیں۔ جنت الفردوس، جنت النعیم، جنت عدن، جنت الماویہ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں بھی چار کلمے ہیں اور قرآن کی کبھی یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم میں چار کلمے ہیں۔ اور کتب سماویہ میں بھی چار حروف ہیں اور قرآن میں آپ کا یہ نام مبارک بھی چار جگہ آیا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ - وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ - نَزَّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ - اور زکوٰۃ چار ہی قسم کے جانوروں میں فرض ہے۔ اونٹ، گھوڑا، گائے بکری۔ اور حاطان عرش بھی چار ہیں اور اولاد آدم میں بھی چار ہی گروہ افضل ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء، طالحین اور حج کی صحت چار باتوں پر موقوف ہے۔ اسلام، احرام، عرفات میں کھڑے ہونا۔ اور وقت پر حج کرنا۔ اور جو کلمات خدا تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں وہ بھی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ - وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ - اور اگر میم مشدود کو باعتبار تلفظ کے دو حرف تسلیم کیا جائے

۱۔ اسی لیے حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا کہ سے حسن سے چار امیر بڑ میں چوگٹھ لویا

تو اس نام مبارک میں پانچ حرف ہوئے اور اسم باری تعالیٰ میں بھی اس اعتبار سے پانچ حرف ہیں اور آپ کے دین اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ شہادت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ اور آپ کی امت پر ہی نماز پانچوں وقت کی ہی فرض ہے فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ارکان فعلیہ نماز بھی پانچ ہیں۔ دو سجدے تیسرا قیام، چوتھا رکوع، پانچواں قعدہ اخیرہ اور فرضیت حج بھی پانچ امر پر موقوف ہے۔ اسلام، حریت، بلوغ، استطاعت اور اذان بھی پانچ کلمات پر مشتمل ہے اور تمام قرآن میں پانچ سورتیں مصور بالحمد ہیں اور فرقان میں بھی صرف پانچ حرف ہیں اور انبیاء اولوالعزم مع حضور بھی پانچ ہیں اور اشرف اعضاء انسان بھی پانچ ہیں۔ سر، آنکھیں، دل، ناک اور حواس ظاہرہ بھی پانچ ہیں اور حواس باطنہ انسان بھی پانچ ہیں اور کلیات بھی پانچ ہیں اور اقسام بڑھان بھی پانچ ہیں اور علاوہ ان کے بہت سی استیلاء مناسب عدد حروف بعد تتبع و تلاش ہم پہنچ سکتی ہیں۔

### اسمائے انبیاء و اسم مصطفیٰ کا موازنہ

ہماری سید و آقا خواجہ ہر دو سرا کا

مقدس نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ نام قدرت الہیہ کی طرف سے خود آیت عظیم ہے

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کا نام بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ وہ نام ہی اپنے مستحق کے کمالات کا شاہد عدل ہو۔ بطور نمونہ چند اسماء کا ذکر کیا جاتا ہے

حاشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ: یعنی حسن یعنی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی چار حروف کائنات علوی، سفلی کے حاکم ہیں انہی کے ابو و اشاہ پر نظام کائنات قائم ہے ۱۲ منہ

آدم کے معنی گندم گوں ہیں۔ ابوالبشر کا یہ نام ان کے جسمانی رنگ کو ظاہر کرتا ہے  
 نوع کے معنی آرام ہیں۔ باپ نے ان کو آرام و راحت کا موجب قرار دیا۔  
 اسحق کے معنی ضاحک۔ یعنی ہنسنے والا ہیں۔ ہشاش بشاش چہرہ والے تھے  
 یعقوب: پیچھے آنے والا۔ یہ اپنے بھائی عیسو کے ساتھ توام پیدا ہوئے تھے  
 موسیٰ: پانی سے نکالا ہوا۔ جب ان کا صندوق پانی سے نکالا گیا۔ تب یہ نام رکھا گیا  
 یحییٰ: عمر دراز، بڑھے ماں باپ کی بہترین آرزوں کا ترجمان ہے۔  
 عیسیٰ: سُرخ رنگ، چہرہ گلگلوں کی وجہ سے یہ نام تجویز ہوا۔  
 اسمار بالا کو دیکھو۔ اور ان کے معانی پر غور کرو۔ کہ وہ کس طرح مسیحی کی عظمت و معانی  
 یا نبوت کی طرف ذرا سی بھی اشارت نہیں رکھتے۔

مگر اسم "محمد" کی شان خاص ہے۔ حضور کا ذاتی نام محمد بھی ہے اور احمد بھی  
 ہر دو اسم ذاتی میں وحدتِ مادہ موجود ہے یعنی حمد سے بنے ہیں۔ اب معنی حمد کا  
 سمجھنا ضروری ہوا۔

جب صفات میں کمال اور لغت میں جلال اور فطرت میں احسان بر غیر اور  
 فیضانِ عام کے فضائل جمع ہو جائیں تو اس مجموعی کیفیت کا نام "حمد" ہوگا۔  
 ثنا و تکریم، رفعت شان و رفعتِ ذکر اور استلزامِ جوہ و عطا کا مجموعہ حمد کہلاتا  
 ہے۔ حمد کی یہ جملہ صفات بدرجہ اعلیٰ ذات سبحانی پائی جاتی ہیں۔ الحمد لله کا  
 حرف لام یہی بتلا رہا ہے اور اسم پاک حمید بھی اسی راز کا انکشاف کرتا ہے  
 سیدنا احسان المودید روح القدس رضی اللہ عنہ نے اپنے مشہور قصیدہ کے  
 مشہور بیت میں گویا اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اِسْمِهِ لِيُجَدَّ : فَاذْوَ الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ  
 محمد - حمد (مضاعف) سے مبالغہ کے لیے ہے۔ یہ ایسے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی محمود ہیں۔ ملائکہ مقربین میں بھی محمود ہیں زمرہ انبیاء مرسلین میں بھی محمود ہیں۔ اور اہل زمین کے نزدیک بھی محمود ہیں۔ جو لوگ حضور کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ وہ بھی ان سجایا و شیم کے مداح ہیں۔ جن کا لزوم و ثبوت حضور کے نام کے معنی اور حضور کی ذات گرامی سے بدرجہ اتم ہے۔

ہاں حضور ہی ”مقام محمود“ والے ہیں اور لواء الحمد ”حضور ہی کے امت شاہی کا نام ہے۔ حضور کی امت کا نام بھی انہی مناسبات سے ”حَمَّادُونَ“ ہے۔ محمد و احمد کے معانی میں الگ الگ فرق یہ ہے کہ محمد وہ ہے جس کی حمد نعت جملہ اہل الارض و السماء نے سب سے بڑھ کر کی ہو۔ اور احمد وہ ہے جس نے تَرِثَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کی حمد و ثنا اہل الارض و السموات سے بڑھ کر کی ہو۔ لہذا اسم پاک عَلَم بھی ہے اور صفت بھی وہ اپنے معانی کے اعتبار سے کمالات نبوت پر وال ہے اور مدلول بھی۔

اب غور کرو کہ لغوی معنوں کے تحت میں ایک پیشگوئی بھی شامل ہے اور الشہادہ کی جانب سے جملہ عوالم و اہل عالم پر راز آشکار کیا گیا ہے کہ اس اسم کے مسمیٰ کی مدح و ثناء دنیا میں سب سے بڑھ کر سب سے زیادہ توالی و تواتر کے ساتھ کی جائیگی۔

وہ کون ہے جس کا مقدس نام آج کروڑوں اشخاص کی زبانوں پر جاری اور قلوب میں ساری ہے؟ کون ہے جس کے مقدس نام کی نوبت شاہانہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامع نواز ہے۔

وہ کون ہے جس کی سیرت پاک انسانی زندگی کے ہر لمحہ و ہر ساعت میں اور ہر درجہ اور ہر مقام پر رہنا ہے۔

وہ کون ہے جس کی رفعت فرشتوں سے عرش تک ملی ہوئی ہے۔

وہ کون ہے جو اپنے افعال میں محمود ہے اور اپنی تعلیم میں محسود ہے۔

وہ کون ہے جس کی تعلیم کی وسعت بروبحر پر چھائی ہوئی ہے۔

(۱) بیشک وہ ”محمد“ ہے اسم بھی محمد ہے اور سہمی بھی محمد ہے اور حمد کو اس کی ذات ہالیونی سے نسبت خاص ہے۔

اسی کے مقام شفاعت کا نام ”مقام محمود“ ہے اور اسی کی اُمت حَمَادُونَ

کے لقب سے روشناس ہے۔ اُسی کی لائی ہوئی کتاب کا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے افتتاح ہوتا ہے۔

(۲) ہاں اُسی کا نام احمد ہے یہ بھی اسی سرچشمہ ”حمد“ سے نکلا ہے دونوں نام

اپنے منبع و ماخذ کے اعتبار سے اتحاد نام رکھتے اور اشتراک کلیہ کے ساتھ مختص بھی ہیں

وہ مُحَمَّدٌ ہے اور اسی لیے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا ثنا گتر و مدح

خواں ہے۔

وہ اَحْمَدٌ ہے اور اسی لیے اس نے بارش کے قطرات سے اور ریگ کے

ذرات سے بڑھ کر اپنے خالق اپنے رازق۔ اپنے ہادی اپنے معطی کی حمد و ثنا پھیلائی

ہے۔

ہاں وہ مُحَمَّدٌ ہے اور کل دنیا اس کی مداح ہے

وہ اَحْمَدٌ ہے اور وہ کل دنیا سے بڑھ کر اپنے رب کا حامد ہے۔

ترا محمد و احمد ز میں خواند و زماں

حمید باشد و محسود ذات ربانی

فزون تر از تو کہے راندہ گفتم نہاں

نہ بر تر از تو کہے گفت حمد سبحانی

مُحَمَّدٌ : اَحْمَدٌ

ہاں وہ پیارا ہے اسی نے دشمن و دوست سب سے پیارا کیا ہے۔  
 وہ جیب ہے اور اسی نے محبت کو تاج اکمال سے مزین فرمایا ہے۔  
 وہ محبوب ہے مگر مجتہدین سے بے نیاز ہے۔

(۱۲) وہ مطلوب ہے مگر وہ طالبین سے کوئی احتیاج نہیں رکھتا۔

(۱۳) وہ متبوع ہے اور اس کی تبعیت دوسرے کو مطاع بنا دیتی ہے۔

(۱۴) وہ نبی ہے اور اس نباوت نے ہزاراں ہزار حجاب چشم بصیرت سے ہٹا

دیئے ہیں۔

(۱۵) وہ رسول ہے۔ اور اسی کی رسالت نے نوح بشر کو اتمام نعمت اور اکمال دین

اور رضوانِ رحمن کے انعامات سے ممتاز فرمایا ہے۔

(۱۶) وہ معلم ہے اور اسی کی تعلیم نے مسیح کے اس قول اور امید کو پورا کر دیا ہے

کہ وہ صداقت کی سار کی تعلیم دے گا۔

اُس نے اپنی درسگاہِ قدس کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ اُس نے اپنی

تعلیم پر کوئی فیس مقرر نہیں کی۔ وہ رسومات و تمثیلات میں تعلیم نہیں دیتا ہے۔

اُس نے اپنے اور ارشد تلامذہ کے درمیان اشارات خاص نہیں کیئے ہیں۔ اس کے

اوستان پر **يُعَلِّمُكُمُ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْمَلُونَ** کا کتابہ لگا ہوا ہے۔

اس کے پاک دروس کا آغاز انسان کے جانے پہچانے علوم اور معارف کے انجام

سے ہوتا ہے۔

(۱۷) وہ جسد ہے اور اسی کی عبودیت نے عبودیت کو اورنگِ خلافت پر متمکن کر دیا

(۱۸) وہ امین ہے اس کا ہی نام یوحنا رسول کو مکاشفات میں بتایا گیا۔ اور اس کا

یہی نام قریش کی زبان پر جاری ہوا۔ اسی نام سے حضور کا احتشام و وقار نمایاں ہے اور

اسی نام سے حضور کا احتشام وحی آسمانی کا امانت دار ہونا واضح ہے۔ اسی معنی کی طرف



حدیث مسلم عن ابی سعیدؓ میں صراحت کی گئی ہے۔ کعب بن اسراف کا شعر ہے۔  
 ۷ امین محب العباد مومر ۵ بخاتعرب قاہر ملخواتر  
 (۹) وہ اُمّی ہے اور ام القریٰ کی عزت و وقعت اسی نسبت قدسیہ سے ہے  
 و قاتمی ہے اور ولید سعید کی طرح جملہ افعال و اقوال میں معصوم ہے۔  
 وہ اُمّی ہے۔ اور کی تعلیم حروف کتابی یا نقوشیں دیگر کی احتیاج مند نہیں۔  
 خدام الدین لاہور ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء

یہ رسالہ اگرچہ اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے لیکن یہ مضمون اُسی کا ہے باقی  
 اسماء کے متعلق فقیر کے رسالہ لمعات الضمعی میں دیکھئے۔

(۶) بعض محدثین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے اکثر اسماء سے حضور علیہ السلام  
 کو موسوم فرمایا ہے۔ اور سیدنا عبد الکریم جیلی قدس سرہ نے فرمایا کہ کل اسماء البیت  
 یہاں تک کہ خود لفظ اللہ (مؤولاً) بھی حضور علیہ السلام سے موسوم ہے (فیہ فیہ)  
 ص ۲۴۶ - مدارج ص ۱۱۶ ج ۱ او ص ۶۱۲ ج ۲ - کشف الغمہ ص ۲۳ ج ۱ جو اسرار ص ۲۱۵  
 فائدہ: اسکا ثابت ہوتا ہے کہ آپ ذات و صفات حق کے مظہر اتم ہیں۔

**کل کائنات کی کنجی نام مُحَمَّدٌ** حضرت مفتی احمد یار خان مرحوم نے فرمایا کہ بعض  
 صاحبوں نے مجھ سے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس

سرہ نے اس جگہ ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ کہ اس آیت میں ہے عِنْدَکَ مَفَاتِحُ  
 الْغَیْبِ دوسری میں ہے لَکَ مَقَالِیدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ مفتح اور  
 مقالید دونوں کے معنی ہیں کنجیاں۔ اور اگر مفتح کا اول و آخر حرف یعنی م ر ح لو  
 اور مقالید کا اول و آخر حرف م، و، کو۔ تو نسا ہے مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ذات رسول اللہ ہی ظہور عالم کی کنجی ہے لَا یَعْلَمُهَا  
 اِلَّا هُوَ میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ السلام جیسے ہیں ویسا کوئی نہیں جانتا

حقیقت محمدیہ کو رب ہی جلنے مفاتح جمع اسیلے بولا کہ آپ کی ہر ادا رحمت الہی کی کنجی ہے۔ آپ کا نور عالم کی کنجی کُلُّ الْخَلْقِ مِنْ نُورِي۔ قیامت میں آپ کا سجدہ شفاعت کی کنجی ہے۔ جنت میں آپ کا نام ہر نعمت کی کنجی اور جنت میں آپ کا جانا سب کے لیے جنت کے کھلنے کی کنجی (جاء الحق)

گورونانک کا ایک شعر اور اس کی تشریح؛ غرضیکہ آپ تمام موجودات کے لیے علت

نمائی اور کل کائنات اصل الاصول ہیں۔ کسی شاعر نے اسے یوں ادا کیا ہے  
کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ؛ ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے۔  
گورونانک نے دو شعر کہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ اصل کائنات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں چنانچہ فرمایا ہے

عدد گنو جس انچر کے کجیو چو گنے تا ؛ دس ملا پنچ گن کجیو کا ٹو بیس بنا  
باقی پنچے جو نو گن کجیو دو اسمیں اور ملا ؛ نانک ہر کے بچے محمد نام بنا

تشریح شعر؛ گورونانک کے شعر کی تشریح یوں ہے کہ آپ دنیا میں کسی انسان حیوان، چمندر، پرند، جاندار، بے جان غرض کسی مخلوق کی کسی شے کا نام لیجئے اس کے حساب ابجد عدد نکالیں۔ ان عددوں کو چار گنا کر لیجئے۔ اسمیں دس عدد ملا لیجئے پھر پانچ گنا کر لیجئے۔ اب بیس پر تقسیم کیجئے جو باقی پنچے اسے نو گنا کر لیجئے اور اسمیں دو جمع کر لیجئے۔ نتیجہ میں ۹۲ کا ہندسہ برآمد ہوگا۔ جو اسم مبارک محمد کے عدد ہیں۔  
فائدہ۔ یہ اشعار مع شرح ہم نے مخالفین اہلسنت کے شہور ہفت روزہ۔  
”خدا مرالدین“ لاہور سے لیے ہیں۔

شیخ سعدی نے خوب فرمایا۔

تو اصل موجود آمدی از نخیت : دگر ہرچہ موجود شد فسرعئت

نکتہ: حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

تری ذات میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا جو اسے مٹائے وہ خود مٹے وہ

باقی اس کو فنا نہیں۔

شرح: لفظ محمد کے عدد ہیں بانوے اور بانوے میں دہائی ۹ کی ہے اور نو کے عدد

میں عجیب تماثل ہے کہ ۹ کو سارے پہاڑے میں گن جاؤ۔ مگر نو ہی رہتا ہے۔

۹، ۱۸، ۲۷، ۳۶، ۴۵، ۵۴، ۶۳، ۷۲، ۸۱، ۹۰، ۱۰۰ کے مکتوبی عددوں کو ملاؤ

تو نو ہی بن رہے ہیں۔ اسی طرح ایک سے لے کر ۹ تک کی اکائیاں لو۔ جب اکائیوں

کی اکائیاں ملاؤ گے تو ۹ ہی بنے گا جیسے کہ ۱ اور ۲، ۳ اور ۴، ۵ اور ۶

(شانِ جیب الرحمن)

جیسے پہلے اس کی مختصر سی تحقیق گذر چکی ہے۔

## حروفِ محمد کے انعامات

نکتہ: بقاعدہ حروفِ ابجد لفظ محمد کے بانوے عدد ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ

نے آپ کو بانوے انعام ایسے عطا فرمائے ہیں کہ آج تک دوسرے کو نہیں ملے۔

(۱) آپ کی ذاتِ مقدس کو رحمتہ للعالمین کر کے بھیجا۔

(۲) مقامِ محمود عطا فرمایا اور خبر دیدی عسی ان یتبعک ربک مقاماً محموداً

(۳) ایک رات آپ کو ایسی دی کہ اس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر چنانچہ فرمایا

ہے لیلۃ القدر خیر من ألف شہر۔ یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینے

(۴) خواص کو شرف آپ کو انعام دیا۔ چنانچہ کلام بلاغت نظام ناطق ہے انا اعطینک

الکونثر بے شک ہم نے بخشدی تم کو کونثر۔ جس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں  
دودھ سے زیادہ سفید۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا۔ مشک سے زیادہ خوشبودار ہے  
جس کو آپ کی امت مرحومہ نوش کرے گی۔

(۵) آپ کی امت کو میدانِ حشر میں پیاس نہ لگے گی۔

(۶) ان کا چہرہ مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن ہوگا۔

(۷) ان کے سینے سے مشک و عنبر کی خوشبو نکلے گی۔ آنکھوں میں وہ نور

پیدا ہوگا کہ الشرجل جلالہ وعم نوالہ کے دیدار اور تجلی کو دیکھ سکیں گے۔

(۸) رمضان شریف کا مہینا آپ کو عطا فرمایا اور سحری کا وقت مقرر کیا۔

(۹) ایک نیکی کے بدلے میں دس گنا ثواب ملیگا۔ چنانچہ قرآن پاک شاہد ہے

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثَالِهَا یعنی جو شخص ایک نیکی لیکر آیا اس کو

دس نیکیوں کا ثواب دیں گے۔

(۱۰) آپ کی امت میں سے بعد گناہ کرنے کے جو توبہ کر لے پاک لوگوں سے

زیادہ پیارا اور محبوب ہے۔ چنانچہ کلام ملک علام ناطق ہے وَيُحِبُّ

التَّوَابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ غور کرنے کا مقام ہے کہ توبہ کرنے والوں

کو پہلے فرمایا۔ اور پاک لوگوں کو بعد میں رکھا۔

(۱۱) بیداری اور جسمانی آپ کو معراج ہوئی۔ کما قال سبحان الذی

أَسْرَى بِعَبْدِكَ (پاک ہے وہ ذات جس نے تیرا پیٹے بندہ کو)

فائدہ: عبد کے لفظ سے ثابت ہو گیا کہ جسم معراج ہوئی۔ اس لئے کہ عبد روح

مع الجسد کو کہتے ہیں۔ خالی روح کو عبد نہیں کہتے۔ باقی ابحاث فقیر کی کتاب

”معراجیہ“ میں ہے۔

(۱۲) جمعہ میں ایک ساعت ایسی دیدی کہ جو دعائیک کی جائے وہ مقبول ہو۔

۱۲) نماز کے مقبول ہونے کی پہچان دنیا میں ظاہر کر دی تاکہ تسلی و اطمینان قلب حاصل ہو۔ چنانچہ قرآن مجید گواہ ہے **إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ**۔ یعنی نماز مقبولہ کی دو پہچان ہیں۔ "ا" بے حیائی سے بچائے (۱۲) نافراہیوں و برائیوں سے نجات دے۔ جس نمازی میں یہ بات نہ ہو اس کی نماز غیر مقبول ہو۔ (۱۳) نماز کے مردود ہونے کی بھی خبر دیدی فرماتے ہیں۔

**قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ**

یعنی جو شخص بے وقت اور سستی سے نماز پڑھتا ہو اور دیکھ لو کہ اس کی نماز پٹھے یعنی نماز کے ارکان باقاعدہ ادا نہ کرے۔ بیگار سمجھے اس کی نماز غیر مقبول ہے (۱۴) برائیوں کے دور کرنے کا علاج فرما دیا کہ اگر تم سے برائیاں سرزد ہو جائیں تو نیکیاں یعنی صدقات، خیرات، نوافل ادا کرو۔ اور رد و وظائف، بالخصوص رُود شریف اور استغفار کی کثرت کرو۔ صاف حکم محکم سنا دیا یہ انعام خاص ہے غور کرو۔ **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ** یعنی نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو۔

(۱۵) **حَسْمُ الْهَائِكِينَ** اپنے محبوب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم الدین کی امت سے قرض مانگتا ہے کما قال **وَاقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا** اور قرض بھی کس پیار سے مانگتا ہے کہ قرض حسنہ دو تقاضا نہ کرنا ہم روز جزا کو ادا کر دیں گے۔

**حکمت برائے استقراض حق**؛ اسمیں حکمت یہ ہے کہ دنیا میں بدلہ چاہو گے

تو وہ ناپائدار ہے اور آخرت کا انعام دائمی ہے اگر ہماری مرضی پر چھوڑ دو گے تو ہم اپنی شان

کے موافق انعام دیں گے جو تمہارے وہم و گمان سے باہر ہے۔

فوائد :- (۱) خلوص سے خدا کی راہ میں لڑنا۔ ناموری و نمود منظور نہ ہو۔

(۲) درویشوں، گوشہ نشین اور علمائے اہلسنت اور ان کے مناظرین کی خدمت

کرنا تاکہ وہ پریشان نہ ہوں جس دینی امور میں سستی آجاتی ہے۔

(۳) ان طلبہ کی جو علم دین محض اس غرض سے پڑھتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندوں

کو ہدایت کریں گے اور دشمنان اسلام سے مقابلہ کریں گے۔ ان کی خدمت کرنا

گویا اللہ تعالیٰ کو قرض دینا ہے۔

(۴) یتیموں معصوم کے ساتھ محبت کرنا۔ جن کا بظاہر کوئی سرپرست و پرسان

حال نہیں ہے۔ مثل اپنی اولاد کے سمجھنا گویا ذات بحت کو قرض دینا ہے۔

(مزید خواص فقیر کی کتاب "خصائص رسول" میں ہیں)

**کیا ہی عجیب نکلتے ہیں :-** (۱) حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میم

آپ کی محبوبیت اور محمودیت اور مصطفائی کی طرف اشارہ اور حارحادیۃ اور حمایت

امت اور دال دعوتِ خلق کی طرف اشارہ ہے۔ اس قیاس پر یہ اسم آپ

کے دو سو تئالیس صفات کا اجمال ہے کہ ان میں سے دو مصدر میم اور چونتیس

مصدر بحاء اور نو مصدر بدال ہیں گویا ہر حرف اس کا حرف مقطعہ کی طرح

معانی متعددہ پر دال ہے۔

(۲) میم اول سے باعتبار اعداد چالیس سال اور حاء سے حکومت اور میم ثانی سے

ملکِ آخرت اور دال سے دنیا مراد ہے اور گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے

کہ اس جناب کو چالیس سال کی عمر میں حکومت دنیا و آخرت اور دونوں جہانوں

کی ریاست جناب احدیت سے عنایت ہوئی۔

(۳) اعداد دونوں میم سے کہ اسی اور حاء کے آٹھ اُوَوال کے چار کل بانو سے ۹۲ سے اُن بانو سے چیزوں کی طرف اشارہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مخصوص فرمائیں۔ تیس پارہ قرآن اور تیس روزے رمضان اور سترہ رکعت نماز پنجگانہ اور چار وزیر دواہل سماء سے جبریل و میکائیل اور دواہل زمین سے ابوبکر و عمر اور چار اہل عبا۔ علی، فاطمہ، حسن و حسین، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین) اور سبع ثانی یعنی سورۃ فاتحہ۔

(۴) میم سے دو جگہ مالک اور حاء سے باعتبار اعداد کے بہشت بہشت اور دال سے دنیا مراد ہے تو گویا اس جانب اشارہ ہے کہ مالک حقیقی خداوندازی نے اپنے جیب کو بہشت بہشت اور ملک دنیا کا مالک و مختار فرمایا۔

(۵) میم ثانی کو وسط میں مشد دالانے سے اس جانب اشارہ ہے

کہ اُس جناب کو دونوں عالم سے علاقہ ہے۔ شعس  
اُدھر اللہ سے اصل اور مخلوق میں شامل؛ خواص اس بزیر کبرے میں حرف مشد کا  
مگر حاء کو پہلے اور دال کو تیسرے لانا صریح اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ توجہ اس  
جناب کی اُس عالم کی طرف ہے اگر ہدایت اہل دنیا آپ کے متعلق نہ ہوتی  
دنیا میں قدم نہ رکھتے۔ اور اس کی طرف توجہ نہ فرماتے۔

(۶) میم اقل سے باعتبار اعداد مدت تخیر طینہ آدم علیہ السلام مراد ہے اور حاء  
سے بہشت بہشت اور میم ثانی سے مراتب حضرات اولیائے کرام کو چالیس  
ہیں اور دال سے ترکیب جملہ سفلیات اذاریع عناصر تو گویا پورے مجموعہ سے  
اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کا باعث تخیر طینہ آدم اور  
موجب رونق جنت اور مرجع ارباب ولایت اور سبب پیدائش دنیا و مافیہا  
ہے۔ شاید امیرین علانی سنجرئی مولف فوائد نواد نے اس باعنی میں یہی مضمون

مراد لیا ہے۔

## رُبَاعِي

یک حرف تو چہل صبلح عالم انور ۛ یک حرف تو ہشت خلد راماۃ نور  
حرف سو میں چہل ولی را دستور ۛ زان چار چہار رکن عالم معمور  
اس بنا پر وجہ تقسیم میم اور تاخیر وال یہ ہوگی کہ آدم اشرف مخلوقات اور  
خاصہ سفلیات ہیں۔

(۷) بعض ارباب اشارت لکھتے ہیں کہ میم اول سے مراد منت ہے اور حار سے  
محبت اور میم ثانی سے مغفرت اور وال سے دوام داشتن دین اسلام پس گویا مجموعہ  
نام سے اس طرف اشارہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھ پر اور  
تیری امت پر طرح طرح کا احسان فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
اور ان کی مغفرت فرما کر آتش دوزخ سے بچایا۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا  
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ اور تیری امت اور تیرے قلب میں اپنی  
محبت اتالی اور تیرے دین کو قیام قیامت تک تغیر و زوال سے نگاہ رکھا۔  
(نزہۃ المجالس ص ۲)

## مُحَمَّدٌ مُخْتَارٌ هِيَ كُلُّ كَائِنَاتٍ كَع

دونوں لفظوں (محمد اور رسول اللہ) پر غور کر لیا جائے تو کوئی مسلمان آپ  
کے "مختار" ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ اسلئے کہ نام محمد میں دونوں مہر  
سے دنیا و آخرت کے دونوں ملکوں کی طرف ح سے رحمت کی طرف اور وال سے  
دوام اور ہمیشگی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی دنیا و آخرت میں بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ کے  
لیے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری رحمت والی بادشاہی ہے



جیسا کہ اکابر علماء و اولیاءِ امت کی مقبول و مستند ہوں کہ آپ جملہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں کما قال علیہ السلام "أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً" اور رسالت کا معنی سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ۳ جن کا پایہ علمی و خدمتِ حدیث بالاتفاق مسلم ہے [ فرماتے ہیں " معنی رسالت کیا ہے؟ یہ کہ رسول، خدا اور خلق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ خدا سے فیض ملتا ہے اور مخلوق کو عطا فرماتا ہے۔ ]

معجزات دکھاتا ہے اور زمین و آسمان میں تصرف فرماتا ہے۔ دو انگلیوں کے اشارہ سے چاند ڈوٹ کرے کرتا ہے اور پانچ انگلیوں سے پانچ چشمے بہاتا ہے۔ درخت اُس کو سجدہ کرتے ہیں اور شجر و حجر سلام کہتے ہیں۔ پیغمبر شریعت پیش کرتا ہے اور جہاں کو علم و عرفان سے منور کرتا ہے۔ کافروں کو کُفر اور جاہلوں کو جہالت سے نکالتا ہے۔ دُور والوں کو نزدیک کرتا ہے اور اور گمراہوں کو راہِ راست پر لاتا ہے اپنی صورت و سیرت اور تمام ظاہری و باطنی خوبیوں میں سب سے زیادہ اور سب سے بالاتر ہوتا ہے۔ اور کوئی شخص کسی خوبی یا اس کی مانند نہیں ہو سکتا۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جب ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عامہ ثابت ہے۔ تو پھر اختیارِ کل کیوں۔ جب کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آپ کا عہدہ بلند اور حلقہ رسالت وسیع ہے آپ جنت و انس، اولین و آخرین، حیوانات و نباتات، جمادات، ملائکہ کرام، انبیاء عظام۔

سے مکتوب مکتبہ اخبار الاخبار ص ۱۲۱

غرضیکہ تمام مخلوقات و کُل کائنات کے رسول ہیں۔ اور بطور مثال ماتحت حکام سے صدر مملکت تک ہر ایک عہدہ و منصب سے ظاہر ہے کہ جتنا کسی کے عہدہ بلند اور وسیع ہوتا ہے۔ اتنے ہی اُس کے اختیارات زیادہ ہوتے ہیں۔

لہذا جس کو آپ کے رسول کُل ہونے پر ایمان، اسے آپ کے "مختار کُل" ہونے کا اہم کارہیونکر ہو سکتا ہے؟ کیا

جس چیز کے آپ، رسول ہیں اُس کے حاکم و مختار نہیں ہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کا مولے تعالیٰ آپ کا حلقہ رسالت سب سے وسیع بنائے اور عہدہ آپ کو سب سے بلند اور بڑا عطا فرمائے۔ لیکن اختیار آپ کو کسی بات کا نہ ہے یہ عجیب منطوق ہے۔ بلکہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامان غلام اولیا کرام کو بھی بہت بڑا اختیار حاصل ہوتا ہے چنانچہ شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا۔

”پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دیکھو اور مشاہدہ کر کہ ”و آپ کیسے عظیم الشان بادشاہ ہیں کتنے غریب نواز ہیں۔ اور کس طرح ملک دین و دنیا بخشتے ہیں۔ کہ لغوش الثقلین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسے آپ کے فرمانبردار، بندگان بارگاہ بھی دین کو زندہ کرتے ہیں۔ جن و انس کے فریاد رس ہیں زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ اور ملک و ملکوت میں تصرف کرتے ہیں۔“

**کتاب سماویہ کی گواہی:** پہلی کتب آسمانی میں اس کی یوں تشریح تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تورات مقدس میں بھی صاف فرمادیا ہے کہ **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِي الْمَخْتَارِ**۔ دوسری روایت میں ہے **عَبْدِي مُحَمَّدِي أَحْمَدُ الْمَخْتَارِ**۔

۱۔ مکتوب ۲۹، اخبار الاخيار ص ۲۲۔ ۲۔ السیر الجلیدہ ج ۱ مشکوٰۃ شریف ص ۵۵

نیز فرمایا كَلِمَةً يَطْلُبُونَ رِضَانِي وَاَنَا أَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدٌ

یعنی پہلے محمد دونوں جہاں میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا کا طالب ہوں  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۰، نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۳۵)

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھو :- یہ دلائل تھے ہمارے عقیدہ کے۔ لیکن دیوبندی وہابی

غیر مقلدین اور سودوی مکتب فکر کے پیشوا مولوی اسماعیل نے لکھا ہے کہ جس کا  
نام محمدؐ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور یہ کہ رسول کے چاہنے سے  
کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۰۹)

درس عبرت: ناظرین خود سوچیں کہ یہ لوگ ایسے عبارات لکھ کر ذرہ بھر بھی  
نہیں شرماتے اور نہ ہی انہیں شرم و حیا ہے جو ایسی عبارات کو صحیح مانتے ہیں۔

دلائل الخیرات اور مطالع المسرات: دلائل الخیرات میں ایک درود شریف

ہے۔ جسے ہم نے پہلے لکھا ہے۔ جس کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَاءَ الرَّحْمَةِ الْخَيْرِ

اس کے لیے ایک مجرب کہانی بھی ہم لکھ چکے ہیں۔ اب یہاں پر صرف مطالع  
المسرات کی تقریر لکھتے ہیں جو ہمارے مسلک کے مطابق ہے۔

الملك ملكان ملك الدنيا وملك الآخرة فالهم

الاولى للاول والثانية للثاني والرحمة عامة

لهما فكانت الحاء واحدة وكانت بينهما تبادلاً

ما فكل واحد منها مستمسك بعظله منها و

ولانها صلة بين الملكين الا انه انما يتصل للمرأة نعيم  
الدنيا بالآخرة فتلك الرحمة مما يتصل له باستمراره  
به صلى الله عليه وسلم وتأخرت الدال لان الدوام  
امر يعرض من قبل انها يات وليكون متصلا بالملك  
الثاني دلالة على انه هو الدائم اما الاول فلا دوام له  
(ضغلا مطبوعه مصر)

توجہ: ملک دو ہیں۔ دنیا و آخرت پہلا ایم پہلے کے لیے ہے۔ دوسرا دوسرے  
کے لیے اور رحمت ہر دونوں کو عام ہے۔ اسی لیے حاء ایک ہی دونوں سے  
متعلق ہے اور درمیان میں ہے تاکہ دونوں ملکوں کو شامل ہو اور ہر دونوں  
ملکوں کو ملانے والی ہے۔ ایسے کہ ہر انسان کو آخرت کی نعمت دنیا کی نعمت کو وجہ  
سے ملے گی۔ بشرطیکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن منسوب ہو۔  
یہاں تک کہ آپ اسے آخرت کی نعمت تک پہنچا دیں۔ اس معنی پر دونوں ملکوں  
میں واسطہ ہیں اور وال کو مؤخر کیا گیا۔ کیونکہ دوام اس ملک کے لیے ہے جسے  
مداومت ہے یعنی آخرت کا ملک ورنہ دنیا کے ملک کو تو فنا ہے۔

اس سے سمجھ لیجئے کہ اکابر امت و اسلاف ملت کا یہی عقیدہ تھا جو ہم  
بیان کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی عقیدہ پر زندہ رکھے اور اسی پر موت  
دے اور اسی پر حشر ہو۔ (امین)

مولانا جامی قدس سرہ: یہی مولانا عارف جامی نے لکھا ہے

خداکش قلم چوں نامور ساخت . . . زمیستش حلقہ طوق و کمر ساخت  
خط لوج عایم زان حرف حک شد . . . ازاں سر حلقہ ملک ملک شد

تواند شد ز حاشش آگاہ : خرد با جملہ دانش حاش نشد  
 درین دیر سدا س زدست و شن : مثنیٰ روضہ از بہت گلشن  
 پیوں پا آراست از خنخال دانش : سرریں پر راں شد پایمالش  
 چہ نامست اینکہ در دیوان ہستی : برون گرفت نامی پیش دست  
 ز بانم چون از و حرفی سراید : دل و جانم ز لذت پیر بر آید  
 چو نام اینست نام آورچہ باشد : مکرم تو بود از ہر چہ باشد  
 مکرم شد ز عالم نسل آدم : مکرم تو دلیست از ہر مکرم  
 ترجمہ: قلم نے جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم  
 گرامی لکھا تو ایک میم کو آپ کا طوق دوسرے کو کمر بنلایا اس وقت سے عدم وجود  
 ملا یہی وجہ کہ آپ ملک و ملک کے سردار ہیں۔

آپ کے لفظ حاء کے اسرار سے آگاہی کسے ہو سکتی ہے۔ بس اللہ تعالیٰ  
 کی شان۔ ہاں اتنا سمجھیے کہ یہ دنیا کی چار دیواری آپ کی حاء سے روشن ہے ایسے  
 ہی بہشت کے آٹھ باغ اسی سے آباد ہیں۔ آپ کے اسم گرامی کی دال بمنزلہ خنخال  
 کے ہے۔ اسلئے دین کے عشاق اس کے پاؤں پر سر گر رہے ہیں۔ یہ نام کیا  
 ہی بلند قدر ہے کہ اس بڑھ کر کسی کو قدر و منزلت نصیب نہیں۔ آپ کے اسم گرامی  
 کا صرف ایک حرف ہی ایسا ہے کہ جو نہی اسے زبان پہ لاتے ہیں تو ہمارے زبان لذت  
 سے لبریز ہو جاتی ہے۔ جب ان کے نام پاک کا یہ حال ہے تو نام والے کا کیا شان  
 و قدر ہوگا۔ بس یوں سمجھیے کہ نسل آدم بلکہ کل عالم کے ہر مکرم سے آپ مکرم تمہیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔  
 ہر حرف محمد میں سے کرشمے  
 اور نبی برکتیں  
 حضرت سلطان الولا عظیم الحاج مولانا علامہ محمد بشیر کوٹلو  
 مدظلہ نے حروف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب منظم فرمایا:

## حروفِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(م)

- کلمہ میں سیم اور مسلمان میں بھی سیم : اسلام میں سیم تو ایمان میں بھی سیم  
 جو صوم میں بھی سیم تو رمضان میں بھی سیم : رحمت میں ہے جو سیم تو رحمان میں بھی سیم  
 اسمین کے جلوہ رحیم و کریم میں سے : کیا کیا برکتیں ہیں دیکھو محمد کے سیم میں  
 بے آسمان میں بھی سیم: زمین میں بھی سیم ہے : اور بے مکان میں سیم ملکین میں بھی سیم  
 الہام اور روح امین میں بھی سیم ہے : راقم قلم میں لوحِ مبین میں بھی سیم ہے  
 اس سیم کی بہار ہے باغِ نعیم میں : کیا برکتیں ہیں دیکھو محمد کے سیم میں  
 گمراہ میں بنے سیم تو حامد میں سیم ہے : اور مردِ حق میں سیم مجاہد میں سیم ہے  
 اور سیم ہے نماز میں مسجد میں سیم ہے : اور سیم ہے مرید میں مُرشد میں سیم ہے  
 اس سیم ہی کا نور ہے قابِ سلیم میں : کیا برکتیں ہیں دیکھو محمد کے سیم میں

(ح)

- اہل حیا رکوح سے ہی حاصل حیا ہوئی : حاصل شہیدِ حق کو حیات و بقا ہوئی  
 اور دل میں پیدا ح سے ہی حُبِ خدا ہوئی : ح سے حسین کو حُسن کی دولت عطا ہوئی  
 ح حج میں حجرِ اسود و بیتِ الحرام میں : کیا کیا برکتیں ہیں ح کی محمد کے نام میں  
 یہ ح لحد میں ساتھ ہے رحمت کے واسطے : محشر میں بھی ہے ساتھ یہ رحمت کے واسطے  
 حل مشکلوں کو کرتی ہے ہر اک مقام میں : کیا برکتیں ہیں ح محمد کے نام میں  
 محبوب میں بھی ح ہے محبت میں بھی ح : ح حاکم میں ح حکومت میں بھی ہے ح  
 گرج حکیم میں ہے تو حکمت میں بھی ح : رحمان میں جو ح سے تو رحمت میں بھی ح  
 حیدر حسین علیہ السلام میں سے : کیا برکتیں ہیں ح لی محمد کے نام میں

۱۔ وزن شعری کی وجہ مولانا نے علیہ السلام لکھا ورنہ رضی اللہ عنہ ہونا چاہئیے۔ اولیٰ

# مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَ الْجَلْوَى

[شاہزادہ حاتم اللوارثی، فیصل آباد]

لنگیں میں جبیں میں ریشمیں میں خبریں، اثر میں، محمد کے جلوے  
 زمین، کہیں میں یسار و عیس میں قرین محمد جلوے کے  
 چمن میں دمن میں کرن میں، سمن میں سحر میں، ثریں، محمد کے جلوے۔  
 سمندر میں صحرا میں، دشت و جبل میں، ہر خشک تریں بندے  
 قلم میں، علم میں، بزم میں، حتم میں، گرم میں، علم میں، ازم میں، حرم میں۔  
 ہوا میں، خلا میں، نوا میں، بحر میں، گہر میں۔ محمد نے جلوے  
 طلب میں، سبب میں، طرب میں، غنم میں، ادب میں، لقب میں، عجب میں، نسب میں  
 اُمم میں، ملک میں، بہاں میں، جاناں میں، صحف میں، غنم میں، محمد کے جلوے  
 کفو میں، رفو میں، علو میں، نمو میں، سبو میں، وضو میں، گلو میں، علو میں  
 وفا میں، ادا میں، طہ میں، شیفا و جیس میں، نظریں میں، محمد کے جلوے  
 لہک میں، لچک میں، ہلک میں، چمک میں، بشر میں، ملک میں، فلک میں، سک میں  
 مکان میں، زماں میں، عیاں میں، نہاں میں، سفر میں، بحر میں، محمد کے جلوے  
 نگوں میں، فزوں میں، جنوں میں، سکوں میں، چگوں میں، دوں میں، بڑوں میں  
 بہتوں میں، رمق میں، افق میں، شفق میں، ڈگر میں، نگر میں، محمد کے جلوے  
 یہ پھول اور خوشبو یہ رنگ اور روغن ہیں، محسوس حق کی تجلی سے روشن  
 زباں میں، دہن میں، قلم میں، سخن میں، تخیل میں، سر میں، محمد کے جلوے  
 چمن میں، کلی میں، وطن میں، گلی میں، ادھر بھی، ادھر بھی، یہاں بھی وہاں بھی  
 عرب ہو، عجم ہو، جہاں جاتیں، حامد میں، ہر نام مکان میں، محمد کے جلوے

## میم ثانی

اسی میم سے مراد ملی بے مراد کو  
 اس میم نے مٹایا ہے کفر و عناد کو  
 اس میم سے بہشت میں اپنا مکان ہے  
 اس میم نے مٹائی ہے ظلمت قدیم کی  
 اور ہے یہ میم بجا و ماوئی یشیم کی  
 یہ میم مجسموں کو پیغامِ امان ہے  
 اس میم سے تو لطف ہے لوگ کے نام میں  
 اس میم ہی کا نور ہے بیت الحرام میں  
 یہ میم ہی تو موجب ہر دو جہاں میں

اس میم نے ملایا ہے حق سے عباد کو  
 اس میم سے ہو موت جہاں فساد کو  
 کیا دوسری بھی میم محمد کی شان ہے  
 اس میم نے دلالتی ہے رحمت رحیم کی  
 مکہ مدینہ میں بھی برکت ہے میم کی  
 کیا دوسری بھی میم محمد کی شان ہے  
 اس میم ہی کا جلوہ ہے زمزم کے جام میں  
 اس میم سے مدد ملی مشکل مقام میں  
 کیا دوسری بھی میم محمد کی شان ہے

(د)

آئیم ہوئے فرشتوں کے مسجود آل سے  
 حامد جو آل سے ہے تو محمود آل سے  
 دین اور دنیا دونوں محمد کا مال ہے  
 دانش میں ہے جو آل تو دانا میں دل ہے  
 ہر دل میں دل ہی کا تو دیکھو جمال ہے  
 اس دل سے قبول خدا کو درود ہے  
 مرو سخی دل سے فیض اور جود ہے  
 شیطان جناب حق سے، مردود آل سے  
 دونوں جہاں ہو گئے موجود آل سے  
 بنیاد دو جہاں محمد کا دل ہے  
 درِ صدف میں دل ہے دریا میں دل ہے  
 بنیاد دو جہاں محمد کا دل ہے  
 اس دل سے ہی دہر میں ہر اک جود ہے  
 خوش دل سے شہید پر رب و رود ہے

نزدیک دور "دل" کا فیض کمال ہے

بنیاد دو جہاں محمد کا دل ہے



## اشعار

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے نام محمدؐ پر عقیدت  
کے جواہر شمار کیئے سے

(۱) تیرے نام پر میری جاں فداک جاں کیا دو جہاں فدا۔

دو جہاں سے نہیں جی بھرا کروں کیا کرو جہاں نہیں

(۲) حسن یوسف پر کٹیں مصر میں انگشت زناں۔

سرکٹاتے ہیں تیسرے نام پر مرواں عسکر۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

یہی نام ہے بیکسوں کا سہارا۔

یہی نام ہے درو مندوں کا چارہ

میرا منہ لیا چوم روح الایم نے

یہاں نے جس وقت نام محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

اسم محمد پر نقطہ کیوں نہیں؟ چونکہ نقطے کی ظاہری شکل و صورت

مکھی کے مشابہ ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ ہوا کہ اپنے محبوب کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس پر ایک گندی شے کے مشابہ کوئی شے ملحق ہو۔ چنانچہ

حضرت امام شہاب الدین خفاجی حنفی نے نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۸۲ میں لکھتے ہیں۔

”وتظرف بعض علماء العجم فقال محمد رسول اللہ لیس

فیہ حرف منقوط لان النقط تشبه الذباب فصین

اسمہ“

اس کے بعد نام موصوف قدس سرہ نے نظم میں یوں لکھا ہے  
 لقد بالذباب فليس يعلو : رسول الله محمودا محمدا  
 ونقد الحرف يحكيه بشكل : لذاك الخط عنه وقد تجرد  
 اس کا اور عربی عبارت کا وہی مفہوم ہے جو ہم نے اوپر عرض کر دیا ہے۔

بیہکے غوث جیلانی کے جسم پر  
 مکھی نہیں بیٹھتی تھی | امام موصوف کتاب مذکور کے اسی مقام پر لکھتے  
 ہیں کہ ”وقد نقل مثله عن ولي الله  
 العارف به الشيخ عبد القادر الكيلاني - یعنی جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔“

کرامت اور معجزہ ایک شئی ہے یہاں پر کسی کو غلط فہمی ہو کہ نبی علیہ السلام اور  
 غوث پاک کی ایک شان ہوگئی۔ اس کے سوال میں امام موصوف لکھتے ہیں۔  
 ”ولا بعد فيه لان معجزات الانبياء قد تكون كرامته  
 اولياء امته“  
 یعنی اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اسلئے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اولیاء  
 کی کرامت کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق فقیر ایسی غفرلہ  
 کے رسالہ ”احیاء المواتی“ میں دیکھیے۔

غوث جیلانی کا کیا کہنا | امام شعرانی قدس سرہ نے لکھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ  
 عنہ کی نیند بھی ناقص و ضو نہیں تھی۔ علاوہ ازیں غوث پاک کے کمالات کی تفصیل فقیر  
 کی کتاب بڑے پیر کی بڑی شان پڑھیے۔ اسی علت پر ہم اہلسنت حضور نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاریک سایہ کے قائل نہیں۔

سایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی کے دلائل —

جسے اللہ تعالیٰ نے عقل و فہم اور ذکا و عطا فرمایا ہے۔ وہ یہ مختصر دلیل سمجھ جائیگا کہ جس ذات کے نام پر بے عیب شے (نقطہ) بایں معنی عیب ہے کہ وہ ایک عیب والی شے یعنی سایہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اسی لیے ہم اہلسنت اپنے آقا مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم سایہ کے قائل ہیں۔

اور یہ امر احادیث و اقوال علماء کرام سے ثابت ہے اور مدعا پر دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ نور ہیں اور نور کے لیے سایہ نہیں۔ کیونکہ سایہ اس چیز کا پڑے گا۔ جو کثیف ہو۔ اور انوار کو اپنے ماسوا سے اگر سایہ پڑے تو روشنی کون کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آفتاب کا سایہ نہیں ہے۔

(۱) یہی وجہ ہے کہ مکتوبات شریف میں ہے۔

”اور اصلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت کہ سایہ ہر شخص لطیف تراست چون لطیف ترازی صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اور سایہ چہ صورت دارد“

اور جلد سوم مکتوب سوم اور مکتوب ۱۱۲ میں فرمایا۔

”واجب تعالیٰ را چرا ظل باو کہ ظل موہم تولید مثل است و نبی از شاہ بعدیم کمال لطافت اصل ہر گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را از لطافت ظل نبود و خدائے محمد را چگونہ ظل باشد“

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالم شہادت میں سایہ نہ تھا۔ ایسے کہ ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جہان میں کوئی چیز زیادہ لطیف نہ تھی۔ ایسے آپ کا سایہ کس طرح ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا سایہ اس

ہم مثل کا وہم ڈالتا ہے اور نبی کا سایہ ہو تو کمال لطافت کے عدم کا شاہد ہوگا۔ اور جب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدا کا کس طرح سایہ ہوگا؟

(۲) اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِي ظِلِّ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قَالَ ابْنُ سَبْعٍ مَنْ خَصَّ بِصِدْقٍ اِنْ ظَلَّةَ كَانَ لَا تَقَعُ عَلَيَّ اَرْضٌ وَاِنَّهُ كَانَ نُورًا فَكَانَ اِذَا مَشَى فِي الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا يَنْظُرُ لَهُ ظِلٌّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَشْهَدُ لَهُ حَدِيثُ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُعَائِهِ وَاجْعَلْنِي نُورًا  
(خصائص الكبرى جلد ۶)

حکیم ترمذی نے سند کے ساتھ اس بات کو درج فرمایا ہے۔ کہ حضرت ذکوان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔

دھوپ میں اور نہ چاند فی میں اور ابن سبع نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

خصائص کریم سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور محض تھے۔ تو جب

دھوپ یا چاند فی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے۔

اور اس کی شاہد وہ حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعا میں عرض کیا

کہ اللہ مجھے نور کرے۔

(۳) رُوِيَ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اُرِيدُ الْخَطَّ اِلَّا لَئِي

يَقَعَ ظِلُّ اِقْلَامِ عَلِيٍّ اِسْوَابِ اللّٰهِ تَعَالَى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فَجَا زَاةُ اللّٰهِ

تَعَالَى عَلَيَّ ذَاكَ اَنْ يَرْفَعَ ظِلَّهُ عَنِ الْاَرْضِ فَلَا يُوْطَاةُ

(نسيم الرياض شرح شفا شريف جلد ۱ ص ۲۱۹)

وَفِي الْاَنْوَارِ شَفَاةٌ لَطِيْفَةٌ لَا تُحِبُّ غَيْرَهَا مِنَ الْاَنْوَارِ

فَلَا ظِلَّ لَهَا هُوَ مَشَاهِدٌ فِي الْأَنْوَارِ الْحَقِيقَةِ وَهَذَا رِوَاةُ صَاحِبِ الْوَفَا  
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَظِلَّ وَلَمْ يَقْمَرْ مَعَ شَمْسٍ إِلَّا غَلَبَ ضَوْعُهُ فَضَرَعَ  
هَا إِلَّا غَلَبَ ضَوْعُهُ وَرُبَّاعِيَّتُنَا فِيهِ

مَا جَرَى بِظِلِّ أَحْمَدَ أَذْيَالًا : فِي الْأَرْضِ كِرَامَةً كَمَا قَالُوا  
هَذَا عَجَبٌ وَكَمٌ مِنْ عَجَبٍ : وَالنَّاسُ بِظِلِّهِ قَامُوا  
وَقَدْ نَطَقَ الْقُرْآنُ بِأَنَّهُ التُّورُ الْمُبِينُ وَكَوْنُهُ بَشَرًا لَا يُنَافِيهِ  
كَمَا تَرَاهُمْ فَإِنْ فَهِمْتَ فَهُوَ نُورٌ عَلَى نُورٍ فَإِنَّ النُّورَ هُوَ الظُّلْمُ  
بِنَفْسِهِ السُّطُورُ لِغَيْرِهِ وَتَفْصِيلُهُ فِي مَشْكُوتِ الْأَنْوَارِ لِلْغَزَالِيِّ

(نیم السیاحہ ج ۳-۲۱۹)

اور روایت کی گئی ہے کہ تحقیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں کھنا  
نہیں چاہتا کہ قلم کا سایہ اللہ تعالیٰ کے نام پر نہ پڑے اور اس حدیث کو ترمذی نے  
روایت کیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر آپ کو یہ شان عطا فرمائی کہ آپ کا سایہ  
زمین سے اٹھایا تاکہ کوئی شخص آپ کے سایہ اقدس پر پاؤں نہ رکھ سکے اور چھو  
اور چاندنیاں اور روشنیاں کہ اسمیں شگافت اور لطافت ہے تو یہ اپنے علاوہ  
دیگر روشنیوں کے لیے سجاہ نہیں بن سکتے۔ لہذا ان کا سایہ نہیں پڑتا۔ جیسا کہ  
حقیقی انوار میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اور صاحب الوفا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ  
عہما سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا  
اور نہ کھڑے ہونے آفتاب کے سامنے، مگر یہ کہ ان نور عالم افروز خود شید کی روشنی  
پر غالب آگیا۔ اور نہ قیام فرمایا۔ چراغ کی ضیا میں، مگر یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کی تابش نور نے اس کو دبا لیا۔ اور علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

اس بارہ میں ہماری ایک رباعی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ جیسا کہ شیخ نے کہا ہے کہ سایہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرامت اور فضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا۔

اور تعجب ہے اور بہت کافی تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں اور پھر آپ کا سایہ نہ ہو اور پھر فرمایا اور تحقیق قرآن مجید ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا ہے۔ اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں۔ ایسے کہ نور وہ ہے خود بھی ظاہر ہو۔

اور دوسرے کو ظاہر کرے اور اس مسئلہ کی تفصیل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ الانوار میں کی ہے۔

(۴) إِنَّهُ لَا ظِلَّ لِشَخْصَةٍ فِي شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ لِأَنَّهُ كَانَ نُورًا  
(الشفابہ تہذیب المصطفیٰ ص ۱۰۷)

ترجمہ: اور آپ کے جسم اطہر کا سایہ نہ دھوپ میں تھا اور نہ چاندنی میں۔ ایسے کہ آپ نور تھے۔

(۵) وَقَالَ عُمَانُ إِنَّ اللَّهَ مَا أَوْقَطَعَ ظِلُّكَ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ لَيْلٍ  
يَضَعُ انْسَانَ قَدَمَهُ عَلَى ذَلِكَ الظِّلِّ (تفسیر مدارک جلد ۱ ص ۱۰۷)

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرش و بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا۔ تاکہ اس سایہ پر کوئی شخص پاؤں نہ رکھ دے۔

اس کی وجہ بعض کتابوں میں درج ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک یہودی کو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے گرداگرد اپنے پاؤں سے عجیب حرکات کرتا جاتا ہے۔ آپ نے اُس سے دُریا  
کیا۔ تو بولا یہ بات ہے کہ ہم تم پر اور تو کچھ قابو نہیں پاسکتے۔ مگر استہ میں جہاں  
جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اُسے پاؤں سے روندتا چلتا ہوں۔ تو ایسی خیانتوں  
کی شرارتوں سے اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ  
فرمایا۔ کیا خوب فرمایا شاعر نے۔

یہ تھی رمز جو اس کا سایہ نہ تھا : کہ رنگِ دو داں تک آیا نہ تھا  
نہ ہونے کا سایہ کے تھا یہ سبب : ہو اصراف پوشش میں کتبہ کعب  
وہ قرابیلے تھا نہ سایہ ننگن : کہ تھا گل وہ اک معجزہ کا بدن  
بنا سایہ اس کا لطیف اس قدر : نہ آیا لطافت کے باعث نظر  
عجیب کیا جو اس گل کا سایہ نہ ہو : کہ تھا وہ گل قدرتِ حق کی بو  
خوشن آیا نہ سایہ کو ہونا جدا : کہ اس نور حق کے رہا زیر پار  
نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چھاؤں : کسی کا نہ منہ دیکھا اس کے پاؤں  
نہ ہوتا زمین گیر کسی فرش پر : قدم اس کے سایہ کا تھا فرش پر  
جہاں تک کہ تھے یاں کے اہل نظر : سمجھ مایہ نور کس لبصر  
سبھوں نے بیا پتلیوں پر اٹھا : زمین پر نہ سائے کو گرنے دیا  
سیا ہی کی پتلی کہ ہے یہ سبب : وہی سایہ آنکھوں میں پھرتا ہے اب  
وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں : اسی سے یہ روشن ہے سارا جہاں

نظر سے جو غائب وہ سایہ رہا

ملائک کے دل میں سما یا رہا

نہ صرف ہم بلکہ مخالفین کے ~~صدا دید بھی یہی~~ کہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے مولویوں کے  
چند ناولے درج ذیل ہیں جس کے بعد از روئے انصاف کسی کے لئے بھی مجالِ ہنکار نہیں

**مولانا عبدالحی** | "التعلیق العجیب" میں فرماتے ہیں۔ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے۔ تو آپ کا زمین پر سایہ نہ پڑتا تھا کیونکہ سایہ کثیف کا ہوتا ہے۔ اور آپ کی فات سر سے قدم تک نور ہے۔  
(التعلیق ص ۱۷)

**مولوی اشرف علی تھانوی:** نے لکھا ہے "یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

سایہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی۔ اسی لئے آپ کے سایہ نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ گو وہ ضعیف ہیں مگر مسائل میں متمسک ہو سکتے ہیں۔  
(ذکر الرسول ص ۱۷)

**مولوی رشید احمد گنگوہی:** امداد السلوک میں رقمطراز ہیں۔ "تو اثر ثابت

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ اور ظاہر ہے کہ بجز نور تمام اجسام کا سایہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ آپ کا فرمان ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ نیز فرمایا۔ یا لہی! میرے کان آنکھ اور قلب میں نور عطا فرما۔ بلکہ فرمایا خود مجھے نور بنا دے۔ پس اگر نفس ایمان کا نور ہونا محال ہوتا۔ فخر و عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز یہ دعانہ فرماتے۔ کیونکہ محالات کی دعا بالاتفاق ممنوع ہے۔  
(امداد السلوک ص ۱۷)

**مفتی محمد رفیع دیوبند:** ماہنامہ "حجتی" دیوبند بابت فروری ماہ ۱۹۵۹ء میں مفتی محمد رفیع دیوبند کا فتویٰ بدیں الفاظ منقول ہیں۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا



اور اسی کے ہم معتقد ہیں۔ سید مہدی حسن مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند  
الجواب صحیح۔ محمد جمیل الرحمن، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند  
کیا۔ اصول اسلام مولوی محمد ادریس کاندھلوی اور فضائل درود، مولوی محمد کریا  
میں بھی سایہ کی نفی مذکور ہے۔

شکل محمد پر آرام و استراحت : سیدی اعلم حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مؤدب اور متقی تھے کہ کبھی پاؤں دراز کر کے استراحت نہ فرمایا کرتے تھے چوبیس  
گھنٹوں میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ آرام فرماتے۔ اور وہ بھی داہنی کمرہ پر اس  
طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے گویا  
نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بن جاتا۔ اس طرح سونے کا فائدہ یہ ہے  
کہ ستر ہزار فرشتے رات پھر اس نام مبارک کے گرد درود شریف پڑھتے ہیں اور  
اس طرح سونے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

مؤذن مسجد سیرانی : فقیر اویسی نے جب یہ واقعہ مسجد سیرانی بہاولپور

میں بیان کیا تو مسجد شریف کے مؤذن حاجی محمد بخش مرحوم نے بقایا زندگی  
(چھ سال) ایسے ہی شکل بنا کر بوقت نوم (نیند) زندگی بسر فرمائی۔

فیضانِ علیہ : یہی اعلم حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے کہ

آج عوام و خواص کو آپ رسالت اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ہر منسوب  
محبوب شے کا ادب اور تعظیم و تکریم نصیب ہے۔



تقدیم سلام و سمت قبلہ: سید ایوب علی رضوی مدظلہ کا بیان ہے کہ نماز جمعہ

کے لیے جس وقت تشریف لاتے۔ فرش مسجد پر قدم رکھتے ہی حاضرین سے تقدیم سلام فرماتے اور اسی پر بس نہیں بلکہ جس درجہ میں درود ہوتا۔ تقدیم سلام ہوتی جاتی۔

اس کی بھی آنکھیں شاہد ہیں کہ مسجد کے ہر درجہ میں وسطی در سے داخل ہوا کرتے۔ گرچہ آس پاس کے دروں سے داخل ہونے میں سہولت ہی کیوں نہ ہو۔ نیز بعض اوقات اوراد و وظائف مسجد شریف ہی میں بحالت خرام شمالاً، جنوباً پڑھا کرتے۔ مگر منتہائے فرش مسجد واپسی ہمیشہ قبلہ رو ہو کر ہی ہوتی۔ کبھی کبھی پشت کرتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا۔

احترام مساجد: مسجد کے احترام کا ایک واقعہ آپ ملاحظہ فرما چکے۔ ایک اور

ملاحظہ فرمائیے۔ سید ایوب علی رضوی مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدی احمد رضا خاں بحالت اعتکاف اپنی مسجد میں مقیم تھے۔ شب کا وقت جاڑے کا موسم اور اس وقت دیر سے شدید بارش مسلسل ہو رہی تھی۔ حضرت کو نماز عشاء کیلئے وضو کرنے کی فکر ہوئی۔ پانی تو موجود مگر بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جاسے۔ بالآخر مسجد کے اندر لحاف و گدے کی چار تہہ کر کے وضو کیا۔ اور قطرہ تک فرش مسجد پر نہ گرنے دیا۔ اور بغیر رضائی اور گدے پوری رات جاڑوں کی اور اس پر باد و باران کا طوفان یونہی جاگ کر ٹھٹھر کر گزار دی۔

کیا احترام مسجد کا ایسا عامل شخص اس زمانے میں بھی کوئی دیکھنے میں آتا ہے کہ مدارس عربیہ کے اساتذہ و طلباء تک بھاگ کر جماعت کے ساتھ ملنے کے لیے وضو کے اعضا کو

پونچھ بغیر فرش مسجد پر بھاگتے ہیں۔ اس طرح صفوف مسجد خوب گیلی ہوتی ہیں اور صفوف  
کے قطرات گرنے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ کاش! کوئی اللہ کا بندہ اس واقعہ  
سے عبرت حاصل کرے۔

مزید واقعات دربارہ ادب فقیر کی کتاب "با ادب بانصیب" ادب کے نصیب" میں ہیں۔

## معمتہ

طیب عشق را کلام دکان کدامت

علاج جان کند اورا چہ نامست

نشانش میدہم گر چہ شناسی

دوسیم و ہشت کاف و چار لامست

ترجمہ:

سوال: طیب عشق کی دکان کہاں جو روح کا علاج کرتے ہیں ان کا اسم گرامی

کیا ہے؟  
جواب: نشان میں بتانا ہوں اگر تم پہچان سکوان کا اسم گرامی کے دو سیم آٹھ کا

اور چار لام ہیں۔

حل: اس حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی صحیح مراد ہے

اسی لئے کہ دو سیم تو آپ کے اسم گرامی میں ہیں۔ اور حساب ابجد لفظ حاء کے آٹھ

اور وال کے چار ہیں وَاَللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصّٰوَابِ

اعجوبہ

مندرجہ ذیل اشعار میں ہر مصرعہ کے حرف اول کو جمع کرنے کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی حاصل ہوتا ہے۔ اسے اصطلاح میں توشیح کہتے ہیں۔

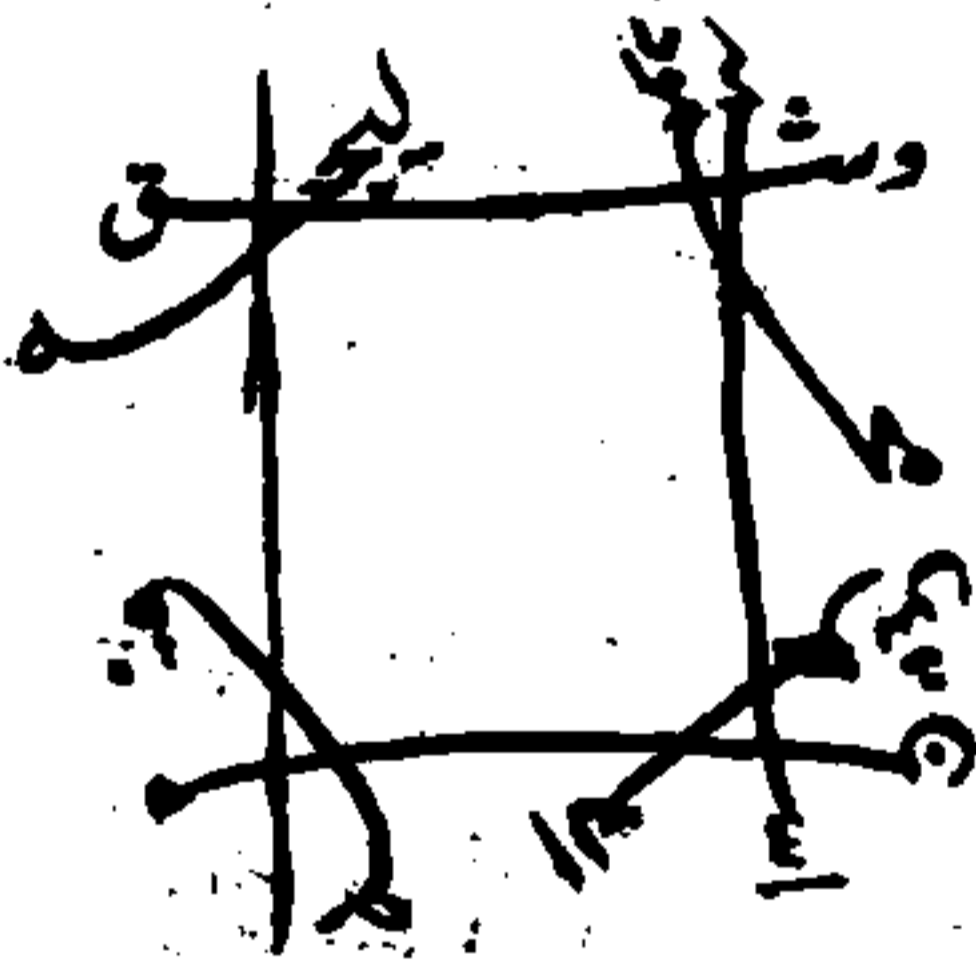
من بردہنت بموی بستم دل تنگ  
 حاصل زیست نیست بیرون از تنگ  
 میں نے تیرے چہرے پر دل دے دیا  
 زندگی کا حاصل نیزنگ سے باہر نہیں  
 من باتو تو با من مسکین شبے روز  
 میں تیرے ساتھ وابستہ ہوں  
 دارم سر آتشی و داری سر جنگ  
 لیکن تیری میرے ساتھ جنگ ہے

(غیاث)

لعویذ دروزہ: تسہیل و لاؤجک کے لیے مندرجہ ذیل کلمہ کرنا ف پر باندھیں

یا سید سے ہاتھ میں دیں جب پیکر پیدا ہوگے

فوراً اتار لیا جائے اور کسے مخالفت سے رکھا جائے نقش یہ ہے



(حاشیہ دلائل الغیبات) از مولانا عبدالقادر آباو مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ  
 اس کلمہ کے قویہ کے نسبت چند دیگر جوتہات عامتر ہیں۔

دروزیہ کے دیگر جوتہات: یا خرم ہاشد ملا نیز جاشد۔ زین و ہقان زاید یا زاید۔

یہ عبارت کلکرو باتیں مان کی جڑ میں باندھیں بعد پیدائش پیکر فوراً اتار لیں۔

حکایت اور عجوبہ: ایک بزرگ کسی کے ہاں رات کو جہان ٹھہرے۔ اس کے گھر سے کلبہ کی آواز سن کر ماجرا پوچھا تو عرض کی گئی کہ اہل خانہ کی اہلیہ دروزہ میں مبتلا ہے۔ آپ نے مذکورہ عبارت لکھ کر باندھنے کا کہا تو فوراً بچہ پیدا ہو گیا۔  
ترجمہ عبارت مذکورہ بالا: مجھ جگہ مل گئی اور میرے گدھے کو بھی اب دہقانی کی عورت بچہ جننے یا نہ۔

اویارالشرکی ہر بات میں ہزاروں مشکلات کا حل ہے۔ مذکورہ عبارت سبق! میں بظاہر تو لاپرواہی کا اظہار ہے۔ لیکن درحقیقت ایک بہت بڑی مشکل حل ہے۔ اسے کہتے ہیں۔

ناز از بندہ اور ناز بر ماری از بندہ نواز

بعض کہتے ہیں یہ بزرگ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ (واللہ اعلم)  
(۲) اذ السَّمَاءُ انشَقَّتْ تَا وَتَخَلَّتْ۔ لکھ کر دائیں بائیں کی جڑ میں باندھیں  
بچہ کی پیدائش کے بعد فوراً تار لیں۔ یا گڑ پر اول و آخر تین بار ۲۱ بار  
پڑھ کر دم کبریٰ اوز کھلائیں۔  
(۳) دلائل الخیرات شریف پیٹ پر رکھیں۔

بخار زوتی کے لیے: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ لکھ کر بخار کے آنے سے پہلے ماتھے پر چپاں کیا جائے۔

بو اسیر خونی ہو یا بادی: گیہوں کے آٹے کی ٹکیہ پکا کر یہ نقش لکھ کر مریض کو سات روز تک کھلایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس موزی مرض سے نجات ہوگی۔  
انگشتی میں کندہ کرا کے پہنے نقش ایگے صغیر پر دیکھیں۔

إِلَّا اللَّهُ

كَرَاهَةَ

محمّد

رسول الله

بواسیر غونی ہو یا پاوی۔ اس کی مناسبت  
سے دیگر مجسرات ماضیہ ہیں۔

## بواسیر کا روحانی علاج:

سُورَةُ بِنْتِ مَرْيَمَ فِي سُورَةِ

از حضرت مولانا حسین بخش (حسین آگاہی ملتان)

ترکیب: ۱۔ ستہ بار برستہ کلوخ خام و میدہ ہلکا ہفت کلوخ یکبار و بیست و یکبار یومیہ  
گروہ مقعد چکر دادہ دور کنند و صاف گردانند۔ بفضلہ تعالیٰ اندر یک ہفتہ آرام میشود  
ترجمہ: مذکورہ بالا الفاظ تین ڈھیلوں پر تین بار دم کریں۔ سات دفعہ دن میں  
ڈھیلوں کو استعمال کریں۔ کل اکیس روزانہ ڈھیلے ہونگے۔ ڈھیلے کو مقعد پر چکڑ دیکر  
صاف کریں۔ بفضلہ تعالیٰ ایک ہفتہ کے اندر آرام ہو جائیگا۔

دیکو: نماز فجر کی سنتوں میں رکعت اول کی الحمد شریف کے بعد سورۃ الم نشرح

دوسری رکعت کی الحمد شریف کے بعد سورۃ التکوثر روزانہ پڑھیں۔ سال کا کورس

شریعت کے حکم پر عمل کرنا بیماریوں کا علاج ہے: فقیر اویسی غفرلہ نے آزمایا آپ  
بھی آزمائیں کہ ہر حکم شرع ہزاروں

بیماریوں کا علاج ہے۔ مثلاً مٹی کے تین ڈھیلوں سے پانچاڑھ کی جگہ کو فراغت کے بعد  
صاف کیا جائے تو بواسیر نہیں ہوتی۔ اگر ہو تو دور ہو جاتی ہے۔

ہر روز کی دوا: نقش ذیل لکھ کر بیمار کے گلے میں ڈالیں۔ انشاء اللہ شفا ہوگی



**عشق مجازی:** بے گانی عورت اور بے ریش لڑکے سے عشق حرام ہے کیا کوئی یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی ماں بہن لڑکی اور بے ریش لڑکے سے عشق بازی کرے تو کیا یہ بے غیرتی نہیں کہ اپنے لئے تو گوارا نہیں لیکن خود حرام فعل کا ارتکاب کریں۔ بزرگوں نے فرمایا جو غیروں سے اس طرح کرتا ہے وہ خود اپنی عزت کی خیر منائے۔ اگر وہ بیگانی عورت سے عشق کا بناتا ہے تو کبھی اسکے محارم میں بے عزتی ضرور ہوگی۔ اگر غیر کی اولاد سے عشق کا دم بھرتا ہے تو اس کی اولاد یا کوئی اور عزیز اس بے عزتی کی زد میں ضرور آئیگا **وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا** یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

اگر کوئی بندۂ خدا اس مرض میں مبتلا ہو جائے تو اس کی نجات کا علاج یہ ہے کہ لفظ محمد دل پر انگلی کے ساتھ روزانہ سو بار لکھے اور جسک محبت ہے اس آہستہ آہستہ دوری کا خیال جائے۔ اور اس کے محاسن کی بجائے اس کی بُری عادات کا خیال جائے۔ اطباء لکھتے ہیں کہ اس کے پانچاںہ دیکھنے سے بھی یہ مرض زائل ہو جاتا ہے۔

**لفظ محمد سے نسیان کا علاج:** یکتب اسم محمد رسل اللہ علیہ السلام علی

القرطاس الابيض بخط العربی امر بعین مرۃ فی شرب مع العسل  
امر بعین یوماً ویقول عند الشرب **رَأَيْتُ نَبِيَّ دُنِي عَلِيًّا بوسيلة هذه**

ترجمہ: سفید کاغذ پر چالیس بار اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا جائے عربی رسم الخط میں اور اسے شہد میں ملا کر چالیس روز پیا جائے اور پیتے وقت کہے  
 آیت نزلت فی علماء بوسيلة هذا الاسم

**فائدہ جلیلہ:** حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ بہت سے اولیاء کرام نسیان سے معصوم و محفوظ ہیں جو انہیں نسیان سے موصوف کرے وہ محروم ہے ایسے کہ نسیان عقل کی کمی سے ہوتا ہے اور انبیاء و اولیاء میں نقص و عیب توبہ، توبہ۔

بلکہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و دیگر بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے نسیان کی جڑ کاٹ دی۔ اور خود نسیان میں مبتلا ہوں یہ غلط خیالی نہیں تو اور کیا ہے۔

ہاں! چند بار نسیان ہوا اور وہ بھی شرعی نقطہ نگاہ سے تعلیم امت کے لیے تھا۔ بلکہ صاحب نسیم الریاض نے تو فرمایا کہ وہ لفظ سہواً ہو سکتا ہے۔ درحقیقت آپ نے عداً فرمایا تاکہ امت کو سہو کے مسائل سے آگاہی ہو۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "نسیان نبی آخر الزمان" میں دیکھئے۔

حضرت امام زین العابدین صاحب نے شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمحتار شرح ردالمحتار میں نسیان کے چند اسباب تحریر فرماتے ہیں وہ یہ ہیں۔  
 ست قورث النسیان سور الفارہ والقاء القملہ وہی حیثۃ والبول

سے طپت اکبر وغیرہ (۱۲ منس)



فی الماء الراكد وقطع القطار ومضغ العلق واكل التفاح ونزاد  
بعضهم العصيان والهموم والاحزان بسبب الدنيا وكثرة الاشتغال  
بها واكل الكزبرة الرطبة والنظر الى المصلوب والحجر في  
نقرة القفا واللحم المالح والخبز الحامى والاكل من القدر  
وكثرة المزاج والضحك بين المقابر والوضوء في محل الاستنجاء  
وتوسد السراويل والعمامة ونظر الجنب الى السماء وكس البيت  
بالخرق ومسح وجهه ويديه بزبد نفض الثوب في المسجد  
ودخوله باليسرى وخروجه باليمين واللعب بالمذاكير والذكر  
حتى ينزل والنظر اليه والبول في الطريق او تحت شجرة مشرفة  
او في الظهار والنظر الى الفرج او مراة الحجام والامشاط بالمشط  
المكسور

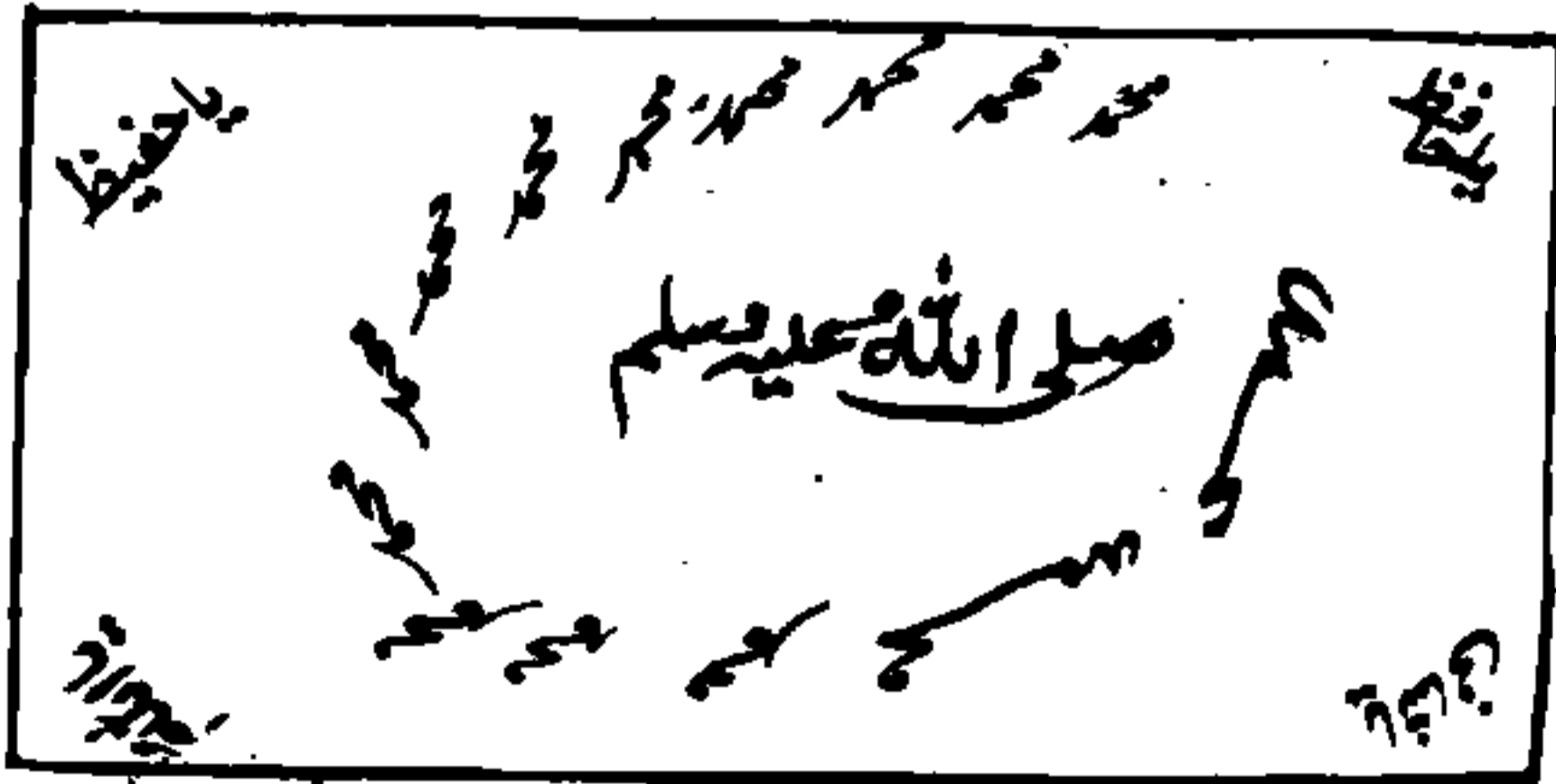
في بعض الكتب الأورد وية النظر الى  
المقابر دائماً والاكل والشرب في حالة الجنابة واكل اللحم  
اليبس

ترجمہ: چھ باتوں سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔ چوہے کا جھوٹا کھانا پینا۔  
جوئیں زندہ چھوڑنا۔ کھڑے پانی میں پیشاب کرنا۔ جانوروں کی قطار کے درمیان سے  
گزرنا۔ علق سے خون چوسوانا۔ سیٹب کھانا۔ بعض لوگوں نے اس پر اضافہ کر کے لکھا کہ  
گناہوں کا ارتکاب، حزن و ملال بوجہ دنیوی امور کے۔ دنیوی امور میں بکثرت مشغولی، سبز  
دھنیا کھانا۔ پھانسی لٹکے ہوئے کو دیکھنا۔ ۳۔ گردن کے منکے پر چمکنے لگوانا۔ نمکین گوشت کھانا  
گرم روٹی کھانا۔ ٹانڈی میں سے سالن لے کر کھانا۔ کثرت مذاق۔ گورستان میں بکثرت بیٹھنا  
استنجاء کی جگہ میں وضو کرنا۔ سلوار اسپرچ سر ہانے رکھنا۔ پگڑی وغیرہ کا سر ہانے رکھنا۔  
جنبی ہو کر آسمان کی طرف دیکھنا۔ کپڑے سے مکان وغیرہ پر جھاڑ و پھیرنا۔ قمیص وغیرہ کے

گریبان سے چہرہ و ہاتھ صاف کرنا۔ مسجد میں کپڑا بھاڑنا۔ پہلے بایاں قدم رکھ کر مسجد میں داخل ہونا۔ پہلے دایاں قدم مسجد سے باہر نکالنا۔ اپنے آلہ تناسل سے کھیلنا یعنی خواہ مخواہ ٹوٹنا یہاں تک کہ انزال ہو جائے یعنی مُشت زنی کرنا۔ آلہ تناسل کو دیکھنا، راستہ پر پیشاب کرنا۔ پھلدار درخت کے نیچے پیشاب کرنا۔ راکھ میں پیشاب کرنا۔ عورت وغیرہ کی فرج دیکھنا۔ جام کاشیشہ دیکھنا۔ ٹوٹے ہوئے کنگما سے کنگھا کرنا۔ گورستان کے کلمے ہوئے کتبوں کو دیکھنا۔ جنابت کی حالت میں کھانا، سوکھا گوشت کھانا۔

## نسیان کے ازالہ کے لیے دعا ذیل پڑھیں

یا من ہونی علوہ قائم و یا من ہونی علمہ محیط و یا  
 من ہونی عزتہ لطیف یا من ہونی لطفہ شریف یا من ہو  
 فی مجدہ برحمتک یا ارحم الراحمین ۔  
 (نقش محلہ برائے چچک)  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



لکھ کر گلے میں ڈالیں

# حضرت ﷺ کے صفاتی نام

حضوریہ عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسامی سے اعظم ماشر اور مثل اسمذات اور خصوصیات آنحضرت سے ہے۔ اور باقی اسمائے صفات و القاب ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضل و شرف اور متصفیات کثیرہ ہونے کو عیاں کرتے وہ قرآن عظیم و دیگر کتب ساویہ و احادیث نبویہ میں وارد ہوئے ہیں یا انبیائے سابقین کی زبانی نئے گئے ہیں۔ قرآن مجید کے ان اسماء و القاب کو ملاحظہ کرنا چاہیے جن کے ساتھ پروردگار عالم نے تاجدار و دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد فرمایا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لی فی القرآن سبعة اسماء محمد و احمد و طہ و یس و المدثر و المزمّل و عبد اللہ۔ قرآن عظیم میں میرے سات نام ہیں۔

۱۔ ما کان محمد اباً احد من رجالکم۔

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: انہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کے تم لوگوں میں سے۔

۲. وما محمد الا رسول

ترجمہ: نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر رسول۔

۳. محمد رسول الله والذین معہ اشداء علی الکفار

رحماء بینہم۔

ترجمہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ دالے سخت و شدید

تر ہیں کفار پر اور رحیم ہیں آپس میں۔

۴. ونزل علی محمد

ترجمہ: اور اتارا گیا ہے (یعنی قرآن) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

(۲) قال تعالیٰ حکایۃ عن عیسیٰ علیہ السلام یاتی من

بعداً اسمہ احمد۔

ترجمہ: میرے بعد ایک رسول ایسے تشریف فرما ہوں گے جن کا نام پاک

احمد ہوگا۔

(۳) ظہ اصل اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کَلَّمَہ ما انزلنا علیک

القرآن لتشقی ای ظہ یا ای طیب و طاہر یا ای

پاکیزہ رہا یا اسے چودھویں لٹ کے چاند ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں

آنا کہ تو مشقت میں پڑے۔

(۴) یٰس۔ یٰس۔ والقرآن الحکیم ؕ انک لمن المرسلین

ترجمہ: اے یس یا اے سردار مجھے قسم ہے حکمت دالے قرآن کی جیک تو مرسلین سے۔

ظہر ویس نام تو انا فتحنا نام تو  
قرآن زحق پیغام تو اے آفرینش را بہا  
نامت محمد آمدہ محمود و احمد آمدہ  
دین تو سرمد آمدہ ابو القاسم کینت را

(۵) مدثر صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال تعالیٰ یا ایہا المدثر طم فاندو  
وربک فکبر۔

ترجمہ: اے جبرمٹ بارتے، والے کھڑا ہو لوگوں کو ڈرنا اور اپنے رب  
کی بڑائی بیان فرما۔

(۶) مزممل صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایہا المزممل  
قم اللیل الاقلیلا۔

ترجمہ: اے کپڑا اوڑھنے بیٹھے والے رات میں قیام فرما مگر تھوڑا۔  
(۷) عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تعالیٰ وانه لما قام عبد اللہ  
یدعوہ۔

ترجمہ: اور بے شک جبکہ کھڑا ہو بندہ اللہ کا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فائدگی حدیث مذکورہ میں انھیں سات اسامہ پر بوجہ شہرت اکتفا کی گئی وہ قرآن عظیم

کے ظہر میں آپ کا اسم گرامی اور انا فتحنا آپ کا اسم ہے۔ حق تعالیٰ سے قرآن  
آپ کا پیغام ہے اور آپ کا اٹھنے کی رونق میں آپ کا اسم گرامی محمد محمود احمد  
میں۔ اسی لیے آپ کے سراج میں کہ آپ کی کینت بھی ابو القاسم ہے۔

میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسما گرامی اور القاب و خطابات سامی بکثرت ہیں۔ منجملہ ان کے آٹھواں یا ایہا النبی ہے جیسا کہ فرمایا باری تعالیٰ نے یا ایہا النبی انا ارسلناک۔ اے نبی بیشک ہم نے تمہیں رسول بنایا۔ توہی یا ایہا الرسول ہے قال تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل علیک۔ اے رسول پہنچا جو تیری طرف اتارا گیا۔ دوسویں نور ہے کما قال تعالیٰ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔ بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن کتاب۔ گیارہویں شاہد۔ بارہویں مبشر تیرہویں نذیر چودھویں داعی الی اللہ۔ پندرہویں سراج منیر ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ و سر اجا منیراً۔ اے نبی بیشک بھیجا ہم نے تمہیں شاہد گواہ اور مبشر (خوشی سنانے والا) اور نذیر۔ (ڈرانے والا) اور داعی الی اللہ (اللہ کی طرف بلانے والا) اس کے حکم سے اور سراج منیر (روشن کتاب) سولہویں شہید ہے قال تعالیٰ و جنابک علی ہولاء شہیداً۔ اور لائیں گے ہم تم کو ان سب پر شہید یعنی گواہ سترہویں منذر ہے فی قولہ تعالیٰ لیکون من المنذرين تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ اٹھارہویں بشیر ہے قال تعالیٰ قد جاءکم بشیر و نذیر۔ تحقیق آیا تمہارے پاس بشیر

و فرجبری سنانے والا اور نذیر۔ انیسویں حتی ہے۔ بیسویں مبین ہے  
 قال تعالیٰ حتی جاءکم الحق من ربکم و رسول اللہ  
 ان کے علاوہ دیگر آیات میں بھی یہ نام و الٰح ہوتے ہیں۔ انیسویں خاتم  
 النبیین ہے۔ کما فی الآیۃ و لکن الرسول اللہ و خاتم  
 النبیین۔ بائیسویں عزیز ہے۔ تیسویں حر لیس ہے۔ چوبیسویں  
 ساؤف ہے۔ پچیسویں رحیم ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لقد جاءکم  
 رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حر لیس  
 علیکم بالمومنین ساؤف الرحیم و تحقیق آیا تمہارے پاس  
 رسول تمہارے نفسوں سے جس پر تمہارا محنت و مشقت میں پڑنا دشوار و ناگوار  
 ہے اور تمہارے ایمان پر حر لیس ہے اور مومنین پر نہایت مہربان و رحم  
 فرما ہے۔ پچیسویں رحمة العالمین ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے  
 و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ نہیں بھیجا ہم  
 نے تمہیں اسے محبوب مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ ستائیسویں  
 نعمة اللہ۔ قال تعالیٰ و بنعمة اللہ ہم یکفرون۔  
 وہ اللہ کی نعمت (محمد رسول اللہ) کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اٹھائیسویں۔  
 عروة و ثقی ہے۔ قال تعالیٰ فمن یکفر بالطاغوت  
 و یومن باللہ فقد اسمسک بالعروة الوثقی  
 اسی بعد محمد المصطفیٰ و ذمتہ احمدہ البقی علی اللہ علیہ وسلم۔ انیسویں کریم  
 ہے قال تعالیٰ انه لقول رسول کریم۔ تیسویں النبی الودیع

قال تعالى فآمنوا بالله ورسوله النبي الامي . پس ایمان لاؤ تم  
 اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جو نبی آئی ہیں یعنی بے لکھے پڑھے۔ کتبوں  
 عالم ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم اولین و آخرین عطا فرمایا اور  
 عالم ماکان و مایکون بنایا۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ :

وَ عِلْمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد

اویسی رضوی غفرلہ



# ہماری دیگر مطبوعات

- نعم الحامی شرح جامی
- توضیح الکامل شرح مائتہ عامل
- ابواب الصّرف
- فضل الہی شرح صرف بہائی
- شرح ایسا غوجی
- کریا محشی - نام حق
- عطا نامہ - پند نامہ
- بدائع منظوم محشی



حافظ رحیم بخش اویسی، قادری ناظم مکتبہ

اویسیہ رضویہ بہاول پور